جاسوس اعظم
مظہر کلیم ایم۔اے

چند باتیں

محترم قارئین ! السلام مسنون ۔ نیا ناول "جاسوسِ اعظم" آپ کے ہاتھوں میں ہے اس ناول کا مرکزی کردار قاسم ہے جی ہاں ! وہی قاسم جسے آپ اور ہم سب احمق ہی سمجھتے ہیں۔ لیکن کیا واقعی قاسم احمق ہے۔ اگر ایسی بات ہوتی تو عمران اور کرنل فریدی دونوں کو اسے جاسوسِ اعظم تسلیم کرنے پر کیوں مجبور ہونا پڑتا۔ عمران اور کرنل فریدی کے کرداروں پر کئی ناول لکھے جا چکے ہیں لیکن یہ ناول ہر لحاظ سے بالکل منفرد ہے۔ اس کے پہلے لفظ سے آخری حرف تک قہقہوں کی گونج میں تیز رفتار ایکشن اور اعصاب شکن سسپنس مسلسل جاری رہتا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ یہ ناول آپ کی پسندیدگی کے معیار پر لازماً پورا اترے گا۔ اب چند خطوط ملاحظہ کیجئے۔

جھنگ صدر محلہ عبھرانہ سے محمد طاہر مختار احمد لکھتے ہیں۔ "پاکیشیا کی طرح ہمارے پیارے ملک پاکستان میں بھی بہت سے مسائل ہیں اس لئے ہماری درخواست ہے کہ عمران اب پاکیشیا سیکرٹ سروس کو چھوڑ کر پاکستان سیکرٹ سروس میں شامل ہو جائے۔ اس طرح پاکستان کے مسائل حل ہو جائیں گے اور جب عمران پاکستان میں مجرموں کو تگنی کا ناچ نچائے گا تو مزہ دوبالا ہو جائے گا۔"

محمد طاہر مختار احمد صاحب ! پاکستان کے مسائل کے حل کے لئے آپ کے دل میں جو تڑپ ہے وہ واقعی قابل قدر ہے لیکن عمران کی کارکردگی اب صرف پاکیشیا تک ہی محدود نہیں رہی۔ دنیا میں جہاں

بھی مسلم ممالک کو کوئی مسئلہ درپیش آتا ہے عمران وہاں پہنچ جاتا ہے اس لئے بے فکر رہیں آپ کی درخواست تو پہلے ہی قبول ہو چکی ہے۔

اسلام آباد سے محمد اقبال بٹ لکھتے ہیں۔ گولڈن سینڈ جیسا بہترین ناول لکھنے پر مبارکباد قبول کریں۔ آپ نے عمران کے ساتھیوں میں تو کیپٹن شکیل، ٹائیگر، جوانا جیسے متعدد کردار شامل کئے ہیں لیکن کرنل فریدی کے ساتھ ابھی تک صرف کیپٹن حمید ہی ہے۔ آپ ان کے ساتھ بھی کوئی نیا کردار ضرور شامل کریں۔

محمد اقبال بٹ صاحب! ناول کی پسندیدگی کا بے حد شکریہ۔ کرنل فریدی کے ساتھ تو قاسم جیسے کردار کو آپ نجانے کیوں بھول گئے ہیں یہ ایسا کردار ہے جو اپنی جسامت کے لحاظ سے عمران کی پوری سیکرٹ سروس سے بھی بھاری پڑتا ہے اس لئے قاسم کی موجودگی میں کسی اور کردار کی گنجائش مشکل سے ہی نکل سکے گی۔ ویسے اُمید پر دنیا قائم ہے۔

والسّلام

مظہر کلیم ایم۔اے

ٹیلیفون کی گھنٹی مسلسل بج رہی تھی۔ لیکن جہازی سائز کے ڈبل بلکہ ٹربل بیڈ پر ـــــ قاسم گہری نیند سویا ہوا اتنے زور سے خراٹے لے رہا تھا کہ ٹیلیفون کی گھنٹی اس کے خراٹوں کے خوفناک سائرن جیسی آواز کے مقابلے میں یوں لگ رہی تھی جیسے نقار خانے میں کوئی چھوٹی سی چڑیا چوں چوں کر رہی ہو۔ مگر ٹیلیفون کی گھنٹی مسلسل بجے چلی جا رہی تھی۔

چند لمحوں بعد دروازہ کھُلا اور قاسم کا ذاتی ملازم منشی جمن ڈرتے ڈرتے اندر داخل ہوا۔ قاسم کے والد سر عاصم چونکہ قاسم کی عادتوں سے اچھی طرح آگاہ تھے اس لئے انہوں نے اس کا بھی انتظام کیا ہوا تھا۔ کہ قاسم کے بیڈ روم میں

ٹیلیفون کی گھنٹی بجنے لگتی تو جمن کے کوارٹر میں بھی گھنٹی بجنے لگتی۔

اگر قاسم فون اٹنڈ نہ کرتا تو پھر یہ جمن کی ڈیوٹی تھی کہ وہ جاکر قاسم کو ٹیلیفون اٹنڈ کرنے کے لئے کہتا۔ لیکن جمن کو یہ اجازت نہ تھی کہ وہ خود ٹیلیفون ریسیو کر لیتا کیونکہ قاسم بہرحال نیدر لینڈ کا بہت بڑا سیٹھ تھا اس لئے کال کاروباری بھی ہو سکتی تھی۔

جمن اپنے کوارٹر میں بیٹھا کافی دیر تو گھنٹی کی آواز سنتا رہا اور ساتھ ساتھ وہ دعا بھی کرتا جا رہا تھا کہ قاسم نیند سے بیدار ہو کر فون اٹھا لے۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ ابھی قاسم کے بیدار ہونے کا وقت نہیں آیا۔

قاسم کی عادت تھی کہ وہ رات ہوٹل گردی کے بعد رات ڈھائی بجے واپس آکر سوتا تھا۔ اور پھر دوسرے دن گیارہ بارہ بجے دوپہر تک وہ گھوڑے بیچ کر پڑا سوتا رہتا۔ اور کسی میں یہ جرأت نہ تھی کہ وہ قاسم کو بیدار کر سکتا ورنہ پوری کوٹھی کے ملازموں کی ایسی شامت آتی کہ وہ چار چار دن ہلدی چونا لگا کر پڑے ہائے ہائے کرتے رہتے۔

قاسم اس کوٹھی میں اپنی بیوی کے ساتھ اکیلا رہتا تھا اور اگر اس کی بیگم گھر میں ہوتی تب تو ملازمین کی قاسم کے غضب سے جان بچ جاتی کیونکہ وہ قاسم کو تیر کی طرح سیدھا رکھتی تھی۔ لیکن قاسم کی بیگم کسی شادی کے سلسلے میں گذشتہ

دو روز سے گئی ہوئی تھی۔

اس لئے آجکل ملازمین کو شامت نے بری طرح گھیر رکھا تھا لیکن چونکہ وہ جانتے تھے کہ قاسم کو اگر ہینڈل کر لیا جائے تو پھر اس سے اچھی خاصی موٹی رقمیں بھی انعام کے طور پر وصول کی جا سکتی ہیں اس لئے ملازم بھی قاسم کا غصہ سہتے رہتے تھے۔

قاسم کی عادتوں سے چونکہ اس کے سب جاننے والے بھی اچھی طرح واقف تھے اس لئے صبح کے وقت کوئی اسے فون نہ کرتا تھا۔ اور نہ ملنے آتا تھا۔

لیکن یہ نجانے کون تھا جو صبح سات بجے نہ صرف ٹیلیفون کر رہا تھا بلکہ جواب نہ ملنے کے باوجود وہ پیچھا ہی نہ چھوڑ رہا تھا۔ اس لئے جب مسلسل گھنٹی سے جمن تنگ آگیا تو وہ اٹھ کر ڈرتے ڈرتے قاسم کے بیڈ روم میں داخل ہوا۔

گھنٹی مسلسل بجے چلی جا رہی تھی۔ جمن کی حالت واقعی خراب تھی۔ نہ وہ ریسیور اٹھا کر کال ریسیو کر سکتا تھا اور نہ ریسیور اٹھا کر نیچے رکھ سکتا تھا اور قاسم کو اس وقت جگا لے کا مطلب صریحاً خودکشی کر لینے کے مترادف تھا۔ اس کی سمجھ میں نہ آ رہا تھا کہ اس مصیبت سے کیسے چھٹکارا حاصل کرے۔

"حضور —— حضور —— جناب —— عالیجاہ۔ حضور"۔

جمن نے پہلے تو قاسم کے قریب جا کر سینے پر ہاتھ باندھ کر انتہائی مودبانہ انداز میں اسے پکارنا شروع کیا لیکن قاسم

کے زوردار اور خوفناک خراٹوں کے مقابلے میں اس کی آواز
اب اتنی بلند تو نہ ہو سکتی تھی کہ قاسم جاگ سکتا۔
" ارے کم بخت —— تو ہی جان چھوڑ دے —— بند
کر دے —— جب تمہیں پتہ ہے کہ حضور فون اٹنڈ نہیں
کر رہے تو کیوں میری جان عذاب میں ڈال رکھی ہے "
جمن نے کئی دفعہ پکارنے کے بعد بڑے غصے سے ٹیلیفون
سے مخاطب ہو کر کہا۔
لیکن ٹیلیفون مسلسل بجے چلا جا رہا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے
ٹیلیفون کرنے والا بھی دنیا کا سب سے ضدی آدمی ہے۔ اس
نے بھی شاید قسم کھا رکھی ہے کہ جب تک قاسم فون اٹنڈ نہ کرے
گا وہ بھی فون بند نہیں کرے گا۔
" دیکھوں تو سہی —— ہے کون ؟" —— اب حضور تو اس
وقت اٹھنے سے رہے " آخر تنگ آکر جمن نے اصول کی
خلاف ورزی کرتے ہوئے کال خود ریسیو کرنے کا فیصلہ کر ہی
لیا

اس نے ڈرتے ڈرتے ہاتھ بڑھا کر ریسیور اٹھا لیا۔
" ہیلو —— کون ہے ؟" جمن نے ہونٹ کاٹتے ہوئے
پوچھا۔
" قاسم صاحب بول رہے ہیں —— ؟" دوسری طرف
سے انتہائی مترنم نسوانی آواز سنائی دی اور جمن کی آنکھیں چمکنے
لگیں۔

" جی نہیں —— میں حضور کا منشی جمن بول رہا ہوں ——
حضور سوئے ہوئے ہیں اور حضور بارہ بجے اٹھتے ہیں "
جمن نے جلدی جلدی جواب دیتے ہوئے کہا۔
" بارہ بجے اٹھتے ہیں —— کیا مطلب —— مجھے تو اس
نے کہا تھا کہ میں سات بجے ملوں گا اور اس وقت ساڑھے
سات ہو گئے ہیں —— میں ان کا انتظار کر رہی ہوں۔ یہ
کمرے میں سائرن کیوں بج رہا ہے۔ کیا آگ لگی ہوئی ہے "
دوسری طرف سے کہا گیا۔
" سائرن —— آگ —— اوہ نہیں —— یہ تو حضور
کے خراٹے ہیں " جمن نے جلدی سے جواب دیا۔
" اوہ —— اچھا —— اچھا —— تو سنو منشی جمن، اپنے
حضور کو فوراً اٹھاؤ اور اسے کہو کہ مس مرسی تمہارا انتظار
کر رہی ہے " دوسری طرف سے کہا گیا
" مس مارسی —— لیکن بیگم صاحبہ —— حضور تو بارہ
بجے اٹھتے ہیں " جمن نے کہنا شروع کیا۔
" شٹ اپ —— یونان سنس —— خبردار جو مجھے
بیگم ویگم کہا —— اٹھاؤ اسے ورنہ میں واپس چلی جاؤں
گی اور جب قاسم کو پتہ چلا کہ تم نے نہیں اٹھایا تو وہ
تمہیں جان سے مار دے گا —— سمجھے —— چلو جلدی اٹھاؤ
اسے —— میں ہوٹل امپالا میں اس کا انتظار کر رہی
ہوں —— جلدی اٹھاؤ —— فوراً " دوسری طرف سے

تیز لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔
اب تو جمن کی حالت اور زیادہ خراب ہو گئی۔ اب تو
قاسم کو جگانا ضروری ہو گیا تھا۔ کیونکہ واقعی اگر بعد میں قاسم
کو پتہ چلتا کہ کسی عورت کا فون آیا تھا اور جمن نے اسے
اٹھایا نہیں تب بھی اس کی شامت آئی تھی۔
چنانچہ مجبوراً جمن آگے بڑھا اور پھر اس نے قاسم
کے پیروں کی طرف آکر اس کا ہاتھی کے پیر جتنا موٹا پیر
دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر ہلانا شروع کر دیا۔
لیکن قاسم پر کوئی اثر ہی نہ ہو رہا تھا۔ تنگ آکر جمن نے
اور زور لگانا شروع کر دیا۔
اور پھر جھنجھلاہٹ میں اس نے پوری قوت سے قاسم
کو جھنجھوڑنا شروع کر دیا۔ اچانک قاسم کے خراٹوں کی رفتار
کم ہونا شروع ہو گئی۔
اس کا مطلب تھا کہ قاسم کے موٹے دماغ میں بیداری کی
لہر حرکت میں آ رہی تھی۔ لیکن جمن جانتا تھا کہ اگر وہ سست
ہوا تو خراٹے پہلے کی طرح تیز ہو جائیں گے۔ اس لئے وہ مسلسل
اُسے جھنجھوڑتا رہا۔ آہستہ آہستہ خراٹے کم ہونے چلے گئے
جب خراٹے تیز سانسوں میں بدل گئے تو جمن نے قاسم کا پیر
چھوڑا اور دو تین قدم پیچھے ہٹ کر سینے پر ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو
گیا ——
" ابے تو سلو موشن میں نہیں چل سکتا گھوڑے کی اولاد۔

اب میں سالا کوئی ریس میں تو نہیں کھیل رہا کہ اتنا تیز دوڑوں"
قاسم کی بڑبڑاہٹ سنائی دی۔
اور جمن سمجھ گیا کہ قاسم نیند میں یہ سمجھ رہا ہے کہ وہ کسی کے
ساتھ دوڑ رہا ہے۔
" حضور —— حضور —— عالی جاہ —— حضور مس ماسی۔
حضور —— فون حضور" —— جمن نے اونچی آواز میں کہنا شروع کر
دیا
" ہائیں —— ماسی —— کون ماسی —— ابے ماسی کہاں
سے آ گئی —— اتنی بڈھی —— لاحول ولا"
یکلخت قاسم نے آنکھیں کھول کر اونچی آواز میں چیختے ہوئے
کہا۔ اس کے ذہن نے صرف مس ماسی کے الفاظ ہی پہنچ
کئے تھے۔
" حضور —— وہ جوان تھی —— بہت جوان حضور مس
ماسی حضور —— فون حضور" جمن نے ڈرتے ڈرتے کہا۔
" جوان —— خون —— ارے باپ رے —— کس
کا خون جوان خون" قاسم اتنے زوردار جھٹکے سے اٹھ کر
بیٹھا کہ جہازی سائز کا ڈبل بیڈ بری طرح چرچرا اٹھا۔
" حضور —— خون نہیں فون —— حضور مس ماسی کا
فون آیا تھا حضور" جمن نے اور زیادہ گھبرائے ہوئے لہجے
میں کہا۔
" ابے تم —— منتی نتھے کی اولاد —— تم اور میرے

باڈروم میں ——— ابے تمہیں تمیز نہیں ہے کنوارے کے
باڈروم میں ——— تم بگیرا جاجت ——— ابے تمہاری
یہ جرأت مرأت سالے"۔
قاسم جمن کی شکل دیکھ کر ہی بُری طرح بگڑ گیا۔
"حضور ——— مس ماسی کا فون آیا ہے ——— وہ آپ کا
ہوٹل امپالا میں انتظار کر رہی ہے"۔ جمن نے جلدی سے
وضاحت کرتے ہوئے کہا۔
"کیا ——— ابے کیا کہہ رہا ہے ماسی ——— لاحول ولا
ابے مجھے بھی اپنی طرح بڈھا کھوسٹ سمجھ لیا ہے کہ اب
میں بڈھیوں کے پاس جاؤں گا ——— ابے تمہاری یہ جرأت
مرأت کیسے ہوئی۔ مجھے بڈھا بنا دیا تم نے"
قاسم نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔
"مس ماسی حضور ——— ایک دم جوان آواز تھی حضور"۔
جمن نے بری طرح گھبراتے ہوئے کہا۔
"ماسی ——— اور وہ بھی مس اور جوان ——— ابے اب
تو مسخرہ کرنے لگ گیا ہے ——— ادھر آ منہ سُنگھا"۔
قاسم نے غراتے ہوئے کہا۔
"حضور ——— جمن نے کانپتے ہوئے کہا۔ اس کا جسم اس
طرح لرزنے لگ گیا تھا جیسے اسے جاڑے کا بخار ہو گیا ہو۔
"ابے ججور کی دم سالے ——— اِدھر آ ——— اِدھر"۔ قاسم
نے بری طرح دہاڑتے ہوئے کہا اور جمن غریب ڈرتا ڈرتا آگے
بڑھا ہی تھا کہ قاسم نے جھپٹ کر اس کی گردن پکڑی اور پھر
اس کا منہ اپنی ناک سے لگا لیا۔
دوسرے لمحے اس نے اسے زور سے پیچھے دھکیلا
کہ جمن غریب اڑتا ہوا دس فٹ دور قالین پہ ایک دھماکے
سے جا گرا۔
"تمہارے منہ سے تو بکرے جیسی بُو آ رہی ہے۔ ابے
تیرا باپ بکرے تو نہیں چباتا تھا سالے گھامڑ ——— بنا پھرتا
ہے منشی تفضل کی دم۔ ابے بول تمہیں کیا سزا دی جائے۔
سالے مچھر کی دُم ——— مجھے نیند میند اتنے زور کی آ رہی تھی
سالے اٹھا دیا"۔
قاسم کا غصہ اب واقعی پورے عروج پر پہنچ گیا تھا۔
جمن کی اس طرح نیچے گرنے سے ہڈیاں کڑکڑا گئی تھیں۔
لیکن وہ اتنی تیزی سے اٹھ کر دوبارہ مؤدبانہ انداز میں کھڑا ہو
گیا جیسے اس کے جسم میں ہڈیوں کی جگہ سپرنگ لگے ہوئے ہوں
کیونکہ اسے معلوم تھا کہ اگر فوراً قاسم کو نہ سنبھالا گیا تو یہ بدمست
ہاتھی واقعی اس کی ساری ہڈیاں توڑ ڈالے گا۔ اور اسے
بچانے والا بھی کوئی نہ ہو گا۔
"حضور ——— بہت پیاری جوان آواز تھی ——— بالکل
جوان فل فلوٹی کی آواز حضور" ——— جمن نے جلدی جلدی
کہنا شروع کیا۔
"ابے تمہیں کیسے پتہ چلا کہ وہ پیاری جوان آواز تھی ———

ابے سالے ــــ تم کوئی ساؤنڈ ماؤنڈ کے انجنیئر ہو۔" قاسم کا آدھا غصہ تو پیاری اور جوان فل فلوٹ کے الفاظ سن کر ہی غائب ہو گیا تھا۔

"حضور ــــ میں سچ کہہ رہا ہوں ــــ میں نے خود اپنے کانوں سے سنی ہے ــــ حضور ایکدم جوان،" جمن نے جلدی جلدی جواب دیا۔

"تم سالے واقعی نشہ کرنے لگے ہو ــــ ابے ادھر کہتے ہو ماسی ــــ ادھر کہتے ہو جوان ــــ ابے عقل کے بلائنڈ ملائنڈ بلکہ فل بلائنڈ منشی نہتے ــــ ابے سالے مجھے جاہل ماہل سمجھ رہے ہو ــــ ابے مجھے نہیں معلوم کہ ایکدم جوان کو آنٹی کہتے ہیں۔ ذرا سی بڈھی ہو تو کھالا مالا بھی کہہ لیتے ہیں۔ لیکن ماسی ــــ سالے ماسی تو پرانے زمانے میں کہتے تھے۔ اور پرانے زمانے کی ماسی سالے جوان خون کیسے ہو سکتی ہے ــــ؟" قاسم نے اسے ڈانٹنے کے انداز میں کہا۔

"حضور ــــ وہ انگریج لگتی تھی ــــ اس نے خود کہا تھا کہ مس ماسی بول رہی ہوں ــــ ہوٹل امپالا سے۔ حجور نے اسے ٹیم دے رکھا ہے،" جمن نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"ہوٹل امپالا ــــ اوہ۔ اوہ۔ کہیں تم وہ رحم محم ارے وہ کیا کہتے ہیں انگریجی میں معافی شافی کو ــــ ارے ایکدم جاہل ہو تم ــــ بولتے کیوں نہیں۔ وہ رحم ــــ معافی

کو کیا کہتے ہیں ــــ ابے کس بات کی سالے تنخواہ منخواہ لیتے ہو ــــ انگریجی کا ایک لفظ نہیں آتا تجھے ــــ بول جلدی بول۔" قاسم نے ماتھے پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا۔

"حضور ــــ مجھے کیا معلوم ــــ وہ تو مس ما.... اوہ حضور مارسی ــــ ماسی ــــ ایسا ہی کچھ بول رہی تھی نام اپنا،" جمن نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"ارے ہاں ــــ اب یاد آیا ــــ سالے میں تو نیند مینڈ میں ہوں ــــ تو نے دارو تو نہیں پی رکھا۔ مرسی۔ ہاں ارے ہاں مس مرسی ــــ اوہ ــــ اوہ۔ واقعی میں نے اسے ملنے کے لئے کہا تھا۔ ارے اس نے رات کو آنا تھا ارے مجھے تو نے اٹھایا کیوں نہیں ــــ سالے حرام منگج ابے غجب ہو گیا۔ سالے رات گجر گئی اور سالے وہ مس مرسی میرا انتجار کرتی رہی ــــ اور تم سالے منشی منقے بلکہ منشی چھوہارے ــــ تنخواہ منخواہ لینی تو تمہیں یاد رہتی ہے۔ مجھے اٹھانا یاد نہیں رہتا ــــ ابے کہاں ہے ــــ کہاں ہے بول اسے پانی وانی بھی پلایا ہے سالے۔"

قاسم نے بری طرح بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"وہ خود تو نہیں آئی حضور ــــ اس کا فون آیا ہے وہ ہوٹل امپالا میں بیٹھی ہے۔" جمن نے ہاتھ باندھتے ہوئے کہا ــــ

"بیٹھی ہے ——— کیوں بیٹھی ہے ——— اوہ بے چاری مرسی ورسی ساری رات میرے انتجار میں بیٹھی رہی ۔ اوہ بڑا غجب ہوگیا ۔ وہ سالے سوئی کیوں نہیں" قاسم نے بڑی طرح بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا۔

"حضور میں آپ کی بات کراؤں فون پر" جمن نے جان چھڑانے کے لئے کہا۔

"فون پر ——— کیوں بے ——— کیا میرے پیروں میں سالے مہندی لگی ہے ——— میں وہاں نہیں جا سکتا ۔ کیا میں لنگڑا ہوں ۔ معجور ہوں ——— بول"
قاسم نے غراتے ہوئے کہا۔

"ج ——— ج ——— نہیں حجور ——— لیکن حضور آپ تو سیٹھ قاسم ہیں ——— آپ کیوں جائیں چل کر ——— اُسے یہاں آنا چاہیئے حضور" جمن نے انتہائی خوشامدانہ لہجے میں کہا۔

"ہونہہ ——— سالے جسوس مسوس کی اولاد ——— تو تم چھپکلی بیگم کے جسوس ہو ——— یعنی وہ مس مرسی یہاں آئے اور سالے تم بیگم کو چغلی کھاؤ ——— یہی مطلب وطلب ہے نا تمہارا ——— گٹ آؤٹ ——— میری نجروں کے سامنے سے ہٹ جاؤ سالے ورنہ تمہاری یہ مرغی جیسی گردن مروڑ کر پھینک دوں گا" قاسم نے غصے سے دہاڑتے ہوئے کہا اور جمن اس طرح دروازے کی طرف دوڑا جیسے موت سے بچ کر نکل رہا ہو۔

"ابے رُک ——— بریک لگا" یکلخت قاسم اور زیادہ زور سے دہاڑا اور جمن اس طرح رُک گیا جیسے چابی بھرے کھلونے کی چابی ختم ہوگئی ہو
اس نے مڑ کر ہاتھ اس انداز میں جوڑے جیسے نمستے کہہ رہا ہو۔

"ادھر آ ——— ادھر آ ——— سالے کب سے ہندو مندو ہوگیا ہے ۔ کافر ہوگیا ہے ——— ادھر آ" قاسم کو اس کے اس طرح ہاتھ جوڑنے پر اتنا غصہ آیا کہ اس کے گال بری طرح پھڑکنے لگے۔

اور اب تو جمن کی حقیقت میں جان نکل گئی ۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ چاہے قاسم اور کسی بات پر سزا دے نہ دے مگر کافر ہوجانے پر وہ اسے جان سے مارنے پر بھی نہ رکے گا۔

"حضور ——— میں تو مسلمان ہوں ——— کلمہ سناؤں" جمن نے جلدی سے کہا ۔ اور ساتھ ہی اونچی آواز میں کلمہ پڑھنا شروع کردیا۔

"ہوں ——— کلمہ بھی پڑھتا ہے اور ہندوؤں کی طرح ہاتھ بھی جوڑتا ہے سالے منافق ——— ایک دم منافق" قاسم کی ذہنی رو اور طرف پلٹ گئی۔

لیکن اسی لمحے ٹیلیفون کی گھنٹی زور سے بج اٹھی اور قاسم سب کچھ بھول کر جلدی سے ٹیلیفون کی طرف مڑ گیا۔ اس نے ریسیور اٹھایا۔

جمن اس موقع کو غنیمت سمجھ کر جلدی سے کمرے سے

باہر نکل گیا۔

"ہالو ———" قاسم نے اونچی آواز میں کہا۔

"کون بول رہا ہے ——— ؟" دوسری طرف سے نسوانی آواز سنائی دی۔

"اوہو ——— ہو ——— ہو ——— واقعی ایک دم جوان سویٹ سویٹ بلکہ سویٹ مارٹ ——— ہالو ——— سیٹھ قاسم کے علاوہ اور کس میں جرأت مرأت ہے کہ وہ بول سکے" قاسم نے مسرت سے بھرپور چمکتے ہوئے لہجے میں کہا۔ مس مرسی کی مترنم آواز نے اس کے جھنجھلائے ہوئے ذہن پر واقعی انتہائی خوشگوار اثر ڈالا تھا۔

"اوہ ——— سیٹھ قاسم ——— تم ——— میں مرسی بول رہی ہوں ——— تم کہاں ہو ——— بس تمہارے انتظار میں بیٹھی سوکھ رہی ہوں" دوسری طرف سے مرسی نے انتہائی لاڈ بھرے لہجے میں کہا۔

"سوکھ رہی ہو ——— یعنی کہ واقعی سوکھ رہی ہو۔ اوہ یہ ہوٹل والے اُلو کی دم ——— اتنا بڑا ہوٹل ہے اور تمہیں پانی بھی نہیں دے سکتے ——— اوہ ——— میں ان کے ہوٹل موٹل کو آگ لگا دوں گا ——— سالے گوشت حرام ——— مس مارسی سوکھ رہی ہے اور سالے پانی نہیں دے سکتے کہاں ہے ہوٹل کا منیجر وینجر ——— بلاؤ اسے۔ ایک دم گوشت حرام سالے" قاسم کی ذہنی رو یکلخت پلٹ گئی اور اس نے

فون پر دہاڑنا شروع کر دیا۔

"ارے ——— ارے ——— کیا ہو گیا ہے تمہیں ارے کیوں چیخ رہے ہو تم ——— کیا کہہ رہے ہو۔ میرے تو کان کے پردے پھٹنے لگے ہیں" دوسری طرف سے مس مرسی نے بری طرح بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اوہ ——— سوری مارسی ——— مس مارسی ——— تم تو خود سالی، ماچھی رابھی ہو۔ میں تو ہوٹل والوں کو کہہ رہا تھا۔ جو تم سوکھ رہی ہو اور وہ تمہیں پانی دے کر سوکھنے سے بچا نہیں سکتے۔" قاسم مس مرسی کی بات پر بری طرح بوکھلا گیا۔ اور دوسری طرف سے مس مرسی کا مترنم قہقہہ گونج اٹھا۔ وہ شاید اب قاسم کا مطلب سمجھی تھی۔

"ہی۔ ہی۔ ہی ——— تم سالی واقعی ایکدم جوان ہو۔ ابھی کہاں سوکھی ہو ——— ہی ہی ——— میں تو ڈر مر گیا تھا کہ کہیں میرے پہنچنے تک تم سوکھ سڑ ہی نہ جاؤ اور مجھے سوکھی سڑی عورت سے ایک دم نفرت ہے۔ سالی مولی کے مافق سوکھی سڑی" قاسم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ڈیئر قاسم ——— جلدی آجاؤ ——— دیکھو میں تمہارا کتنا انتظار کر رہی ہوں۔ مجھے ایک لمحہ کاٹنا مشکل ہو رہا ہے۔" مس مرسی نے ایک بار پھر انتہائی دکھ بھرے لہجے میں کہا۔

"تو تم سالی اتنی کھنڈی منڈی قینچی کیوں خرید لائی ہو۔ جو سالی کاٹتی ماٹتی بھی نہیں۔ کتنے میں خریدی تھی۔" قاسم نے

"اچھی طرح نہانے کے بعد قاسم نے بالکل نیا شاندار پائے گی۔" جمن نے موقع غنیمت جانتے ہوئے فوراً ہی
نیلے رنگ کا سوٹ پہنا اور پھر اس نے ڈریسنگ ٹیبل پر موجود ہنٹرہ بدلتے ہوئے کہا۔
کلون اور پرفیوم کی انگلی تین چار شیشیاں سوٹ پر الٹ دیں۔ "کیا بھول جائے گی۔" قاسم نے چونک کر پوچھا۔
جب وہ اچھی طرح تیار ہو گیا تو باتھ روم سے نکلا اور "مم —— مم —— میرا مطلب ہے حضور آپ سے زیادہ
بیڈ روم سے ہوتا ہوا باہر راہداری میں آیا تو جمن دروازے کے خوبصورت، جوان، بانکا آدمی اسے پوری دنیا میں نظر نہ آیا ہوگا
قریب ہی ہاتھ باندھے کھڑا تھا۔ حضور تو شہزادے ہیں شہزادے —— اللہ نظر بد سے
"ابے کیا بات ہے —— کیوں منہ لٹکائے کھڑا ہے بچائے۔" جمن اب پوری طرح خوشامد پر اتر آیا۔
سالے منحوس فیس منشی نتھے خاں" قاسم کو جمن کا چہرہ دیکھ "اوہ ہو۔ ہو —— واقعی تم منشی ہو منشی۔ اچھے ہو۔ تم
کر غصہ آگیا۔ نے مجھے یاد دلا دیا۔ واقعی یہ نجر لگانے والے سالے راستے
"حضور وہ ناشتہ تیار ہے۔ حضور کو اطلاع دینے آیا تھا۔ میں لگ جاتے ہیں۔" قاسم نے منہ بناتے ہوئے کہا۔
جمن نے جلدی سے کہا اور حیرت سے قاسم کو دیکھنے لگا۔ "تو حضور نظر بد سے بچنے کے لئے آپ صدقہ کر دیں کالے
جو اسے خلاف توقع بے حد خوش نظر آرہا تھا۔ حالانکہ وہ گھوڑے کا۔ —— حضور پھر کس کی جرأت ہے حضور کو
تو اس لئے سہما ہوا کھڑا تھا کہ جلدی اٹھانے کی وجہ سے قاسم بری نظر لگانے کی —— سالے کالے گھوڑے کے
کا موڈ یقیناً آف ہوگا۔ سموں میں روندے جائیں گے۔" جمن نے فوراً ہی ترکیب بتاتے
"ناشتہ —— ارے گھامڑ —— ادھر مس مارسی حسینہ ہوئے کہا۔
والڈ مرڈ میرے انتظار میں بیٹھی سوکھ رہی ہے بیچاری

اور تم کہہ رہے ہو کہ میں سالا ناشتہ پاشتہ کرتا رہوں۔ ایکدم
بے رحم ہو تم —— جاؤ دفع ہو جاؤ —— سالے جالم۔"
قاسم نے پھنکارتے ہوئے کہا۔
"اوہ —— حضور وہ ایک دم جوان آواز والی۔ اوہ حضور
میرا انعام۔ حضور کو دیکھ کر وہ حسینہ عالم بھی چوکڑی بھول

اس نے جان بوجھ کر کالے بکرے کی بجائے کالے گھوڑے
کا نام لیا تھا تاکہ رقم بھی زیادہ ملے گی اور رعب بھی پڑے گا۔
صدقے کا۔
"کالے گھوڑے کا صدقہ" —— قاسم نے حیران ہوتے
ہوئے کہا۔
"حضور —— آپ بہت بڑے سیٹھ ہیں کوئی غریب تو

نہیں ہیں کہ بکرے کا صدقہ کریں —— آپ کی شان تو گھوڑے
کا صدقہ ہے۔" جمن نے جلدی سے بات کو سنبھالتے ہوئے کہا۔
"اوہ —— ہاں۔ ہاں —— سالے بکرے تو عام گریب
لوگ موگ کرتے رہتے ہیں —— ہاں گھوڑا ٹھیک ہے۔ تم
واقعی حکیم لقمان کی نسل کے منشی ونشی ہو۔ جلدی سے لے آؤ
گھوڑا۔ ایکدم کالا ہو سالے" قاسم نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔
"حضور گھوڑا تو منڈی سے لانا ہوگا۔ دیر ہو جائے گی تو وہ
مس مارسی سوکھ جائے گی۔ آپ مجھے حکم کریں میں آپ کے
جانے ہی ایک کی بجائے دو گھوڑے صدقے کر دوں گا۔"
جمن نے رکوع کے بل جھکتے ہوئے کہا۔
"ارے ہاں —— سالے گھوڑے کو صدقہ کرتے تو وہ
سالی حسینہ مسینہ سوکھ جائے گی۔ ٹھیک ہے۔ کتنے میں آتا
ہے یہ سالا گھوڑا موڑا"
قاسم نے جیب میں ہاتھ ڈالتے ہوئے کہا۔
"حضور —— اچھی نسل کا گھوڑا تو لاکھ روپے میں آتا ہے۔
اور حضور گھٹیا نسل کا گھوڑا تو ٹھیک نہیں رہے گا صدقے
کے لئے۔ اللہ میاں ناراض ہو جائے گا کہ اتنا بڑا سیٹھ اور
صدقہ دیا گھٹیا نسل کے گھوڑے کا۔" جمن نے جواب دیا۔
"ارے تو میں کب کہہ رہا ہوں کہ اللہ میاں کو ناراج
کرو —— سالے مجھے دوزخ میں سڑوانا ہے۔ یہ لو
لاکھ روپے۔ دو چار سو روپے اوپر لگ جائیں تو پرواہ نہ کرنا

لگا دینا۔"
قاسم نے جلدی سے کوٹ کی جیب میں موجود جہازی سائز
کے اپنی طرح کے پھولے ہوئے بٹوے کو زبردستی باہر گھسیٹتے
ہوئے کہا۔
اور جمن کی آنکھیں خوشی سے اس طرح چمکنے لگیں جیسے
آنکھوں میں سرخ لائٹیں فٹ ہو گئی ہوں۔
قاسم نے بٹوہ کھولا اور پھر اس میں سے بڑے نوٹوں
کی گڈی باہر کھینچی اور سو نوٹ گن کر جمن کی طرف بڑھا دیئے۔
"سالے —— اگر مجھے پتہ چلا کہ تم نے گھٹیا مٹیا نسل کا
صدقہ کیا ہے تو جان سے مار دوں گا —— سمجھے"
قاسم نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔
"حضور فکر نہ کریں"
جمن نے جلدی جلدی ہزار ہزار والے سو نوٹ لیتے
ہوئے کہا۔
"ابے مجھے کہہ رہا ہے —— میں فکر مکر کروں گا۔
سالے اب سیٹھ قاسم فکر مکر کرے گا —— ابے تو نے
مجھے کوئی فقیر مکیر سمجھ رکھا ہے سالے"
قاسم کا رنگ بدلنے لگا۔
"حضور —— وہ مس ماریا"
جمن نے جلدی سے اسے یاد دلاتے ہوئے کہا کیونکہ
اسے معلوم تھا کہ اگر قاسم بگڑ گیا تو پھر ان نوٹوں کی بجائے

ہزار جوتے کھانے پڑیں گے ۔"

"ارے ہاں ——— وہ بے چاری سوکھ رہی ہے ۔"
قاسم نے چونک کر کہا اور تیزی سے پورچ کی طرف بڑھ گیا۔ جہاں اس کی بحری جہاز جتنی بڑی کار کھڑی تھی جسے ڈرائیور نے دھو دھا کر چمکا دیا تھا۔

اور جمن جلدی سے نوٹ سنبھالے اپنے کوارٹر کی طرف بھاگ گیا۔

عمران ناشتے کے انتظار میں بیٹھا اخبار پڑھ رہا تھا کہ اچانک اس کی نظریں اخبار کے کونے پر پہنچ کر جم سی گئیں اور پھر اتنی تیزی سے پھیلنے لگیں جیسے ابھی پھیلتی ہوئی کرکٹ کے میدان میں تبدیل ہو جائیں گی۔

"سلیمان ——— سلیمان ۔" عمران نے یکلخت بری طرح چیختے ہوئے کہا۔

"جی صاحب ——— کیا ہو گیا ہے ——— کیا سانپ نے کاٹ لیا ہے ۔" سلیمان کی آواز فوراً ہی دروازے پر سنائی دی۔ وہ ناشتے کی ٹرالی دھکیلتا ہوا اندر داخل ہو رہا تھا۔

"اوہ ——— سلیمان یہ خبر پڑھو۔" عمران نے جلدی سے اخبار سلیمان کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"کیا ہے اخبار میں ——— کوئی اچھے رشتے کا اشتہار

آگیا ہے۔ لیکن جناب اچھے رشتے والے کوٹھی پہلے پوچھتے
ہیں۔ آپ کے مانگے ہوئے فلیٹ پر اچھے تو کیا برے رشتے
بلکہ سرے سے رشتے ہی نہیں آسکتے"۔ سلیمان نے
اخبار پکڑنے کی بجائے ناشتے کا سامان میز پر لگاتے ہوئے
منہ بنا کر جواب دیا۔

"اوہ سلیمان پلیز ———— ایک بار پڑھ تو لو"۔ عمران نے
اس بار منت بھرے لہجے میں کہا۔

اور سلیمان نے ہاتھ بڑھا کر اخبار عمران کے ہاتھوں
سے لیا اور اسے سرسری انداز میں دیکھنے لگا۔

"ہوں ———— کیا ہوتا ہے اخبار میں ———— سیاستدانوں
کے بیانات کہ ہمیں اقتدار دے دو ———— ملک میں دودھ
اور شہد کی نہریں تو کیا دریا بلکہ سمندر بہا دیں گے۔ اور
جب اقتدار ملتا ہے تو رہا سہا دودھ بھی خود پی جاتے ہیں یا
پھر حکومت کے آدمیوں کے بیان گا۔ گے۔ گی۔ یہ کر دیں گے
وہ کر دیں گے۔ اس کی اجازت نہیں دے گے۔ اس پر غور
کریں گے یا پھر ایکسیڈنٹ۔ قتل۔ سزائیں۔ پھانسیاں۔ کیا ہوتا
ہے اخبار میں ———— خواہ مخواہ ملک کا کاغذ ضائع کرتے رہتے
ہیں"۔ سلیمان نے اخبار لیتے ہوئے پورا تبصرہ کر ڈالا۔

"ارے فلسفی صاحب ———— ادھر دائیں کونے میں یہ خبر
چار کالمی"۔ عمران نے آگے ہو کر اخبار کے کونے کی طرف
اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ ———— ہائیں ———— یہ کیا ———— سنٹرل انٹیلیجنس
کے سپرنٹنڈنٹ فیاض کو ملک کا سب سے بڑا بہادری کا اعزاز
دیئے جانے پر سنجیدگی سے غور کیا جا رہا ہے ———— یہ اپنے
سوپر فیاض کو ———— اور بہادری کا اعزاز ————
لاحول ولا"۔

سلیمان نے خبر کی سرخی پڑھنے کے ساتھ ساتھ اس پر
بے اختیار تبصرہ بھی کرنا شروع کر دیا۔ اس کے لہجے میں حیرت
تھی اور اس کی آنکھیں بھی عمران کی طرح حیرت سے پھیل گئی
تھیں اور اس کے چہرے پر بھی ایسے ہی تاثرات ابھر آئے تھے
جیسے اسے اس خبر پر یقین نہ آ رہا ہو۔

"ارے ———— خواہ مخواہ میرے یار کو بزدل کہہ رہے ہو۔
وہ اب بھی دس بارہ مکھیاں بڑی آسانی سے ڈھیر کر
سکتا ہے"۔

عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"باخبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ سنٹرل انٹیلیجنس کے
سپرنٹنڈنٹ فیاض نے گذشتہ دنوں اپنی جان پر کھیلتے ہوئے
اسلحے کے بین الاقوامی سمگلروں کے ایک گروہ کے بہت بڑے
اڈے کا نہ صرف سراغ لگایا، بلکہ اس اڈے میں گھس کر
اس نے اپنی جان کی پرواہ کئے بغیر بیک وقت بارہ مسلح افراد سے
خالی ہاتھوں مقابلہ کیا اور انہیں زیر کر کے گرفتار کر لیا۔ اس
خطرناک گروہ کے اڈے سے ناجائز اسلحے کا ایک بہت بڑا

ذخیرہ دستیاب ہوا ہے بلکہ پوری دنیا میں پھیلے ہوئے اس
گروہ کے سینکڑوں کارکنوں کو بھی سپرنٹنڈنٹ فیاض کی تفتیش
کے نتیجے میں گرفتار کر لیا گیا۔
سپرنٹنڈنٹ فیاض اس بہادری اور جی داری سے لڑے
کہ ان کے جسم پر ایک خراش تک نہیں آئی جبکہ آٹھ سمگلر
ان کے ہاتھوں شدید زخمی ہوئے اور چار ہلاک ہو گئے۔ اعلیٰ
حکام ان کے اس زبردست کارنامے پر انہیں بہادری کا اعلیٰ
ترین اعزاز دینے پر غور کر رہے ہیں تاکہ مجرموں کے خلاف
کام کرنے والے سرکاری افسران کی صحیح طور پر حوصلہ افزائی
ہو سکے۔" سلیمان مسلسل خبر پڑھتا رہا۔

"یہ سمگلر کیا مٹی کے بنے ہوئے تھے کہ چار ہلاک ہو گئے
آٹھ زخمی ہو گئے اور سوپر فیاض کو خراش تک نہ آئی۔
ہونہہ ——— سب بنڈل"۔ سلیمان نے اخبار میز پر پھینکتے
ہوئے کہا۔ اور عمران جواب میں قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

"جل گئے تم ——— ارے اتنا حسد اچھا نہیں ہوتا۔ آخر
وہ ہمارا فنانسر ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور
اخبار اٹھا کر خود خبر پڑھنے لگا۔

ویسے وہ خود بھی حیران ہو رہا تھا کہ آخر وہ کون سا
بین الاقوامی گروہ ہے۔ جسے سوپر فیاض نے پکڑا ہے، اور
اسے خبر تک نہیں ہوئی۔

سلیمان خالی ٹرالی دھکیلتا ہوا واپس چلا گیا۔ اس نے

کوئی تبصرہ نہ کیا تھا۔

عمران نے خبر پڑھ کر اخبار ایک طرف رکھا اور ناشتہ
کرنے میں مصروف ہو گیا۔ وہ اس طرح جلدی جلدی ناشتہ
کر رہا تھا جیسے ناشتہ کرنے کی بجائے زہر مار کر رہا ہو۔
دراصل اسے جلدی تھی سوپر فیاض سے اصل حقیقت
اگلوانے کی۔ لیکن ساتھ ہی اسے یہ بھی معلوم تھا کہ اگر ناشتہ
ٹھنڈا ہو گیا تو سلیمان نے کسی قیمت پر اسے دوبارہ گرم نہیں
کرنا۔

ناشتہ کر کے اس نے رومال سے منہ صاف کیا اور
پھر مڑ کر تپائی پر رکھے ہوئے ٹیلیفون کا رسیور اٹھا لیا۔ اس
کی انگلی ایک نمبر ڈائل کرنے کے لئے بڑھی ہی تھی کہ پھر رک گئی۔
"مجھے پہلے سر سلطان سے تفصیلات معلوم کر لینی چاہئیں
ہو سکتا ہے میرے یار نے واقعی کوئی کارنامہ سرانجام دے ہی
ڈالا ہو"۔ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر جلدی سے
سر سلطان کی کوٹھی کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے کیونکہ اسے
معلوم تھا کہ ابھی سر سلطان دفتر نہ پہنچے ہوں گے۔

"کون بول رہا ہے ———؟" رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری
طرف سے سر سلطان کے ذاتی ملازم بخشو بابا کی جانی پہچانی آواز
سنائی دی۔

"بخشو بابا ——— میں عمران بول رہا ہوں۔ سر سلطان صاحب
دفتر تو نہیں چلے گئے"۔ عمران نے کہا۔

مررحمان سے بات کروں" سرسلطان نے کہا۔

"اوہ ——— عمران صاحب آپ ——— صاحب موجود" ہاں ——— آپ پوچھ لیں لیکن میرا نام نہ آئے درمیان

میں - میں بات کراتا ہوں" دوسری طرف سے بختو بابا ل۔ پھر مجھے فون پر بتادیں" عمران نے کہا۔

نے کہا اور پھر چند لمحوں بعد سرسلطان کی آواز سنائی دی۔ "ٹھیک ہے میں ابھی معلوم کرتا ہوں" سرسلطان نے

"ہیلو ——— عمران ——— کیا بات ہے ——— خیریت" جواب میں کہا اور عمران نے اوکے کہہ کر ریسیور کریڈل

ہے" سرسلطان کے لہجے میں ہلکی سی حیرت تھی۔ پر رکھا اور ایک بار پھر اخبار اٹھا کر سوپر فیاض والی خبر

"آپ نے آج کا اخبار پڑھا ہے" عمران نے پڑھنی شروع کر دی۔

پوچھا۔

"تقریباً دس منٹ بعد ٹیلیفون کی گھنٹی بجی تو عمران نے

"اخبار ——— ہاں پڑھا ہے ——— کیوں" سرسلطان کے ہاتھ بڑھا کر ریسیور اٹھا لیا۔

لہجے میں اور زیادہ حیرت امڈ آئی۔

"یس ——— عمران بول رہا ہوں" عمران نے سنجیدہ

"سوپر فیاض والی خبر پڑھی ہے آپ نے ——— اسے لہجے میں کہا۔

بہادری کا اعلیٰ اعزاز دیا جا رہا ہے" عمران نے پوچھا۔ "عمران بیٹے ——— میں سلطان بول رہا ہوں۔ میں نے

"ارے ہاں عمران بیٹے ——— میں نے خبر پڑھی ہے۔ مررحمان سے بات کی ہے۔ انہوں نے خود بھی یہ خبر ابھی

مجھے یہ خبر پڑھ کر بے حد حیرت ہوئی ہے۔ میں نے سوچا اخبار میں پڑھی ہے۔ انہیں بھی اس خبر پر حیرت ہے۔

تھا دفتر جا کر سررحمان سے پوچھوں گا۔ میرے تو علم میں ایسی انہوں نے بتایا ہے کہ گذشتہ دنوں انٹیلی جنس نے اسلحے

کوئی رپورٹ نہیں آئی" سرسلطان نے جواب دیا۔ کے سمگلروں کا ایک گروہ تو ضرور پکڑا ہے اور ان کے

"میں خود حیران ہوں کہ یہ بیٹھے بٹھائے سوپر فیاض نے اتنا بڑا کارنامہ سرانجام دے دیا۔ اور کسی کو کانوں کان خبر نہ ہوئی ——— کیا ڈیڈی نے اس اعزاز کیلئے اس کی سفارش کی ہے" عمران نے کہا۔

"مجھے تو سرے سے علم ہی نہیں۔ اگر یہ سفارش ہوتی تو کم از کم مجھے تو اس کی ضرور خبر ہوتی۔ اگر تم کہو تو میں ابھی

اڈے سے اسلحہ بھی برآمد ہوا ہے اور اس کا سراغ بھی کیپٹن فیاض نے لگایا تھا۔ مقابلے میں واقعی چار سمگلر ہلاک اور آٹھ زخمی ہوئے تھے۔ لیکن یہ مقامی سمگلروں کا گروہ تھا۔ کوئی بین الاقوامی گروہ نہ تھا اور نہ ہی کیپٹن فیاض نے اکیلے مقابلہ کیا ہے بلکہ انٹیلیجنس نے باقاعدہ گھیرا ڈال کر اور

مقابلہ کرکے انہیں گرفتار کیا ہے۔ اس لئے اس عام سے
کام کے لئے سوپر فیاض کے لئے اتنے بڑے اعزاز کی
سفارش کا تو وہ سوچ بھی نہیں سکتے۔ انہوں نے یہ بھی
بتایا ہے کہ انہوں نے اخبار پڑھتے ہی فیاض سے بھی بات
کی ہے۔ فیاض کے بقول اسے تو اس خبر کا علم ہی نہ تھا۔"
سر سلطان نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"پھر یہ یقیناً اس کے کسی دوست صحافی کا کارنامہ ہوگا
اس نے سوپر فیاض کو پبلسٹی دینے کے لئے یہ ڈیسک نیوز
تیار کی ہے —— ٹھیک ہے —— شکریہ۔" عمران نے
مسکراتے ہوئے جواب دیا اور پھر خدا حافظ کہہ کر اس نے
کریڈل دبا دیا۔

کریڈل دبا کر اس نے ایک بار پھر اخبار اٹھایا۔ اس کی
پیشانی پر دیئے ہوئے ٹیلیفون نمبر دیکھ کر اس نے اخبار
کے نیوز ایڈیٹر کا نمبر ڈائل کرنا شروع کر دیا۔

"یس —— ڈیلی نیوز۔" رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری
طرف سے ایک خشک اور بھاری آواز سنائی دی۔

"نیوز ایڈیٹر سے بات کرائیں —— میں سیکرٹری
اطلاعات رانا خورشید علی خان بول رہا ہوں۔" عمران نے
سیکرٹری اطلاعات کے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔
وہ چونکہ رانا خورشید علی خان کو چونکہ اچھی طرح جانتا
تھا اس لئے اسی کے لہجے میں بات کرتے ہوئے

سے کوئی مشکل پیش نہ آئی تھی۔

"اوہ سر —— گڈ مارننگ سر —— میں نیوز ایڈیٹر رحمانی
بول رہا ہوں۔" دوسری طرف سے نیوز ایڈیٹر کی
بھری آواز سنائی دی۔ ظاہر ہے سیکرٹری اطلاعات کا
سے براہ راست فون کرنا اس کے لئے باعث حیرت
تھا۔ سیکرٹری اطلاعات جیسے بڑے افسر تو چیف ایڈیٹر
سے کم کسی سے بات کرنا ہی توہین سمجھتے ہیں۔

"رحمانی صاحب —— آپ کے اخبار میں ایک خبر چھپی
ہے۔ انٹیلیجنس کے سپرنٹنڈنٹ فیاض کو ملک کا بہادری کا سب
سے بڑا اعزاز دینے کے بارے میں —— یہ خبر
آپ نے کہاں سے لی ہے جبکہ اعلیٰ حکام کو تو اس کا علم ہی نہیں
ہے۔" عمران نے لہجے کو اور زیادہ سخت بناتے ہوئے
کہا۔

"اوہ سر —— سر یہ خبر ہمارے چیف رپورٹر جہانگیر نے دی
ہے جناب۔ انہوں نے مجھے بتایا ہے کہ اس نے انتہائی اعلیٰ
سطح پر اس خبر کو ٹریس کیا ہے۔ سر وہ بے حد سمجھدار
اور تجربہ کار رپورٹر ہیں جناب۔" رحمانی نے جواب دیتے
ہوئے کہا۔

"چیف رپورٹر جہانگیر نے —— وہ تو واقعی خاصا سمجھدار آدمی
ہے لیکن یہ خبر غلط ہے۔ ایسی کوئی تجویز حکومت کے
زیر غور نہیں ہے۔" عمران نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے سر ——— میں جہانگیر کو کہہ دوں گا سر وہ
اسے آگے نہ بڑھائے گا۔ آپ اگر چاہیں تو کسی انداز
اس کی تردید کر دی جائے۔" رحمانی نے جواب دیا۔
"نہیں ——— تردید کی ضرورت نہیں ہے۔" عمران
کہا اور ریسیور رکھ دیا۔

وہ تو صرف اس آدمی کا کھوج لگانا چاہتا تھا جس
یہ خبر دی ہے اور اسے معلوم ہو گیا تھا۔ اب اس کے چہ
پر ہلکی سی مسکراہٹ تیرنے لگی تھی۔ اس نے دوبارہ ریسیو
اٹھایا اور سوپر فیاض کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔
"کون صاحب ہیں۔" دوسری طرف سے سوپر فیا
کی بیوی سلمیٰ کی آواز سنائی دی۔
"ارے بھابی ——— مبارک ہو۔ آپ کے شوہر نامدا
کو بہادری کا اعزاز مل رہا ہے۔ اب تو آپ کا رعب
بھی اس پر پڑ سکے گا۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"اوہ ——— عمران بھائی آپ ——— میں نے خبر پڑھی
نہ صرف پڑھی ہے بلکہ میں نے تو فیاض کی خوب خبر بھی لی
کہ اسے کیا ضرورت پڑی تھی۔ اکیلے جا کر اتنے آدمیوں
لڑنے کی۔ اگر اسے کچھ ہو جاتا تو پھر۔" سوپر فیاض کی بیو
سلمیٰ نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔
"کمال ہے ——— فیاض نے اتنا بڑا کارنامہ انجام
دیا۔ آپ کو تو فخر ہونا چاہیے تھا۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اور اگر کارنامہ انجام دیتے دیتے وہ ہسپتال پہنچ جاتا
——— میرے نزدیک یہ بہادری نہیں بلکہ حماقت ہے
نے اسے کہہ دیا ہے کہ خبردار اگر آئندہ ایسی حماقت
۔ اتنی بڑی انٹیلی جنس ہے کیا باقی سب مر گئے تھے۔"
سلمیٰ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
"سوپر فیاض نے کیا جواب دیا ہے۔" عمران نے
ہوئے پوچھا۔
"جواب کیا دینا تھا ——— وہ قسمیں کھانے لگا کہ آئندہ
نہ کرے گا۔ اس بار جو حماقت ہو گئی سو ہو گئی اور عمران
تم بھی اسے سمجھا دو ——— دیکھو ناں جس کے چھوٹے
بچے ہوں۔ اسے تو کم از کم خیال رکھنا چاہیے۔"
سلمیٰ نے کہا۔
"ٹھیک ہے ——— میں سمجھا دوں گا کہ جب بچے بڑے
ہو جائیں گے تب بہادری دکھائے۔ لیکن بھابی جب تک یہ
بڑے ہوں گے۔ اس بات کی کیا گارنٹی ہے کہ اور چھوٹے
جائیں گے۔ اس طرح تو بیچارہ فیاض بہادری دکھانے
کے انتظار میں بیٹھا سوکھتا رہے گا۔" عمران نے کہا۔
"شرم نہیں آتی عمران بھائی ایسی بات کرتے ہوئے بڑی
بہن سے ——— کچھ تو لحاظ بھی کر لیا کرو۔" دوسری طرف
سے سوپر فیاض کی بیوی نے بڑی طرح شرماتے ہوئے کہا۔
اور عمران نے ہنستے ہوئے ریسیور رکھ دیا۔

پہلے تو اس کا خیال تھا کہ فون پر فیاض سے بات کرے
لیکن اب اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ خود جا کر دفتر میں
سے ملے گا اور فیاض کو تو اعزاز جب ملے گا سو ملے
فی الحال اس کی بھاری جیب تو ہلکی ہونی ہی چاہیئے۔ مست
میں ملنے والے اعزاز کی خوشی میں ایک شاندار دعوت
ریسیور رکھ کر عمران اٹھا اور باتھ روم کی طرف بڑھ
تاکہ لباس وغیرہ تبدیل کر کے سوپر فیاض کے دفتر جا سکے
ابھی وہ باتھ روم کے دروازے تک ہی پہنچا تھا کہ ٹیلیفو
گھنٹی بج اٹھی اور عمران واپس مڑ آیا۔ اس نے ریسیو
لیا۔

"علی عمران۔ ایم۔ ایس۔ سی (آکسن) از راہ کرم آ
سے بات کرنے کے لئے تیار ہو گیا ہے ——— فرمایئے۔
عمران کی زبان چل پڑی۔

"عمران صاحب ——— میں طاہر بول رہا ہوں۔ یہ آج ا
میں سوپر فیاض کے بارے میں خبر چھپی ہے۔" دوسری طرف
زیرو کی آواز سنائی دی۔

"واہ یار ——— یہ اخبار تو بڑے کام کی چیز ہے
ہے یعنی ادھر اخبار میں خبر چھپی اُدھر ہر ایک کو اس کی خبر ہو
میں تو خواہ مخواہ ٹیلیفون کے بھاری بھاری بل ادا کرتا رہتا
عمران نے کہا اور بلیک زیرو کی ہنسی ریسیور میں
اُبھری۔

"کیا یہ خبر سچ ہے عمران صاحب" بلیک زیرو نے ہنستے
ہوئے پوچھا۔

"اگر اعزاز کے ساتھ ساتھ نقد رقم سوپر فیاض کو ملے تب
سچ ہونی چاہیئے کیونکہ میں آجکل بڑی کڑکی میں ہوں لیکن اگر
الی محولی تمغہ ہے تو پھر سوپر فیاض سے زیادہ بہادر تو
اس کی بیوی سلمیٰ ہے۔ کم از کم تمغے کو بطور لاکٹ تو استعمال
کرتی رہے گی" عمران نے جواب دیا۔ اور بلیک زیرو ہنس پڑا۔

"ٹھیک ہے۔ میں سمجھ گیا کہ یہ ڈیسک نیوز ہے"
بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ڈیسک تو پھر بھی زیادہ قیمتی ہوتا ہے۔ مجھے تو یہ سٹول
نیوز لگتی ہے۔ بہرحال میں اب سوپر فیاض کو مبارکباد
دینے جا رہا ہوں، میرے حق میں دعا کرنا" عمران نے کہا اور
اس کے ساتھ ہی اس نے ریسیور رکھا اور مسکراتا ہوا دوبارہ
باتھ روم کی طرف بڑھ گیا۔

کیپٹن حمید کرسی پر بیٹھا اپنا ریوالور صاف کر رہا تھا
دروازہ کھلا اور کرنل فریدی اندر داخل ہوا۔
"اوہو ——— آج تو ریوالور کی صفائی ہو رہی ہے
خیریت ——— "۔ کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور
پھر سامنے پڑی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا۔
"میں نے جب سے ایک ویگن کے پیچھے لکھا ہوا شعر پڑھا
ہے، تب سے میں نے ریوالور پر اعتبار کرنا چھوڑ دیا ہے
اب میں روزانہ اس کی باقاعدہ صفائی کرتا ہوں"۔ کیپٹن حمید
نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔
"ویگن کے پیچھے شعر پڑھا ہے ——— تو کیا وہ ویگن کسی
شاعر کی ملکیت تھی"۔ کرنل فریدی نے چونکتے ہوئے پوچھا
اور کیپٹن حمید شاید نہ چاہنے کے باوجود بھی ہنسنے پر مجبور ہو گیا۔

"شاعر غریب کے پاس تو ویگن کے پیچھے شعر
لکھوانے کے پیسے نہیں ہوتے۔ وہ سالم ویگن کیسے خرید
سکتا ہے۔ یہ بسوں، ویگنوں، ٹرکوں اور رکشوں کے پیچھے جو
شعر لکھے ہوتے ہیں۔ ڈرائیوروں اور کلینروں کے سچے جذبات
ہوتے ہیں شعر و شاعری کی ایک نئی اور علیحدہ قسم۔ میرے
خیال میں اس قسم پر اگر کوئی تحقیقاتی کتاب لکھ دوں تو مجھے
اس سال کا ادب کا نوبل پرائز یقیناً مل جائے گا"۔
کیپٹن حمید نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔
"اچھا وہ کون سا شعر تھا جو تھا تو ویگن ڈرائیور کے احساسات
کا ترجمان، لیکن اس نے تمہیں بھی ساتھ ہی انسپائر کر
دیا"۔ کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔
"اب پورا شعر تو مجھے یاد نہیں صرف دوسرا مصرعہ یاد ہے
کہ "بریک بے وفا ہے اس پر اعتبار نہ کرنا"۔ تب مجھے
خیال آیا کہ ڈرائیور کی زندگی بریک پر منحصر ہے اور بریک کی
بے وفائی اسے موت کے گھاٹ اتار سکتی ہے۔ تو ہماری
زندگی کا انحصار ریوالور پر ہے۔ اگر اس نے عین وقت پر
بے وفائی کی یعنی فائر نہ کیا تو ——— اس لئے اب میں
روزانہ ریوالور کی باقاعدہ صفائی کرتا ہوں"۔ کیپٹن حمید نے
سر ہلاتے ہوئے بڑے فلسفیانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے
کہا۔
"اس کا مطلب ہے تمہیں ایک بار پھر سکول میں داخل کرنا

پڑے گا۔ ڈرائیور نے ویگن کے پیچھے یہ شعر اس لئے لکھا تھا کہ دوسری گاڑیوں والے چوکنے ہو جائیں اور اپنی بریکوں کی وفاداری پر یقین نہ کریں ——— اگر اسے اپنی بریک کی بے وفائی کا خطرہ ہوتا تو وہ یہ شعر ونڈ سکرین پر لکھتا ۔ اس لئے تمہیں بھی مجرموں کو سمجھانا چاہیئے ۔ بھائی ریوالور بے وفا ہے ۔ اس پر اعتبار نہ کرنا ۔ دوسرے لفظوں میں ریوالور استعمال نہ کرنا ——— تم ایسا کرو کہ جیسے ہی کوئی مجرم تنظیم مقابلے میں آئے اس شعر کو چھاپ کر انہیں پہنچا دیا کرو ۔" کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا ۔

" آپ نے بات تو بنانے کی کوشش کی ہے لیکن بنی نہیں اس سے کم از کم یہ ضرور ثابت ہو جاتا ہے کہ جاسوسی میں نام پیدا کرنے کے لئے عقل کی موجودگی ضروری نہیں ہوتی ۔ پہلے میں سوچتا تھا کہ شاید عمران کی حد تک یہ بات ثابت ہوتی ہے لیکن اب آپ کی باتیں سن کر مجھے یقین ہو گیا ہے کہ یہ کلیہ سب کے لئے ہے ۔"

کیپٹن حمید نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا ۔

" میرے خیال میں آجکل تم پر ریوالور کی بے وفائی کی بجائے مارتھا کی بے وفائی کا زیادہ اثر ہو رہا ہے ۔" کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

" کیا ——— کیا کہہ رہے ہیں آپ ——— مارتھا ——— کون مارتھا ۔" کیپٹن حمید نے چونک کر پوچھا ۔

" ہاں ——— ظاہر ہے بے وفائی کے بعد جدید دور کے عاشق کا یہی ردعمل ہونا چاہیئے ۔ یہ مجنوں فرہاد وغیرہ تو پرانے زمانے کے عاشق تھے کہ بے وفائی کے باوجود لیلیٰ لیلیٰ اور شیریں، شیریں پکارتے پھرتے تھے ۔" کرنل فریدی نے جواب دیا ۔

" ہونہہ ——— تو اب آپ کی جاسوسی یہی رہ گئی ہے کہ آپ میری جاسوسی کرتے پھریں ۔" کیپٹن حمید نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا ۔

" مجھے کیا ضرورت پڑی ہے تمہاری جاسوسی کرنے کی ——— وہ مارتھا میرے پاس آئی تھی وضاحت کرنے ۔" کرنل فریدی نے بھی منہ بناتے ہوئے کہا ۔

" مارتھا آئی تھی آپ کے پاس وضاحت کرنے ——— یہ کیسے ہو سکتا ہے ۔" کیپٹن حمید کے چہرے پر شدید حیرت کے آثار ابھر آئے ۔

" وہ کہہ رہی تھی کہ کیپٹن حمید پہلے تو مجھے مارتھا بہن کہتا رہا اور وہ بھی اسے حمید بھائی کہتی رہی ۔ لیکن پھر کیپٹن حمید نے القابات بدل لئے ۔" کرنل فریدی نے شرارت بھرے لہجے میں کہا ۔

" بکواس کرتی ہے ——— مجھے کیا ضرورت پڑی ہے اس دیو نما عورت کو بہن کہنے کی ——— لیکن کیا مطلب ، القاب بدلنے کا کیا مطلب ۔" کیپٹن حمید نے غصیلے لہجے میں کہا ۔

"اب تم نے خود ہی تو اسے دیوتا کہا ہے اور دیوتا مذکر ہوتا ہے ---- اس کے مقابلے میں تو تم واقعی حمیدہ بن ہی سکتے ہو گے" کرنل فریدی نے کہا اور کیپٹن حمید کا چہرہ غصے اور ندامت کے ملے جلے تاثرات سے سرخ پڑ گیا۔

"میں اسے جان سے مار ڈالوں گا۔ اسے یہ جرأت کیسے ہوئی کہ میرے متعلق بکواس کرتی پھرے" کیپٹن حمید نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا اور جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"بیٹھو۔ بیٹھو ---- خواہ مخواہ غصے میں آ کر اپنی جان کو خطرے میں ڈالنا اچھا نہیں ہوتا ---- ویسے ایک بات ہے حمید ---- وہ تمہارے دوست قاسم نے اس بار بڑا زوردار ہاتھ مارا ہے" کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا ---- کیا کہہ رہے ہیں آپ ---- قاسم نے زوردار ہاتھ مارا ہے ---- کیسے مارا ہے" کیپٹن حمید نے آنکھیں گھماتے ہوئے کہا۔

"اوہ ---- تو تمہیں معلوم ہی نہیں ---- یار تم واقعی کچے عاشق ہو ---- شہر کی خبر ہی نہیں تمہیں۔ قاسم آجکل حسینہ عالم مس مرسی کا اکلوتا میزبان بنا ہوا ہے" کرنل فریدی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"کہیں آپ نے نشہ کرنا شروع تو نہیں کر دیا۔ حسینہ

عالم مس مرسی ---- اور قاسم اس کا میزبان۔ پہلی بات تو یہ کہ مقابلہ حسن کی پوری تاریخ میں مس مرسی نام کی کوئی لڑکی حسینہ عالم منتخب نہیں ہوئی ---- میرے پاس مقابلہ حسن کا پورا ریکارڈ موجود ہے" کیپٹن حمید نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

"ظاہر ہے ایسے ریکارڈ تمہارے پاس نہیں ہوں گے تو اور کس کے پاس ہوں گے ---- بہرحال مجھے یہ تو معلوم نہیں کہ مس مرسی حسینہ عالم ہے یا نہیں۔ البتہ وہ اپنے آپ کو حسینہ عالم ضرور ظاہر کر رہی ہے۔" کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن قاسم کا اس سے کیا تعلق ---- اور آپ کو کیسے یہ خبر ملی" کیپٹن حمید نے اشتیاق آمیز لہجے میں پوچھا۔

"زیرو فورس نے خبر دی ہے کہ قاسم ایئرپورٹ پہنچا ہوا تھا۔ اور وہاں وہ اس طیارے کا منتظر تھا جس سے ایک لڑکی مس مرسی نے ایکریمیا سے آنا تھا۔ طیارہ لیٹ ہو گیا اور قاسم واپس چلا گیا۔

احتیاطی تدابیر کے طور پر زیرو فورس کے آدمیوں نے روٹین کے مطابق طیارے سے اترنے والے تمام مسافروں کی چھان بین کی تو پتہ چلا کہ واقعی اس طیارے میں ایک خوبصورت ایکریمین لڑکی مس مرسی بھی نیدر لینڈ آئی ہے اور اس کے کاغذات کے مطابق وہ حسینہ عالم ہے۔ اس کے بعد مس مرسی

ہوٹل امپالا پہنچی جہاں اس کے لئے ایک مکمل سُوٹ
پہلے سے ریزرو تھا ——— تم جانتے ہو کہ ہوٹل امپالا کس
قدر مہنگا ہوٹل ہے۔ وہاں ایک سنگل روم ریزرو کرانا اچھے
خاصے امیر آدمیوں کے لئے مشکل ہو جاتا ہے اور کہاں مکمل
سوٹ کی ریزرویشن۔

چنانچہ زیرو فورس نے اس کی پڑتال کی تو پتہ چلا کہ یہ
سوٹ قاسم نے ریزرو کرایا ہے۔ چنانچہ مجھے اس کی اطلاع
دی گئی۔ کیونکہ یہ تو سب جانتے ہیں کہ قاسم کے لئے سوٹ ریزرو
کرانا کوئی مشکل نہیں۔ لیکن ساتھ ساتھ قاسم کا تعلق چونکہ ہم
سے بھی ہے۔ اس لئے زیرو فورس والے چونکنا تھے۔

مس مرسی نے صبح اپنے کمرے سے قاسم کو فون کیا اور
پھر قاسم صبح سویرے ہوٹل امپالا پہنچ گیا۔ اور یہی بات
میرے لئے حیران کن تھی کہ قاسم اور صبح سویرے تیار ہو کر
پہنچ جائے۔ وہ گیارہ بارہ بجے سے پہلے خراٹے آہستہ کرنا
بھی اپنی توہین سمجھتا تھا۔

چنانچہ میں نے پڑتال کرائی تو پتہ چلا کہ کوئی خاص بات نہیں
ہے۔ وہ حسینہ عالم یہاں سیر و تفریح کرنے آئی ہے اور اس
کے ایجنٹ نے قاسم کو اُلو بنا کر اسے میزبان بننے کے لئے
تیار کر لیا ہے۔ اس پر میں مطمئن ہو گیا اور میں نے زیرو فورس
کو نگرانی ختم کرنے کا کہہ دیا۔ میرا خیال تھا کہ تمہیں علم ہو گا۔
اس لئے میں نے تمہارے سامنے بات کر دی" کرنل فریدی
نے تفصیل بتلاتے ہوئے کہا۔

" ویری سٹرینج ——— اس کا مطلب ہے قاسم اب
واقعی اونچی ہواؤں میں اڑنے لگا ہے۔ اور اب میں دیکھتا
ہوں کہ مس مرسی اسے اور کتنی دیر گھاس ڈالتی ہے" کیپٹن
حمید نے شرارت بھرے لہجے میں کہا۔

" چھوڑو حمید ——— وہ معصوم سا آدمی ہے۔ دل خوش
کرتا رہتا ہے۔ خواہ مخواہ اس کے رنگ میں بھنگ نہ ڈالنا"
کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" اچھا جی ——— وہ معصوم آدمی ہے اور میں ذرا کسی کے
ساتھ ہوٹل میں بیٹھ کر چائے پی لوں تو آپ رنگ میں بھنگ چھوڑ
افیون، چرس، ہیروئن سارے نشے ڈالنا شروع کر دیتے ہیں"
کیپٹن حمید نے برا منہ بناتے ہوئے کہا اور کرنل فریدی
اس کی بات سن کر ہنس پڑا۔

" تمہارا تو رنگ بذات خود بھنگ ہوتا ہے۔ اس میں مزید
کچھ ڈالنے کی ضرورت ہی نہیں رہتی ——— اب بھلا مارتھا
بھائی اور حمیدہ بہن کے درمیان کیا چیز ڈالی جا سکتی
ہے"

کرنل فریدی نے کہا اور پھر ہنستا ہوا اٹھا اور کمرے
سے باہر چلا گیا۔

کیپٹن حمید چند لمحے تو غصے کے مارے برے برے منہ
بناتا رہا اور پھر ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"مس مرسی ——— حسینۂ عالم ——— اچھا بیٹے قاسم تم بھی کیا یاد کرو گے کہ کیپٹن حمید سے بالا بالا عیش کر لو گے۔ تمہارا ایسا حشر کر دوں گا کہ باقی ساری عمر عشق کا نام سن کر ہی ناک رگڑنے لگو گے۔"

کیپٹن حمید نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اٹھ کر ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے فوری طور پر ہوٹل امپالا جانے کا فیصلہ کر لیا تھا اور ظاہر ہے اس کے ذہن میں جو پروگرام تیار ہوا تھا اس کے لئے اس کا خصوصی طور پر سج دھج کر جانا ضروری تھا۔

قاسم نے اپنی بحری جہاز نما لمبی چوڑی کار ہوٹل امپالا کے آؤٹ گیٹ میں موڑی اور پھر اسے ایک طرف بنی ہوئی پارکنگ کی طرف لے جانے کی بجائے سیدھا ہوٹل کے بڑے گیٹ کی طرف بڑھائے لئے گیا۔ جہاں پہلے سے ایک سرخ رنگ لیکن انتہائی جدید ماڈل کی کار کھڑی تھی۔

یہ کار بھی بڑی ضرور تھی لیکن بہرحال قاسم کی کار کے مقابلے میں اس کی لمبائی چوڑائی اس طرح تھی جیسے ہاتھی اور بکری کے درمیان فرق ہوتا ہے۔

یہ کار ہوٹل کے مالک سیٹھ مہاتما رام کی تھی اور صرف اس کار کو مین گیٹ کے سامنے پورچ میں رکنے کی اجازت تھی۔ لیکن ظاہر ہے قاسم سیٹھ مہاتما رام سے کم تو نہ تھا۔ اس لئے وہ سیدھا کار مین گیٹ کی طرف بڑھائے لئے گیا۔ لیکن سیٹھ

مہاتمارام کی کار کی وجہ سے اس کی کار پورچ میں داخل نہ ہو سکتی تھی۔ مہاتمارام کی کار کا ڈرائیور جو کار کے قریب سفید یونیفارم پہنے کھڑا تھا۔ قاسم کی کار کو اس طرف آتے حیرت سے دیکھ رہا تھا۔

" ارے ہٹاؤ اس موپ دانی کو یہاں سے ـــــ تمہیں نظر نہیں آتا کہ کار آرہی ہے ،، قاسم نے کار روک کر کھڑکی سے سر باہر نکالتے ہوئے چیخ کر ڈرائیور سے کہا۔

" جناب ـــــ یہ سیٹھ مہاتمارام کی کار ہے ۔ یہ کار یہیں رہے گی ۔ آپ اپنی کار پارکنگ میں لے جائیں ،، ڈرائیور نے آگے بڑھ کر قدرے سخت لہجے میں کہا۔

" ایسی کی تیسی سالے سیٹھ مہاتمارام کی ـــــ اس کی جرأت کیسے ہوئی کہ جہاں ہماری کار آرہی ہو، وہاں اپنی یہ ڈبیا لاکر کھڑی کر دے ۔ ہٹاؤ اسے ـــــ جلدی کرو ،، قاسم اتنے غصے سے دہاڑا کہ اس کے منہ کے کونوں سے جھاگ کے بلبلے نکلنے لگے۔

" جناب ـــــ سیٹھ مہاتمارام ہوٹل کے مالک ہیں ۔ یہ ان کا حکم ہے ۔ ،، ڈرائیور نے شاید اس پر رعب ڈالنے کے لئے کہا۔

" اچھا ـــــ تو اب اس نمستے نمستے اور رام رام کرنے والے بنیئے میں اتنی جرأت پیدا ہوگئی ہے کہ وہ ہم پر حکم چلانے لگا ہے ۔ ،، قاسم کا غصہ اپنے پورے عروج پر پہنچ گیا۔

اور دوسرے لمحے اس نے کلچ چھوڑا اور ایکسیلیٹر پہ اپنا

ہاتھی کے پاؤں سے بھی زیادہ وزنی پیر پوری قوت سے رکھ دیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کی بارہ سلنڈر کی کار بجلی کے کوندے کی طرح آگے کی طرف لپکی اور دوسرے لمحے ایک خوفناک دھماکے سے سیٹھ مہاتمارام کی کار کے پچھلے بمپر سے اس قدر قوت سے ٹکرائی کہ سیٹھ مہاتمارام کی کار جیسے ہوا میں اڑتی ہوئی پورچ کے بعد ختم ہوتی ہوئی عمارت سے اس طرح جا ٹکرائی کہ بالکل نئی کار کا ایک ایک پرزہ ہوا میں بکھر کر رہ گیا۔ جبکہ قاسم کی کار پر خراش تک نہ آئی اور خوفناک دھماکوں سے پورے ماحول میں افراتفری اور چیخ و پکار سی مچ گئی۔ جبکہ قاسم نے بڑے اطمینان سے خالی ہونے والے پورچ کے درمیان کار روکی اور اس طرح اکڑتا ہوا باہر نکلا، جیسے اس نے کوئی بہت بڑی سلطنت فتح کر لی ہو۔

ڈرائیور کی آنکھیں اپنی کار کو اس طرح تباہ ہوتے اور اس کے پرزے ہوا میں بکھرتے دیکھ کر خوف سے کانوں تک پھیل گئی تھیں اور بھی بہت سے لوگ دوڑ کر وہاں اکٹھے ہو گئے تھے۔

" یہ آپ نے کیا کیا جناب ـــــ اوہ ـــــ یہ کیا کیا آپ نے " ـــــ ڈرائیور نے شدید حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" چل ـــ چل ـــــ بھاگ یہاں سے ۔ ورنہ ایک ہاتھ دوں گا اور تمہارا یہ بدصورت چوکھٹا بھی تمہاری اس ڈبیا کی

طرح پچک جائے گا۔" قاسم نے سیٹھ کی کار کی طرف اشارہ کرتے ہوئے غصیلے لہجے میں کہا۔

"یہ کیا ہوا ——— ؟ کس نے ہماری کار تباہ کی ہے"؟

اچانک مین گیٹ سے ایک دبلے پتلے اور لمبے قد کے آدمی نے باہر نکل کر چیختے ہوئے کہا۔ اس کے جسم پر انتہائی خوبصورت تراش کا سوٹ تھا اور ہاتھ میں سونے کی مٹھ والی چھڑی تھی۔ وہ حیرت سے آنکھیں پھاڑے اپنی تباہ شدہ کار دیکھ رہا تھا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اُسے اپنی آنکھوں یقین نہ آ رہا ہو

"سیٹھ صاحب ——— سیٹھ صاحب میں نے ان صاحب کو روکا تھا مگر انہوں نے اپنی کار سے دھکا مار کر ہماری کار تباہ کر دی ہے۔" ڈرائیور نے اس لمبے آدمی کو دیکھ کر تیزی سے اس کی طرف دوڑتے ہوئے کہا۔

"کس کی موت نے اسے پکارا ہے۔ تم نے اس بدقسمت کو بتایا نہیں کہ یہ ہماری کار ہے ——— سیٹھ مہاتما رام کی ہم ایک ہزار آدمیوں کو بھی گولی مار دیں تو کوئی ہمارا بال بھی بیکا نہیں کر سکتا۔" سیٹھ مہاتما رام نے انتہائی غصے میں پھنکارتے ہوئے کہا۔

"ابے ہٹ سامنے سے راستہ روک کر کھڑا ہو گیا ہے دربان کی اولاد۔" مین گیٹ کی طرف بے نیازی سے بڑھتے ہوئے قاسم نے سیٹھ مہاتما رام کے قریب پہنچ کر غصیلے لہجے

میں کہا کیونکہ سیٹھ مہاتما رام بالکل گیٹ کے درمیان کھڑا تھا۔ اور اس کے اس طرح کھڑا ہونے سے راستہ رک گیا تھا

"یہ صاحب ہیں جنہوں نے کار تباہ کی ہے۔" ڈرائیور نے جلدی سے قاسم کی طرف اشارہ کیا۔

"ہونہہ ——— تم نے ہماری کار کو ٹکر ماری ہے۔ جانتے ہو کتنے کی کار تھی یہ۔" سیٹھ مہاتما رام نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"اچھا ——— تو اس ڈبیا کی بھی قیمت ہوتی ہے۔" قاسم نے حیرت بھرے لہجے میں کہا جیسے اسے یقین نہ آ رہا ہو کہ اتنی چھوٹی کار کی بھی کوئی رقم لیتا ہے۔

"ڈبیا ——— یہ کنورٹیبل کار تھی۔ ایسی کار صرف پرنس رکھ سکتے ہیں ——— پورے پچاس لاکھ میں آئی ہے۔ کبھی دیکھا بھی ہے پچاس لاکھ۔" سیٹھ مہاتما رام نے اس طرح کہا جیسے اسے یقین ہو کہ پچاس لاکھ کی رقم سن کر قاسم غش کھا کر گر پڑے گا۔

"پچاس لاکھ میں تو ظاہر ہے ایسی ڈبیا ہی ملے گی۔ میں نے سمجھا کوئی دو چار کروڑ کی بات کرو گے ——— آگے سے تو ہٹو ——— جانتے نہیں ہو کہ میرے سامنے کھڑے ہونیوالے سالے قبر میں بھی سانس لینا بھول جاتے ہیں۔" قاسم نے بڑے حقارت آمیز لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس کا بھاری بازو گھوم گیا اور سیٹھ مہاتما رام بری طرح چیختا

ہوا اچھل کر چار گز دور پختہ فرش پر ایک دھماکے سے جا گرا۔ اس کے حلق سے چیخیں نکلنے لگی تھیں۔

"ہوں ——— سالے پچاس لاکھ کی ڈبیا دبیا کیا لے لی، سیٹھ بننے لگ گئے ——— ارے پچاس لاکھ کی ڈبیا میں تو میں پان رکھنا بھی گوارہ نہ کروں ——— ہونہہ ——— آجاتے ہیں سیٹھ بن کر" قاسم نے غصے سے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اور مین گیٹ کھول کر اس طرح اندر داخل ہوا جیسے اس نے سیٹھ مہاتمارام کو نہ گرایا ہو بلکہ کسی مکھی کو ناک سے اڑا دیا ہو۔

"پکڑ لو اسے ——— پکڑ لو اور دھکے مار کر باہر نکال دو۔

ابھی قاسم برآمدے سے مین ہال کے درمیان میں پہنچا تھا کہ گیٹ سے سیٹھ مہاتمارام کی بری طرح چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

قاسم اپنے عقب میں چیخ و پکار سن کر اس طرح اطمینان سے مڑا جیسے وہ مڑ کر مہاتمارام کی سات پشتوں پر احسان کر رہا ہو۔

سیٹھ مہاتمارام کا ایک بازو بے جان ہو کر لٹکا ہوا تھا اور اس کے سر سے خون بہہ رہا تھا۔ کپڑے مسلے گئے تھے۔ چہرہ بری طرح مسخ ہو چکا تھا اور بال اڑے ہوئے تھے۔ وہ گیٹ پر کھڑا ہذیانی انداز میں چیخ رہا تھا۔ ہال میں سب لوگ چونک کر ادھر متوجہ ہو گئے۔

"کیا ہوا حضور ——— کیا ہوا" ایک منیجر نما بھاری جسم

اور چھوٹے قد کے آدمی نے ایک طرف سے لپک کر سیٹھ مہاتمارام کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"اسے دھکے مار کر باہر نکالو ——— پولیس کو فون کرو۔ اسے گرفتار کراؤ۔ اس نے ہم پر حملہ کیا ہے۔ ہمیں زخمی کیا ہے ہماری کار تباہ کر دی ہے" سیٹھ مہاتمارام نے قاسم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے چیخ کر کہا۔

"اوہ ——— آپ سیٹھ قاسم کی بات کر رہے ہیں سر" منیجر نے بری طرح بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا۔

"سیٹھ قاسم ———!" سیٹھ مہاتمارام نے چونک کر پوچھا۔

"ہاں جناب ——— یہی سیٹھ قاسم ہیں، سیٹھ عاصم کے اکلوتے صاحبزادے ——— عاصم انڈسٹریز کے مالک" منیجر نے بڑی جلدی قاسم کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

وہ قاسم کو اچھی طرح جانتا تھا اور اسے قاسم کی طبیعت اور عادات سے بھی خوب واقفیت تھی۔ کیونکہ اس کی عمر بڑے بڑے ہوٹلوں کی منیجری کرتے گزری تھی اور قاسم کی عمر ہوٹل گردی کرتے کرتے۔ اس لئے ظاہر ہے اس سے زیادہ قاسم سے اور کون واقف ہو سکتا تھا۔

"عاصم انڈسٹریز ——— اوہ ——— اوہ ——— لیکن میرا نقصان ——— اوہ" سیٹھ مہاتمارام کی آواز ڈوب سی گئی بلکہ اس کا ہندو ذہن فوراً اپنے نقصان کی طرف پلٹ گیا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ عاصم انڈسٹریز کے مالک کو پولیس نے کیا گرفتار کرنا ہے

اور ویسے بھی وہ سر عاصم کے متعلق اچھی طرح جانتا تھا کہ سر عاصم کی اس ملک میں کیا حیثیت ہے۔ یہ اور بات ہے کہ وہ موٹا بزنس میں پہلی بار داخل ہوا تھا۔ اس لئے وہ قاسم کے متعلق کچھ نہ جانتا تھا۔

"جناب ـــــ آپ فکر نہ کریں ـــــ سیٹھ قاسم بڑے سخی اور رحمدل ہیں کسی کا نقصان برداشت نہیں کر سکتے۔ آپ کا نقصان ابھی پورا ہو جائے گا ـــــ کیوں سیٹھ قاسم میں ٹھیک کہہ رہا ہوں۔" منیجر نے جلدی سے قاسم کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ابے گھامڑ ـــــ یہ اس ہوٹل کا مالک کیسے بن گیا اور تم منیجر ونیجر ہو خیر سے۔" قاسم نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

"جی ـــ جی ـــ میں تو آپ کا اپنا خادم ہوں۔ منیجر ہوں جی۔" منیجر نے گھگھیاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہوں ـــ تو خادم مادم اچھا ہے کہ میری مارسی کو تم نے پانی تک نہیں پلایا ـــ وہ بیچاری سوکھ رہی ہے۔ بول ـــ ابے بول ـــ یہ کتنا بڑا نقصان ہے۔ بول جب حسینہ ورلڈ مرلڈ سوکھ جائے گی تو یہ کتنا گریٹ نقصان ہوگا پورا ورلڈ کا نقصان ہے اور تو کہہ رہا ہے کہ میں اس گھامڑ کا نقصان پورا کروں ـــ ابے بول ورلڈ کا نقصان بڑا ہے یا اس کی ڈبیا کا۔" قاسم الٹا منیجر پر چڑھ دوڑا۔ ظاہر

ہے چاہے وہ لاکھ احمق سہی بہرحال سر عاصم جیسے کاروباری آدمی کا بیٹا تھا۔

"آپ میری توہین کر رہے ہیں۔ اگر آپ سر عاصم کے بیٹے نہ ہوتے تو میں ......" سیٹھ مہاتمارام باوجود غصے کے اب تم سے آپ پر آگیا تھا۔

"ابے کیوں نہ ہوتا ـــ تو خدا کی خدائی میں دخل نامعقولات کرنے کی جرأت مرأت کر رہا ہے سالے ـــ جب اللہ میاں نے مجھے بیٹا بنا دیا تو تو نے کیسے کہہ دیا کہ نہ ہوتا۔ ابے بول مارے کی گھگھلی۔" قاسم نے اتنے زور سے کہا کہ اس کا پورا جسم ہلنے لگا۔

"م ـــ مم ـــ میرا مطلب تھا کہ اگر ......" سیٹھ مہاتمارام نے بری طرح بوکھلا کر کہا۔

"ابے چپ ـــ اب کے اللہ میاں کے کاموں میں اندازی کی جرأت کی تو سالے ہندو کی اولاد ایک ہاتھ مار کر دفن کر دوں گا۔" قاسم نے اور زیادہ چیخ کر کہا۔

"قاسم صاحب ـــ قاسم صاحب آپ یہاں رک کیوں گئے۔"

اچانک قاسم کے عقب سے مس مرسی کی شیریں اور مترنم آواز سنائی دی اور اس بار قاسم اتنی تیزی سے گھوما کہ شاید اس قدر موٹا آدمی اتنی تیزی سے گھومنے کا تصور بھی نہ کر سکتا ہے۔ عقب سے اتنی میٹھی آواز قاسم کے کانوں میں پڑتے

اور وہ تیزی سے نہ گھومے۔

" ہی —— ہی —— ہی —— اوہ اللہ قسم ہی۔ہی۔ہی
زوردار ہی۔ہی۔ہی "

قاسم سامنے کھڑی خوبصورت اور خاصی جاندار غیر ملکی عورت کو دیکھ کر ایسا خوش ہوا کہ اس کے حلق سے سوائے ہی۔ہی۔ہی کے اور کوئی لفظ ہی نہ نکل رہا تھا اور اس نے ایک لمحے میں اس عورت کو نظروں ہی نظروں میں ٹٹول لیا جیسے قصائی بکرے کو دیکھتا ہے۔

" میرا نام مس مرسی ہے —— میں تو آپ کے انتظار میں بیٹھی تھی۔ اب مجھے کیا معلوم کہ آپ ہی قاسم ہیں۔ ویری گریٹ —— ویری چارمنگ —— اوہ آپ تو قاسم دی گریٹ ہیں —— میں تو اب آپ کو پرنس چارمنگ قاسم دی گریٹ ہی کہوں گی۔" مس مرسی نے جلدی سے آگے بڑھ کر قاسم کا ہاتھ پکڑتے ہوئے انتہائی لاڈ بھرے لہجے میں کہا۔ اور مس مرسی کا ہاتھ جیسے ہی قاسم کے ہاتھ سے ٹچ ہوا قاسم کا پورا جسم اس طرح تھرتھرانے لگا جیسے کسی نے اس کے موٹے اور پلپلے جسم میں لاکھوں وولٹیج کا کرنٹ دوڑا دیا ہو۔ اس کے موٹے اور پھولے ہوئے گال اتنی تیزی سے پھولے کہ ہاتھی کی طرح چھوٹی چھوٹی آنکھیں ان گالوں کے اندر کہیں غائب ہوگئیں۔

" پپ —— پپ —— پرنس چارمنگ۔ ہی۔ہی۔ہی تو پھر

آپ بھی تو سنڈی ریلا ہیں۔ ہی۔ہی۔ سنڈی کا ریلا۔ہی۔ہی، آپ کتنی اچھی ہیں۔ ہی۔ہی "

" قاسم کی ہی۔ہی ایک بار پھر شارٹ ہوگئی اور اس نے سنڈریلا کو سنڈی ریلا بنا کر رکھ دیا اور چارمنگ کو اچارمنگ
" میرا نقصان —— ! اچانک پیچھے کھڑا ہوا سیٹھ مہاتمارام اچھل پڑا۔

" ابے بھاگ —— دیکھتا نہیں سنڈی ریلا سے پرنس چارمنگ بات کر رہا ہے —— سالے عقل کے بلائنڈ —— خواہ مخواہ کو انٹری نامعقولات کئے جا رہا ہے " قاسم نے بری طرح بپھرے ہوئے لہجے میں مڑتے ہوئے کہا۔

" پرنس چارمنگ —— مجھ سے رقم لے لو لیکن ان کو دے دو۔ پلیز " مس مرسی نے اٹھلاتے ہوئے کہا۔

" کیا —— کیا —— تم مجھے کہہ رہی ہو۔ اوہ۔ اس لئے تم مجھے یہ منگ شنگ کہہ رہی تھیں —— تمہارا مطلب ہے میں منگتا ہوں —— اوہ سالی تمہاری یہ جرأت مرات "
قاسم کی ذہنی رو یکلخت پلٹ گئی۔ اس نے چارمنگ کی منگ کو منگتے میں بدل دیا تھا۔

" اوہ —— میرا یہ مطلب نہ تھا قاسم دی گریٹ۔ میں تو صرف اس لئے کہہ رہی تھی کہ جھگڑا نہ ہو " مس مرسی قاسم کی پلٹنے سے بری طرح بوکھلا گئی۔

" جھگڑا —— یہ پدی کی اولاد مجھ سے جھگڑا کریں گی

اور تم سالی منافق شنافق تو نہیں ہو ——— ادھر مجھے گریٹ
مریٹ کہتی ہو ادھر کہتی ہو یہ جھگڑا کریں گے"۔
قاسم نے جھٹکے سے اپنا ہاتھ چھڑاتے ہوئے کہا۔ اس کے
ذہن سے مرسی کا سارا حسن اس طرح صاف ہو گیا تھا،
جیسے اس کے سامنے حسینہ عالم کی بجائے کوئی چڑیل کھڑی ہو
"اوہ ——— ڈیئر قاسم پلیز" مس مرسی نے ایک بار پھر
قاسم کا ہاتھ پکڑنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔
"پرے ہٹ ——— ورنہ ایک ہاتھ مار کر چٹنی بنا دوں
گا۔ اگر تم میری مہمان شمان نہ ہوتی تو ...... اللہ میاں نے
کہا ہے کہ سالے مہمان کی عجت کرو۔ اور تم مجھے بیڑی سیل
بنا رہی ہو ——— تمہاری یہ سالی آنکھیں ہیں کہ بٹن۔ میں تمہیں
بیڑی سیل نجر آ رہا ہوں"
قاسم ہتھے سے ہی اکھڑ گیا"
"بیڑی سیل ——— کیا مطلب ——— میں نے کب تمہیں
بیڑی سیل کہا ہے" مس مرسی نے اس بار حیرت بھرے
لیکن سنجیدہ لہجے میں کہا۔
"اچھا ——— یعنی اب مکرو گی ——— یعنی وائٹ جھوٹ
بالکل وائٹ ——— ایکدم وائٹ ——— اللہ میاں دوجخ میں
سزا دیں گے۔ توبہ۔ توبہ ——— یہ ڈیئر بیڑی سیل نہیں
ہوتا تو اور کیا ہوتا ہے۔"
قاسم نے بے اختیار اپنے دونوں ہاتھ پکڑتے ہوئے

کہا ———!
"اوہ ——— میرا مطلب تھا پیارے" مس مرسی نے اس
بار جھنجھلا کر کہا۔
"کیا کہا ——— ہی۔ ہی ——— پھر کہو۔ ہائے آج حسرت
تو پوری ہوئی کسی فل فلوٹی کے منہ سے پیارے سن کر
ہی۔ ہی" قاسم نے یکلخت مسرت سے بھرپور لہجے میں کہا
اور مس مرسی حیرت سے اس عجیب و غریب ذہن کے ہاتھی
کو دیکھتی رہ گئی۔
"اوہ ——— پیارے قاسم تم بڑے ہی اچھے ہو ——— ویری
سویٹ" مس مرسی نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے مسکرا
کر کہا۔
"تم ——— میرا نقصان" سیٹھ تہاتمارام بھی آخر بنیا تھا،
وہ کیسے اپنا نقصان بھول جاتا۔
"ابے جا بل بنا کر بھیج دینا اپنے نقصان مقصان کا۔ جا اپنا
سالا یہ منحوس چوکھٹا غائب کر ——— دیکھ نہیں رہا کہ مس
مارسی سے میں بات کر رہا ہوں۔ جا" قاسم نے بڑی بے نیازی
سے کہا۔
اور منیجر نے سیٹھ کو جلدی سے اشارہ کیا کہ اب مزید بات
نہ کرے کیونکہ منیجر جانتا تھا کہ اب چاہے وہ ایک کروڑ کا بل
بھی بھیج دے گا تو وہ کیش ہو جائے گا۔
"آؤ ——— آؤ میرے کمرے میں ——— اودھر بیٹھتے ہیں۔

مس مرسی نے لفٹ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہ
"کمرے میں ——— یعنی کہ اکیلے ——— اوہ۔ مم۔ مم۔ م
مطلب ہے ——— اتنے سارے آدمیوں کے سامنے۔ ا
مم۔ مم مگر ....." قاسم نے بری طرح بوکھلائے ہوئے
لہجے میں کہا۔

"چھوڑو پیارے قاسم ——— دیکھو میں کتنی دور سے صرو
تم سے ملنے آئی ہوں" مس مرسی نے کہا اور قاسم کو لفٹ کی
طرف کھینچنے لگی۔

"ابے دیکھ لو ——— میں نہیں جا رہا ——— یہ سالی
مجھے لے جا رہی ہے ——— ارے گواہی مواہی دے دینا
اللہ میاں کے سامنے ——— ہاں سچی گواہی مواہی"
قاسم نے جلدی سے اِدھر اُدھر کھڑے ہوئے بیروں سے
کہا اور ہال میں بیٹھے ہوئے افراد جو انتہائی حیرت اور
خاموشی سے یہ عجیب و غریب تماشا دیکھ رہے تھے، قاسم
کے اس انداز اور اس بات پر بے اختیار کھلکھلا کر ہنس
پڑے۔

لیکن قاسم کو شاید اب کسی کی ہنسی نہ سنائی دے رہی
تھی کیونکہ مس مرسی اسے ہاتھ سے پکڑے کھینچتی ہوئی
لفٹ کی طرف جا رہی تھی اور قاسم کی نظریں اس کے خوبصورت
سراپے پر اس طرح جمی ہوئی تھیں جیسے لوہا مقناطیس سے
چمٹ جاتا ہے۔ اور پھر اسی طرح کھنچتا ہوا قاسم لفٹ کے

اندر پہنچ گیا۔ لفٹ بوائے نے مس مرسی کے کہنے پر
تیسری منزل کا بٹن دبایا اور لفٹ تیزی سے اوپر چڑھنے لگی۔
لفٹ حالانکہ خاصی بڑی تھی لیکن قاسم کے جسم کا پھیلاؤ تو
اتنا تھا کہ اس کی موجودگی میں مس مرسی کو بھی کھڑے ہونے
کے لئے جگہ نہ مل رہی تھی۔ اور پھر مس مرسی کی بھی شاید یہی
کوشش تھی کہ وہ قاسم سے لگ کر کھڑی ہو۔

اس لئے وہ قاسم کے بازو سے جمی کھڑی تھی اور قاسم کی
حالت دیکھنے والی تھی۔

وہ بار بار اوپر چھت کی طرف دیکھتا جیسے اللہ میاں کو
کہہ رہا ہو کہ دیکھو میرا قصور نہیں ہے اور پھر مس مرسی کے
مس کی وجہ سے خود بخود اس کے حلق سے ہی۔ ہی نکلنی شروع
ہو جاتی۔

چند لمحوں میں تیسری منزل آ گئی اور مس مرسی ایک بار پھر
قاسم کو اسی انداز میں کھینچتی ہوئی اپنے چار کمروں پر مشتمل
سوٹ میں لے گئی۔

کمرے میں پہنچتے ہی مس مرسی نے دونوں ہاتھ اٹھا کر
قاسم کے گلے میں ڈالنے چاہے ہی تھے کہ یکلخت چیختی ہوئی
اچھل کر چار فٹ دور قالین پر جا گری۔

قاسم نے اسے اس طرح پیچھے دھکیلا تھا جیسے وہ
کوئی لڑکی نہ ہو بلکہ چھوت کی بیماری ہو۔

"توبہ ——— توبہ ——— اتنی بے شرمی۔ اوہ اللہ میاں

دیکھ رہا ہے ——— تم مجھے دوزخ میں سڑانا چاہتی ہو۔ تم میری
دشمن ہو سالی۔" قاسم نے مس مرسی کو دھکیل کر جلدی
سے اپنے دونوں کان پکڑ کر انتہائی گھبرائے ہوئے لہجے میں
کہا۔

نیچے ایرانی قالین بچھا ہونے کی وجہ سے مس مرسی کو کو
چوٹ تو نہ لگی لیکن اُٹھتے وقت اس کا چہرہ اس طرح
گیا جیسے وہ عورت کی بجائے بھوکی شیرنی ہو لیکن قاسم تو
پکڑے اور آنکھیں بند کئے مسلسل توبہ توبہ کی گردان کئے
جا رہا تھا۔

مس مرسی کے چہرے کے تاثرات چند لمحوں تک انتہائی
خطرناک رہے۔ اس کے ہونٹ بھنچے ہوئے تھے لیکن پھر فو
ہی اس کے چہرے کے تاثرات بدل گئے۔

"اوہ ——— پیارے قاسم میں تو تمہارا کالہ ٹھیک کر رہی
وہ ذرا سا مڑا ہوا تھا۔" مس مرسی نے دوبارہ لگاوٹ بھرے
لہجے میں کہا۔

"اچھا ——— اچھا ——— اوہ سوری موری۔ اوہ ———
غلطی ہو گئی ——— میں سمجھا تم مجھ سے گلے مل رہی ہو۔
سوری ——— سوری سنڈی ریلا۔" قاسم نے یکدم آنکھیں
کھولتے ہوئے کہا۔

"اگر میں گلے ہی مل رہی ہوتی تو کیا ہو جاتا قاسم۔ آخر
قاسم دی گریٹ ہو۔" مس مرسی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ارے نہیں ——— تم سالی حسینہ عالم شالم تو ضرور ہو،
لیکن اللہ میاں بھی اللہ میاں عالم ہے۔ گناہ ہوتا ہے نومحرم
ہو تم ——— اور گناہ ہو تو اللہ میاں دوزخ میں ڈال دیتا ہے
اور اس کے فرشتے ——— سالی۔ آگ کے کوڑے
مارتے مارتے ہیں۔ اللہ توبہ ——— اللہ توبہ" قاسم نے
ایک بار پھر کان پکڑتے ہوئے کہا۔

"یہ نومحرم کیا ہوتا ہے" مس مرسی باوجود اس کے کہ
اچھی طرح مقامی زبان سمجھتی بھی تھی اور بول بھی لیتی تھی لیکن یہ
شاید اس کے پلے نہ پڑا تھا۔

"جس کے ساتھ شادی ہو جائے وہ محرم ہوتا ہے اور
جس کے ساتھ شادی نہ ہو وہ نومحرم ہوتا ہے۔ اوہ کیا
کہتے ہیں اردو شردو میں ——— ہاں۔ نامحرم۔ ایک تو یہ سالی
اردو بھی خواہ مخواہ عربی فارسی میں گھس آتی ہے" قاسم نے
مس مرسی کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

"اچھا ——— اچھا ——— سمجھ گئی ——— اچھا بیٹھو تو سہی
کھڑے کیوں ہو۔" مس مرسی نے ہنستے ہوئے کہا۔

اور قاسم جلدی سے کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کا انداز ایسا تھا
جیسے اسے اب خیال آیا ہو کہ وہ تو کھڑے کھڑے خاصا تھک
گیا ہے۔ کرسی خاصی مضبوط تھی۔ اس لئے چرچرائی تو ضرور،
ٹوٹنے سے بہرحال بچ گئی۔

"اِدھر بیڈ پر بیٹھو ——— یہ کرسی تو اب ٹوٹ ہی جائے

گی۔" مس مرسی نے کرسی کی چرچراہٹ سن کر کہا۔

"بیڈ پر ——— ہی۔ ہی ——— ارے پھر وہی نومحرم والی بات ——— بس ٹھیک ہے ——— یہ سالی کرسی ٹھیک نہیں"

قاسم نے دانت نکالتے ہوئے کہا۔ اور مس مرسی ایک طویل سانس لے کر اس کے سامنے بیٹھ گئی۔

"تم واقعی بے حد پیارے ہو ——— قاسم وری گریٹ ——— بہت ہی پیارے ——— یقین کرو جب سے تمہیں دیکھا ہے یوں لگتا ہے جیسے دنیا میں پہلی بار کسی مرد کو دیکھ رہی ہوں۔" مس مرسی نے بڑے لگاوٹ بھرے لہجے میں کہا۔ وہ شاید جان بوجھ کر ڈیئر اور پرنس چارمنگ کے الفاظ منہ سے نہ نکال رہی تھی۔

"ہی۔ ہی۔ ہی ——— تم بھی بہت ہی پیاری فل فلوٹی ہو ایک دم فل فلوٹی ——— ارے ہاں ——— تم کہاں سے سوکھ رہی تھیں ——— کہاں سے؟" قاسم نے یکلخت بات کرتے کرتے اس طرح سر گھما گھما کر مس مرسی کو دونوں طرف سے دیکھنا شروع کر دیا جیسے اس کا کوئی سوکھا ہوا حصہ تلاش کر رہا ہو۔

"سوکھ رہی تھی ——— کیا مطلب؟" مس مرسی نے چونک کر پوچھا۔

"تم نے فون پر کہا تھا کہ میں بیٹھی سوکھ رہی ہوں۔" قاسم نے وضاحت کرتے ہوئے کہا اور مس مرسی بے اختیار قہقہہ مار کر

ہنس پڑی۔

"ارے ——— وہ تو میں نے محاورتاً ایسا کہا تھا۔" مس مرسی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اوہ گاڈ ——— تھینک ہینک۔ ورنہ ورلڈ سوکھ جاتی تو۔"

قاسم نے طویل سانس لیتے ہوئے اللہ کا شکر ادا کیا۔

"قاسم پیارے ——— میں یہاں اس لئے آئی ہوں کہ مہتابی جھیل دیکھوں۔ سنا ہے وہاں پریاں نہاتی ہیں۔" مس مرسی نے موضوع بدلتے ہوئے کہا۔

"مہتابی جھیل ——— پریاں نہاتی ہیں۔ یعنی کہ چھام چھام پریوں کم ہی ہی ہی۔" قاسم کا تصور شاید کہیں دور نکل گیا تھا۔

"ارے ——— تم نہیں جانتے حالانکہ پوری دنیا میں اس جھیل کی دھوم مچی ہوئی ہے۔" مس مرسی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"لیکن وہ پریاں مریاں ——— تم تو کہتی ہو کہ وہاں پریاں نہاتی ہیں۔" قاسم نے کہا۔

"ارے وہ تو اس کی خوبصورتی کا محاورہ ہے۔ کوئی سچ مچ اس میں پریاں تھوڑا نہاتی ہیں۔" مس مرسی نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"اچھا اچھا ——— لیکن تم یہ ننگے منگے محاورے نہ بولا کرو۔ مجھے سالی شرم مرم آتی ہے۔ ہی۔ ہی۔ پریاں نہاتی ہیں"

قاسم نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور اس کے سر کے ساتھ

ساتھ اس کا پھیلا ہوا سارا جسم تھرتھرانے لگا۔

"پھر کیا ارادہ ہے ——— دکھا رہے ہو مجھے مہتابی جھیل"۔ مس مرسی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ارے ——— کیوں نہ دکھاؤں گا۔ تم حکم کرو تو میں تمہیں جھیل کیا پورا سمندر دکھا دوں۔" قاسم نے اکڑتے ہو[ئے] کہا۔

"سمندر ——— اوہ گاڈ ——— کتنا پیارا خیال ہے۔ او[ر] خوب صورت لانچ ہو۔ سمندر ہو اور میں پیارے قاسم [کے] ساتھ سیر کر رہی ہوں، پھر ہم دونوں اکٹھے کسی جزیرے [پر] جائیں۔ کاش میری یہ حسرت پوری ہو سکتی۔ لیکن کیا کروں"۔ مس مرسی نے بڑے دلآویز انداز میں آنکھیں بند کر[کے] ٹھنڈی سانس لیتے ہوئے کہا۔

"ارے قا ——— قاسم کی مہمان شمان ہو کر تم سالی ریفریج[یٹر] والی سانس لے رہی ہو ——— یعنی تمہارا کیا مطلب ہے اب قاسم تمہیں سمندر میں سیر نہیں کرا سکتا۔ ابھی اٹھو، اس وقت"۔ قاسم ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"کیا واقعی" ——— مس مرسی نے حیرت اور مسرت سے آنکھیں پھاڑتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں ——— ابھی چلو ——— تم قاسم کی مہمان ہو۔ ارے میں کوئی بھوکا ننگا ہوں ——— میں تمہارے لئے سارا سمند[ر] خرید لوں گا ——— چلو اٹھو ——— چلو"۔ قاسم نے منہ بناتے

[ہو]ئے کہا۔

"اوہ ——— شکریہ ——— اوہ۔ اوہ بہت بہت شکریہ قاسم [ب]س ذرا لباس بدل لوں ——— ایک منٹ"۔

مس مرسی نے خوشی سے اچھلتے ہوئے کہا۔ اور جلدی سے دوڑتی ہوئی ملحقہ باتھ روم کی طرف بڑھ گئی۔

کچھ دیر بعد مس مرسی قاسم کی بحری جہاز نما کار میں [قاس]م کے ساتھ بیٹھی سمندر کی طرف جیسے اڑی جا رہی تھی۔

"ارے ——— اتنی بڑی اور خوبصورت کار ——— واہ، یہ تو پورا بحری جہاز ہے"۔ مس مرسی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"بس سالی کھٹارہ مٹارہ ہے"۔ قاسم نے انکساری سے کام لیتے ہوئے کہا۔ اور مس مرسی قہقہہ مار کر ہنس پڑی۔

عمران نے پردہ ہٹایا اور سوپر فیاض کے شاندار انداز میں سجے ہوئے دفتر میں داخل ہو گیا۔

باہر بیٹھے چپڑاسی نے اسے پہلے بھی بتایا تھا کہ سوپر فیاض کو بڑے صاحب یعنی سر رحمان نے بلایا ہے اور عمران جانتا تھا کہ سر رحمان اس خبر پر اس کو خوب جھاڑ پلا رہے ہوں گے۔ وہ مسکراتا ہوا میز کی سائیڈ پر رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا۔

تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ باہر سے سوپر فیاض کے بڑبڑانے کی آواز سنائی دی اور عمران چونک کر سیدھا ہو گیا۔

" ہونہہ —— حاسد —— سب حاسد ہیں۔ ہونہہ "

سوپر فیاض نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا اور پھر

سامنے بیٹھے عمران کو دیکھ کر بری طرح چونک پڑا۔

" کون حسد کر سکتا ہے میرے یار کے ساتھ۔ کس میں یہ جرأت ہے۔ مجھے بتاؤ "

عمران نے بڑے پُرخلوص لہجے میں کہا۔

" ہونہہ —— تو اب تم چلے آئے ہو میرا دل جلانے "

سوپر فیاض نے پھنکارتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اور دھم سے اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔

اس کا تانبے کی طرح سرخ چہرہ بتا رہا تھا کہ سر رحمان نے کچھ ضرورت سے زیادہ ہی ڈوز پلا دی ہے۔

" ارے —— کیا اعزاز ملنے کی خبر پڑھتے ہی تمہاری عقل گھاس چرنے چلی گئی ہے —— بندہ خدا میں تو مبارکباد دینے آیا ہوں۔ واہ مزہ آیا ناں —— آج دنیا کو پتہ چلا کہ سوپر فیاض کی کیا حیثیت ہے۔ ویسے ایک بات ہے سوپر فیاض کہ تم نے بہادری کا ایسا کارنامہ سرانجام دیا ہے کہ میں تو سوچ بھی نہ سکتا تھا —— یار ویری گڈ۔ اب کم از کم میں بھی سینہ چوڑا کر کے چلا کروں گا کہ میرا یار سکہ بند بہادر ہے۔"

عمران کے لہجے میں بے پناہ خلوص تھا اور فیاض چند لمحے غور سے عمران کو دیکھتا رہا جیسے اس بات کا یقین کر رہا ہو کہ عمران طنز کر رہا ہے یا واقعی خلوص سے بات کر رہا ہے۔

لیکن ظاہر ہے عمران کی اداکاری اگر سوپر فیاض چیک

کر لیتا تو شاید عمران ساری عمر کے لئے اداکاری سے تو
کر لیتا۔ اس لئے فیاض کا بگڑا ہوا چہرہ پوری طرح
کھل اٹھا۔

" اوہ شکریہ! ---- تمہارے ڈیڈی نے تو مجھے ا
طرح ڈانٹ پلا دی ہے جیسے میں نے کوئی کارنامہ سرانجام
دیا ہو بلکہ کوئی بہت بڑا جرم کر لیا ہو ---- اب دیکھو ناں
میں نے تو نہیں کہا اخبار والوں کو کہ وہ خبر چھاپیں۔ اس
میں میرا آخر قصور ہی کیا ہے" فیاض نے کہا۔

" بالکل ---- بالکل ---- تمہارا قصور تو صرف اتنا
ہے کہ تم نے بہادری کا کام سرانجام دیا ہے۔ باقی سارا ق
تو ان کا ہے جو تمہیں تمغہ دے رہے ہیں ---- بائی دی
وے نقد رقم کتنی ملے گی اس تمغے کے ساتھ" عمران نے
مسکراتے ہوئے کہا۔

" نقد رقم ---- کیا مطلب ---- اوہ اچھا۔ تو تمہاری نظ
رقم پر ہیں ---- میں بھی کہوں کہ آخر تمہاری زبان میں اتن
مٹھاس کہاں سے آ گئی"

فیاض کا چہرہ ایک بار پھر بگڑنے لگا۔

" اوہ ---- تم غلط سمجھ رہے ہو ڈیئر فیاض۔ تمہیں معل
تو ہے کہ سیکرٹری وزارت خارجہ سر سلطان سے میری پرا
علیک سلیک ہے۔ اور انہوں نے ایک بار بتایا تھا کہ تمغ
دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک تمغہ خالص سونے کا بنا ہوتا ہ

اس کے ساتھ صرف پانچ ہزار روپیہ ملتا ہے جبکہ دوسرا
تمغہ بھی ہوتا تو سونے کا ہے لیکن بس ذرا سائز چھوٹا ہوتا ہے
اور اس کے ساتھ دس لاکھ روپے نقد ملتے ہیں۔ یہ سارا
چکر ان افسروں نے چلا رکھا ہے، جب اپنے آدمی کو تمغہ دینا
ہوتا ہے تو دس لاکھ والا دے دیتے ہیں اور اگر کسی
غیر کو دینا پڑے تو اسے وہی پانچ ہزار والا پکڑا دیتے ہیں"
عمران نے کہا۔

" اوہ ---- تو یہ چکر ہے۔ کمال ہے ان تمغوں میں بھی دھاندلی
ہوتی ہے" فیاض نے حیرت بھرے انداز میں آنکھیں پھاڑتے ہوئے
کہا۔

" اچھا ---- تو تمہیں نہیں معلوم تھا۔ اس لئے تو پوچھ رہا ہوں
اگر وہ تمہیں پانچ ہزار والا تمغہ دے رہے ہوں تو مجھے بتاؤ میں
سر سلطان سے کہہ کر تمہیں دس لاکھ والا تمغہ دلا دوں گا۔"
عمران نے کہا۔

" یار تم ہی کچھ کرو ---- اب تو مجھے یقین ہے کہ یہ مجھے پانچ ہزار
والا ہی تمغہ پکڑا دیں گے ---- دس لاکھ والا ٹھیک ہے"
فیاض نے جلدی سے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" ارے کرنا کیا ہے ---- بس سمجھو کہ دس لاکھ تمہاری جیب
میں اور تمغہ تمہارے گلے میں۔ لیکن یار اتنا بڑا اعزاز اور
یاروں کو کوئی دعوت ہی نہیں دی۔ سوچ لو اگر دعوت کھلاؤ گے
تو دس لاکھ روپے والا تمغہ ورنہ پانچ ہزار والا۔ بولو" عمران نے

آنکھیں گھماتے ہوئے کہا۔

" دعوت کا کیا ہے عمران ـــــ جب جی چاہے کھا لو لیکن تمغہ وہی دس لاکھ والا ہونا چاہیئے۔" فیاض اب پوری طرح عمران کے چکر میں آگیا تھا۔

" ویری گڈ ـــــ تمہیں تو بہادری کے ساتھ ساتھ سخاوت کا بھی تمغہ ملنا چاہیئے۔ یہ ہوئی نا بات۔ ویسے اب مجھے یقین آ گیا ہے کہ تم واقعی بہادر ہو۔" عمران نے کہا۔

" ارے دس ہزار بار تو دعوت کھا چکے ہو۔ پھر بھی ایسے کہہ رہے ہو جیسے پہلی بار دعوت کھانے جا رہے ہو۔" فیاض نے ہنستے ہوئے کہا۔

" پھر اٹھو ـــــ کھلاؤ دعوت۔ نیکی اور پوچھ پوچھ۔" عمران نے کہا۔

" کیا مطلب ـــــ اس وقت ـــــ یہ کوئی وقت ہے دعوت کا۔" فیاض نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

" سخاوت کا کوئی وقت نہیں ہوتا ـــــ چلو اٹھو۔" عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

" لیکن وہ ڈیوٹی ـــــ یار کیا پاگل ہو گئے ہو۔" فیاض نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" تم اٹھو تو سہی ـــــ جس کو ملک کا سب سے بڑا اعزاز مل رہا ہو بہادری کا وہ اب ڈرے گا ڈیوٹی سے۔ ارے اٹھو۔" عمران نے اصرار کرتے ہوئے کہا۔

" میں ڈر تو نہیں رہا۔ لیکن وہ سر رحمان ـــــ یار وہ۔" فیاض اس انداز میں کھڑا ہو گیا جیسے تذبذب کا شکار ہو۔

" تم چلو تو سہی ـــــ سر رحمان کو اب تم سے ڈرنا چاہیئے تم کیوں ڈرتے ہو ـــــ چلو۔"

عمران نے کہا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

" اچھا ـــــ چلو ٹھیک ہے ـــــ واقعی سر رحمان اب میرا کیا بگاڑ سکتے ہیں۔ آخر مجھے ملک کا سب سے بڑا اعزاز ملنے والا ہے۔" فیاض نے کہا اور عمران کے پیچھے دفتر سے باہر آ گیا۔

" بڑے صاحب پوچھیں تو انہیں بتا دینا کہ میں ایک خاص مہم پر جا رہا ہوں۔"

فیاض نے باہر بیٹھے چپڑاسی سے بڑے بارعب لہجے میں کہا۔

" جی اچھا صاحب ـــــ میں انہیں بتا دوں گا کہ آپ عمران صاحب کے ساتھ گئے ہیں۔" چپڑاسی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" خبردار ـــــ عمران کا نام نہ لینا ورنہ زندہ دفن کر دوں گا۔ سمجھے۔" فیاض نے بری طرح دہاڑتے ہوئے کہا اور چپڑاسی ڈر کر دو تین قدم پیچھے ہٹ گیا۔

" جی ـــــ جی ـــــ صاحب جی ـــــ نام نہیں لوں گا چھوٹے صاحب کہہ دوں گا۔" چپڑاسی نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تم احمق ــــ اُلّو ــــ گدھے ــــ میں کہہ رہا ہوں کہ
عمران کا ذکر نہ آئے ــــ سالے فلسفی کی اولاد نہ جانے
کہاں سے بھرتی ہو کر آجاتے ہیں" فیاض کا پارہ عروج
پر پہنچ گیا۔
"جج ــــ جج ــــ جی صاحب" چپڑاسی اب واقعی بُری
طرح بوکھلا گیا تھا۔
"ارے تم بیٹھو جیپ میں ــــ میں کہہ رہا ہوں کہ اب
ڈرنا چھوڑ دو" عمران نے فیاض کا بازو پکڑ کر اسے جیپ
کی طرف دھکیلتے ہوئے کہا۔
اور فیاض سر ہلاتا ہوا ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ عمران
دوسری طرف سے گھوم کر سائیڈ سیٹ پر آ بیٹھا۔
"کہاں چلنا ہے ــــ؟" فیاض نے گاڑی سڑک پر
لاتے ہوئے پوچھا۔
"شیرٹن چلو" عمران نے کہا۔
"شیرٹن ــــ لیکن یار وہ تو بڑا مہنگا ہوٹل ہے۔ ایکدم
لٹیرے ہیں ــــ ڈاکو ہیں۔ سالے کپڑے اتار لیتے ہیں"
فیاض نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔
"ارے کس میں جرات ہے کہ سپرنٹنڈنٹ فیاض کی یونیفارم
اتار سکے" تم چلو تو سہی" عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا
"میں تو محاورتاً کہہ رہا تھا۔ بہرحال چلو لیکن ایک بات
بتا دوں۔ تم لمبا چوڑا آرڈر نہیں دو گے۔ صرف ایک کھانا۔"

فیاض نے حفظ ماتقدم کے طور پر کہا۔
"بالکل ــــ بالکل ــــ صرف ایک کھانا۔ تم چلو تو سہی"
عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور فیاض مطمئن ہو کر
جیپ دوڑانے لگا۔
تھوڑی دیر بعد اس کی جیپ ہوٹل شیرٹن کی شاندار
عمارت کے گیٹ میں داخل ہو گئی۔ اور وہ دونوں چند لمحوں
بعد ہوٹل کے شاندار ڈائننگ ہال میں پہنچ گئے۔
اس وقت چونکہ کھانے کا باقاعدہ وقت نہ تھا اسلئے
میزیں خالی پڑی ہوئی تھیں۔ ان کے بیٹھتے ہی ویٹر مینو لے کر
ان کے پاس پہنچ گیا۔ اور عمران نے مینو ویٹر کے ہاتھ
سے لے لیا۔ اور اس پر نظریں دوڑانے لگا۔ جیسے اپنی
پسند کا کھانا منتخب کر رہا ہو۔
فیاض ہونٹ بھینچے بیٹھا ہوا تھا۔
"دیکھو ــــ چکن جلفرازی کی دو پلیٹیں ہمارے لئے لے
آؤ اور سو پلیٹیں ہوٹل کے عقب میں واقع یتیم خانے میں دے
آؤ" عمران نے چند لمحوں بعد مینو ویٹر کو واپس کرتے
ہوئے کہا۔
اور اس کا آرڈر سن کر ویٹر کے ساتھ ساتھ کیپٹن فیاض
اچھل پڑا۔
"کیا ــــ کیا کہہ رہے ہو؟" سوپر فیاض نے اچھلتے
ہوئے کہا۔

"خاموش بیٹھے رہو۔ میں وعدے کے مطابق ایک کھانا منگوا رہا ہوں۔ اگر تم نے کوئی عذر کیا تو پھر پورے مینو کا آرڈر دے دوں گا۔" عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"مگر سو پلیٹیں یتیم خانے میں۔ ارے، کیا تم نے مجھے کوئی رئیس سمجھ رکھا ہے۔ آخر کیا مطلب ہے تمہارا۔" فیاض بھلا چکن جلفرازی کی سو پلیٹوں کا آرڈر سن کر کیسے خاموش رہ سکتا تھا۔ آخر بل تو اسی نے ادا کرنا تھا۔

"ٹھیک ہے تمہاری مرضی ——— پھر لے لینا پانچ ہزار والا تمغہ ——— دس لاکھ کے لئے تو کچھ خرچ کرنا ہی پڑے گا۔ اور پھر میں تو تمہارے اجر و ثواب میں اضافہ کر رہا ہوں، نیک کام ہے۔" عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"لیکن ——— ذرا ......" فیاض نے پہلے کی نسبت قدرے نرم لہجے میں کہا۔ کیونکہ پانچ ہزار اور دس لاکھ میں نمایاں فرق اُسے بھی نظر آ رہا تھا۔

"تم جاؤ اور جو آرڈر میں نے دیا ہے اس کی تعمیل کرو جا کر۔" عمران نے قریب کھڑے ویٹر سے انتہائی سخت لہجے میں کہا اور ویٹر سر ہلاتا ہوا واپس چلا گیا۔

"دس لاکھ تو جب ملے گا سو ملے گا۔ تم نے ابھی سے بھاری خرچہ شروع کرا دیا ہے لیکن اب یاد رکھنا اگر دس لاکھ والا تمغہ نہ ملا تو میں تمہاری گردن دبا دوں گا۔" فیاض نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"تم گردن دباؤ گے تو میں آنکھیں نکالوں گا۔ بولو منظور ہے

سودا۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب ——— آنکھیں کیوں نکالو گے۔ رقم بھی میری خرچ ہو رہی ہے۔ سو پلیٹیں چکن جلفرازی کی اور وہ بھی ہوٹل شیرٹن کی۔ لاحول ولا۔ اچھی دعوت کی حامی بھری۔" فیاض نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

"تم نے وہ محاورہ نہیں سنا کہ جس کی گردن دباؤ وہی آنکھیں نکالتا ہے لیکن یہ قدیم محاورہ ہے۔ اس وقت افرادی قوت کی کمی تھی۔ اس لئے دونوں کام ایک ہی آدمی سے لئے جاتے تھے۔ اب تو ایک آدمی ایک ہی کام کر سکتا ہے۔ اس لئے تم نے اگر میری گردن دبائی تو میں تمہاری آنکھیں نکالوں گا۔"

عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا ——— اور فیاض نجانے کیا کہنا چاہتا تھا۔ ہونٹ بھینچ کر خاموش ہو گیا۔ کیونکہ ویٹر نے میز پر کھانا لگانا شروع کر دیا تھا۔

"سو پلیٹوں والے آرڈر کی تعمیل ہو گئی۔" عمران نے ویٹر سے پوچھا۔

"یس سر ——— ہنگامی طور پر آرڈر کی تعمیل کی جا رہی ہے۔" ویٹر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اوکے۔" عمران نے مطمئن ہوتے ہوئے کہا۔ اور پھر کھانا لگنے کے بعد وہ دونوں کھانا کھانے میں مصروف ہو گئے۔ سوپر فیاض کے ہاتھ تو بڑے سست چل رہے تھے کیونکہ

یہ کھانے کا وقت نہ تھا لیکن عمران اس طرح کھا رہا تھا جیسے
کئی دنوں سے بھوکا ہو۔
"کیا تم نے رات کھانا نہیں کھایا تھا۔" فیاض نے پوچھا۔
"رات ـــــ کون سی رات۔" عمران نے چونک کر پوچھا
"یہی گذشتہ رات ـــــ اور کون سی رات کی بات ہو
سکتی ہے۔" فیاض نے تیز لہجے میں کہا۔
"بس یار کچھ نہ پوچھو ـــــ نجانے کتنی راتیں میں نے
کھانے کے فراق میں سحر کی ہیں۔" عمران نے بڑے شاعرانہ
انداز میں جواب دیا اور فیاض ہونٹ بھینچ کر خاموش ہو گیا۔
"صاحب یتیم خانے کے منیجر آئے ہیں ـــــ آپ کا شکریہ
ادا کرنا چاہتے ہیں۔" ویٹر نے قریب آکر کہا۔
"ارے کہاں ہیں ـــــ بلاؤ جلدی۔" عمران نے کہا اور
ویٹر سر ہلاتا ہوا واپس چلا گیا۔
"ہونہہ ـــــ شکریہ ـــــ خالی شکریہ ـــــ ابھی بل آئے
گا تو پتہ چلے گا کہ شکریہ مجھے کتنے کا پڑتا ہے۔" فیاض نے
بڑی بے بسی کے سے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ لیکن
ظاہر ہے وہ کھل کر بات نہ کر سکتا تھا ورنہ یہ کھانا بھی جاتا اور
دس لاکھ والا تمغہ بھی۔
چند لمحوں بعد ایک مرنجان مرنج سا آدمی جس نے کھدر کا
کرتہ اور پاجامہ پہنا ہوا تھا۔ بڑے مودبانہ انداز میں چلتا ہوا
ان کی طرف بڑھا اور اس نے اس طرح فدویانہ انداز میں

عمران اور فیاض کو سلام کیا جیسے عمران اور فیاض نے
یتیم خانے میں کھانا بھیج کر اس کی سات نسلوں پر احسان کیا ہو
"حضور ـــــ آپ نے سخاوت کی انتہا فرما دی ہے۔ حضور
ہوٹل شیرٹن میں یتیم بچے تو داخل نہیں ہو سکتے اور کہاں آپ
جیسے سخی کی کرم پروری سے وہ اس وقت ہوٹل شیرٹن کا کھانا
کھا رہے ہیں۔ حضور کی جان و مال میں برکت ہو۔ میں تو حضور
آپ جیسے سخیوں کا صرف دیدار کرنے حاضر ہوا ہوں۔"
منیجر نے گگھیاتے ہوئے کہا۔
"ادھر تشریف رکھیے۔" عمران نے کرسی گھسیٹ کر منیجر کو
بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔
"ارے جانے دو ـــــ ٹھیک ہے بڑے میاں بس
ہو گیا شکریہ۔" فیاض دوبارہ چڑ گیا۔
"کمال ہے سوپر فیاض ـــــ یہ تو انتہائی بدتہذیبی ہے
کم از کم ایسی بدتہذیبی کا مظاہرہ بہادری کا سب سے بڑا اعزاز
پانے والا نہیں کر سکتا۔" عمران نے آنکھیں نکالتے ہوئے
کہا۔
"جج ـــــ جی ـــــ جی مجھے اجازت دیجیے تو بہتر ہے۔" منیجر
نے پہلے سے زیادہ گگھیاتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کے
ذہن میں شاید ایسا تصور بھی نہ تھا کہ ہوٹل شیرٹن میں بیٹھنے والے
اتنے بڑے آدمی اسے اپنے ساتھ بٹھا سکتے ہیں۔ پھر سوپر
فیاض کی بارعب یونیفارم۔ ظاہر ہے اس نے تو گگھیانا ہی تھا۔

"میں کہہ رہا ہوں ـــــ آپ بیٹھیں" عمران نے
جب سخت لہجے میں کہا تو منیجر جی۔ جی کرتا ہوا جلدی سے
کرسی کے کنارے پر اس طرح ٹک گیا جیسے کرسی کی
سیٹ میں کیل نکلے ہوئے ہوں۔

"آپ کا نام" ـــــ عمران نے باقاعدہ انٹرویو لینے کے
انداز میں پوچھا۔

"جی بندے کو ـــــ آپ کے خادم کو منشی رحمت دین
کہتے ہیں۔" منیجر نے سر جھکاتے ہوئے جواب دیا۔

"کب سے یتیم خانہ چلا رہے ہو اور کتنے بچے ہیں، ذرا
تفصیل سے بتاؤ۔" عمران نے کہا۔

"جی میری کیا ہستی ہے یتیم خانہ چلانے کی۔ ایک فلاحی
تنظیم ہے جناب خدمت انسانی تنظیم۔ اس میں آپ جیسے سخی
شامل ہیں۔ یہ یتیم خانہ اس تنظیم کے تحت چلتا ہے۔ میں تو بس
منیجر ہوں حضور۔ یتیم خانہ گذشتہ دس سالوں سے قائم ہے
جناب اس میں اٹھانوے بچے ہیں۔ ہم ان کا لباس، رہائش
خوراک اور تعلیم کے اخراجات ادا کرتے ہیں۔
جناب بس گزارہ ہو رہا ہے بیچارے یتیموں کا۔ اب دیکھئے
جناب عید قریب ہے اور یتیم بچے جن کا نہ باپ ہے نہ
ماں، جو عید پر انہیں نئے کپڑے پہنائیں، انہیں اپنے
کاندھوں پر سوار کر کے عید گاہ لے جائے۔ انہیں کھانا کھلائے
وہ تو بے چارے یتیم اور مسکین ہیں جی۔ خالی خالی آنکھوں سے

سڑک پر گزرنے والے بچوں کو دیکھتے رہتے ہیں جی۔ عید والے
دن اگر کسی سخی کی نظر کرم ہو گئی تو جی شاید مٹھائی کا ایک
ایک دانہ ان بے چاروں کے نصیب میں ہو جائے گا ورنہ۔
جی آپ ناراض ہو رہے ہوں گے۔ جی۔ اس لئے مجھے اجازت
دیجئے۔ اللہ آپ جیسے سخیوں کو قائم رکھے۔ آپ نے واقعی
ان یتیموں کو اتنا مہنگا کھانا کھلا کر بہت بڑی نیکی کی ہے"

بات کرتے کرتے شاید منیجر کی نظریں سوپر فیاض کے
چہرے پر پڑ گئی تھیں۔ وہ اس طرح ہونٹ بھینچے ہوئے تھا کہ
جیسے ابھی اسے کچا چبا جائے گا۔ تو وہ بوکھلا کر اٹھ کھڑا ہوا۔

"منشی رحمت دین صاحب ـــــ میں کہہ رہا ہوں بیٹھ جائیے۔
آپ کے پاس رسید بک تو ہو گی" عمران نے سخت لہجے
میں کہا۔

"جی ـــــ جی ـــــ جی ہاں ہے جناب ـــــ لیکن جناب
آپ نے تو پہلے ہی بڑا کرم کیا ہے جناب" منشی نے
جھجکتے ہوئے کہا۔

"تم پر کوئی احسان نہیں کیا۔ یہ ہمارا فرض ہے کہ ہم
ان بچوں کی خبر گیری کریں۔ انہیں جو کچھ دیا جاتا ہے، وہ
بھیک نہیں ہے۔ ان کا قرض ہے ہم پر۔ سمجھے۔ اور سنو، یہ
سپرنٹنڈنٹ فیاض ہیں۔ اس شہر کے سب سے سخی آدمی اور یہ
بہت خیال رکھتے ہیں۔ یہ کھانا بھی انہوں نے بھجوایا ہے اور اب یہ
آپ کو ایک لاکھ روپے کا چیک بھی دے رہے ہیں تاکہ یتیم خانے کے

سارے بچے عید پر اچھے اور نئے لباس پہنیں، خوب کھائیں پیئں
ہم عید والے روز خود یتیم خانے آئیں گے اور ان سب بچوں کو ل
کر عیدگاہ جائیں گے۔ سمجھے —— تم چیک لے کر فوراً ان بچوں
کے کپڑوں کا انتظام شروع کر دو۔ اور ہاں سنو —— اگر تم نے
کنجوسی کرنے کی کوشش کی تو الٹا لٹکا دوں گا تمہیں۔ انتہا
قیمتی اور اچھا لباس ہونا چاہیئے بچوں کا"

عمران نے تیز لہجے میں کہا اور عمران کی باتیں سن
منیجر کی آنکھیں حیرت سے بری طرح پھیلنے لگ گئیں۔

"کیا —— کیا کہہ رہے ہو تم —— میں دوں گا ایک
لاکھ کا چیک"

فیاض جو ہونٹ بھینچے ہوئے خاموش بیٹھا ہوا تھا
یکلخت چیخ کر بولا۔

"پھر وہی عذر —— دس لاکھ نہیں لینا تم نے۔ مر کیوں
رہے ہو۔ بینکوں میں رقم پڑی سڑ رہی ہے۔ بولو دیتے ہو
چیک یا پھر..." عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"یہ اچھی زبردستی ہے" فیاض نے جھنجھلاتے ہوئے کہا

"اب دو لاکھ کا چیک دو اور سوچ لو —— جتنا عذر کرتے
جاؤ گے، رقم بڑھتی جائے گی" عمران نے آنکھیں نکالتے
ہوئے کہا۔

"ارے —— ارے، ٹھیک ہے۔ ایک لاکھ ٹھیک ہے
مگر یہ ہے زبردستی" فیاض نے بوکھلا کر جیب سے چیک

بک نکالی اور جلدی سے ایک لاکھ کا چیک کاٹ کر منیجر کی طرف
طرف پھینکا جیسے کہہ رہا ہو کہ اب دفع ہو جاؤ۔ ورنہ جان
مار دوں گا۔

"منشی صاحب —— چیک اٹھایئے اور انتظام شروع کر
دیجئے —— جایئے" —— عمران نے چیک اٹھا کر منشی کے
میں تھماتے ہوئے کہا۔

اور منیجر کا گلا حیرت کے مارے اس قدر خشک ہو گیا کہ
وجود کوشش کے اس کے منہ سے لفظ نہ نکل پا رہا تھا۔ اس
نے ہاتھ اٹھا کر سلام کیا اور اتنی تیزی سے واپس مڑا
سے اسے خطرہ ہو کہ ابھی عمران اس سے چیک واپس
ین لے گا۔

ویٹر برتن سمیٹ رہا تھا۔ عمران نے اسے فوراً بل لانے
لئے کہا اور ویٹر نے خاموشی سے جیب سے بل نکالا
خالی پلیٹ میں رکھ دیا۔

"ارے —— صرف پانچ ہزار —— کمال ہے فیاض تم تو
رہے تھے کہ ہوٹل شیرٹن بڑا مہنگا ہوٹل ہے۔ ایک سو دو
نے کا بل صرف پانچ ہزار روپے —— یہ ہوٹل ہے یا
یار خانہ" عمران کے چہرے پر حیرت تھی۔

"ہونہہ —— پانچ ہزار کم ہیں" فیاض نے جلدی سے
ور جیب سے ہزار ہزار کے پانچ نوٹ نکال کر اس نے
میں رکھے اور ویٹر کو اس طرح اشارہ کیا کہ وہ جلدی

اسے اٹھا کر چلا جائے۔

"آؤ اب چلیں" فیاض نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"بیٹھو — مجھے تم سے چند ضروری باتیں کرنا ہیں" عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ضروری باتیں — مجھ سے" فیاض نے چونک کر کہا او دوبارہ کرسی پر بیٹھ گیا۔ وہ سوالیہ انداز میں عمران کو دیکھ رہا

"ویٹر — کاؤنٹر بوائے کو بھیجو میرے پاس" عمران نے واپس جاتے ہوئے ویٹر سے کہا۔

"کیوں — کیوں بلا رہے ہو اسے" فیاض ایک بار پھر چونک پڑا۔

"مجھے کچھ گھپلا سا محسوس ہو رہا ہے — ہوٹل شیرٹن تو چائے کے ایک سیٹ کے پانچ ہزار روپے وصول کر لیتا ہے۔ یہ آخر آج ایسی کیا کایا پلٹ ہو گئی کہ ایک سو دو کھانوں کا بل پانچ ہزار" عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ارے — آخر تمہیں مجھ سے کیا دشمنی ہے۔ کیوں میری جان کے لئے عذاب بن گئے ہو — میں جا رہا ہوں" فیاض نے اٹھ کر پیر پٹختے ہوئے کہا۔

"میں کہہ رہا ہوں اس میں تمہارا فائدہ ہے بیٹھ جاؤ۔" عمران نے اسے گھرکی دی اور فیاض ہونٹ بھینچتا ہوا بیٹھ گیا۔

"جی صاحب — !" اسی لمحے کاؤنٹر مین نے قریب آ کر مودبانہ لہجے میں کہا۔

"اس بل کی رسید کاٹو — میں اسے اخبار میں شائع دوں گا کہ ہوٹل شیرٹن نے کھانے کے ریٹ کم کر ے ہیں" عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ج — ج — جی — یہ تو خصوصی رعایت ہے جناب نٹنڈنٹ صاحب کے لئے — ورنہ بل تو پچیس ہزار کا ے جناب" کاؤنٹر مین نے جلدی سے وضاحت کرتے ئے کہا۔

"اوہ — اچھا تو یہ بات ہے — ٹھیک ہے جاؤ" عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور کاؤنٹر مین سلام کر کے پس چلا گیا۔

"اوہ — بڑا رعب داب ہے بھائی — یار تمہارے فالتو وردی تو ہو گی — مجھے دے دو۔ میں تو کھانے ہنگے بل ادا کرتے کرتے تنگ آ گیا ہوں" عمران نے اتے ہوئے فیاض سے مخاطب ہو کر کہا اور فیاض کا ہ پہلی بار فخر سے پھول گیا۔

"بس اب مزید وقت ضائع مت کرو — چلو اٹھو" کیپٹن فیاض نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بیٹھو — یہ بتاؤ اس خبر کے شائع کرانے پر ڈیلی نیوز چیف رپورٹر جہانگیر نے کتنی رقم لی ہے تم سے" عمران کا لہجہ بے حد سنجیدہ تھا۔

"گ گ — گ — کیا مطلب — کیا کہہ رہے ہو

تم ۔" فیاض کی آنکھیں حیرت سے پھٹنے لگیں۔ وہ جلدی سے
کرسی پر دوبارہ بیٹھ گیا۔

" میں پوچھ رہا ہوں کتنی رقم دی ہے اسے ۔" عمران کا
لہجہ پہلے سے بھی زیادہ سخت ہو گیا۔

" رقم ——— رقم تو نہیں دی ——— اس کے ایک آد
کو بھرتی کیا ہے محکمے میں ——— رقم تو نہیں دی ۔" فیاض نے
بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

" کون آدمی ہے ——— کس عہدے پر بھرتی ہوا ہے ۔"
عمران نے چونک کر پوچھا۔

" مگر تم کیوں پوچھ رہے ہو ——— تم کیسے جانتے ہو جہا
کو۔ فیاض نے الٹا سوال کرتے ہوئے کہا۔

" جو میں پوچھ رہا ہوں وہ بتاؤ ۔" عمران نے کہا۔

" شناخت شعبے میں سٹور کیپر کی ضرورت تھی۔ اس کا آدمی
معیار پر پورا اترتا تھا۔ اس لئے میں نے اسے بھرتی کر لیا
اس کا نام ارشد ہے ۔" فیاض نے جواب دیا۔

" کیا تم نے اسے جھوٹی خبر لگانے کے لئے کہا تھا
عمران نے پوچھا۔

" جھوٹی خبر ——— کون سی جھوٹی خبر ۔" فیاض نے بُری
طرح چونکتے ہوئے کہا۔

" یہی تمغے والی اور کرنسی ۔" عمران نے سپاٹ لہجے میں
جواب دیتے ہوئے کہا۔

" کیا ——— کیا مطلب ——— یہ جھوٹی خبر ہے ۔ نہیں
اس نے خود مجھے بتایا تھا۔ وہ بہت باخبر صحافی ہے۔ اس
لئے کہا ہے کہ یہ خبر انتہائی مصدقہ ہے ۔" فیاض کی حالت
دیکھنے والی تھی۔

" میں نے سر سلطان سے بات کی تھی۔ انہوں نے پوری
انکوائری کر لی ہے۔ ایسا کوئی ارادہ نہیں ہے حکومت کا سمجھے۔
میں یہی بتلانے تمہیں یہاں لایا تھا تاکہ تم اس جہانگیر کی اور
زیادہ خدمت کے چکر میں نہ پڑے رہنا۔ اس نے کام کرانا
تھا کرا لیا۔ ایسی خبروں کو ڈیسک نیوز کہا جاتا ہے ۔"
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" کیا تم سچ کہہ رہے ہو ——— میں اسے گولی مار دوں گا۔
فیاض کی حالت واقعی قابل دید تھی۔ غصے کی شدت سے
اس کا چہرہ بری طرح پھڑکنے لگا تھا۔

" وہ صحافی ہے اور تم سرکاری ملازم۔ اس لئے ایسی غلطی
نہ کرنا ورنہ اس نے دوسری خبر شائع کر دینی ہے کہ فیاض
صاحب نے اپنے کارنامے کو غلط طور پر رپورٹ کیا ہے اور
پھر تمہیں جان بخشوانا مشکل ہو جائے گا ——— بس جتنی پبلسٹی
ہو گئی ہے تمہاری، اتنی ہی کافی ہے ۔" عمران نے جواب دیا۔

" مگر ——— مگر تم تو کہہ رہے تھے ——— وہ دس لاکھ
اور تمغہ ——— اوہ ——— جب تمہیں معلوم تھا تو پھر تم نے یہ
دعوت ——— یہ ایک لاکھ روپے ——— کیا مطلب ۔" فیاض

اس بری طرح بوکھلا گیا تھا کہ اس کے منہ سے سیدھے
الفاظ نہ نکل رہے تھے۔

"یہ دعوت تو خبر چھپنے کی خوشی میں کھائی ہے میں نے۔
اور ایک لاکھ کا ثواب ملے گا" عمران نے مسکراتے ہوئے
کہا۔

"ایسی تیسی میں گیا ثواب ——— تم کمینے — تم نے جان
بوجھ کر ——— میں تم سے پوچھ لوں گا۔ مم ——— مم ——— میں"

فیاض ایک جھٹکے سے اٹھا۔ غصے کی شدت سے اس کے
منہ سے جھاگ نکلنے لگی تھی۔

"ارے ——— ارے ——— اتنا غصہ" عمران نے مسکراتے
ہوئے کہا۔ اور فیاض غصے کی شدت سے پاؤں پٹختا تیزی سے
بیرونی گیٹ کی طرف پلٹ گیا۔

"ارے ——— مجھے تو ساتھ لے جاؤ ——— ارے وہ ٹیکسی کا
کرایہ۔" عمران نے اٹھ کر اسے پکارا۔ لیکن فیاض آندھی اور
طوفان کی طرح چلتا ہوا گیٹ سے باہر نکل گیا۔

"کمال ہے ——— ایک تو ان کو ثواب کما کر دو۔ اوپر سے
غصہ بھی دکھاتے ہیں۔ عجیب الٹی کھوپڑی کے لوگ ہیں۔"
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور دروازے کی
طرف بڑھنے لگا۔

مین گیٹ سے باہر آ کر وہ ٹیکسی کی تلاش میں ادھر ادھر
دیکھ ہی رہا تھا کہ اچانک اسے عقب سے ایک آواز سنائی دی۔

"جناب" ——— بولنے والے کا لہجہ بے حد مودبانہ تھا۔ اور
عمران آواز سن کر تیزی سے گھوم گیا۔

سامنے ایک ادھیڑ عمر ویٹر کھڑا تھا۔ اس کے چہرے پر
موجود کپکپاہٹ بے حد واضح تھی جیسے وہ فیصلہ نہ کر پا رہا ہو کہ
بات کرے یا نہ کرے۔

"کیا بات ہے بابا ——— ؟" عمران نے حیرت بھرے انداز
میں اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

"جناب ——— اگر آپ ناراض نہ ہوں تو میں ایک درخواست
کروں" ادھیڑ عمر ویٹر نے سر جھکاتے ہوئے کہا۔

"ارے ——— ناراض ہونے کی کیا بات ہے۔ بولو کیا
بات ہے" عمران نے نرم لہجے میں کہا۔

"جناب ——— یہ میرے بیٹے کی تعلیمی اسناد ہیں۔ میں
نے اپنا پیٹ کاٹ کاٹ کر اسے تعلیم دلائی ہے جناب، فیاض
صاحب اکثر یہاں آتے رہتے ہیں۔ ان کے محکمے میں نوکری کا
چانس تھا۔ میں نے ان کی بڑی منتیں کی ہیں لیکن جناب انہوں
نے میرے بیٹے سے کم تعلیم والے کو نوکری دے دی ہے"
ادھیڑ عمر ویٹر نے ہاتھ میں پکڑا ہوا لفافہ عمران کی طرف بڑھاتے
ہوئے کہا۔

عمران نے سر ہلاتے ہوئے لفافہ کھولا اور اس میں موجود
تعلیمی اسناد کو دیکھنے لگا۔ تعلیمی اسناد کی نوعیت دیکھ کر وہ
سمجھ گیا کہ بابا اس نوکری کی بات کر رہا ہے جس پر صحافی جہانگیر

کا آدمی ارشد تعینات ہوا ہے۔

"تمہارے بیٹے نے واقعی محنت کی ہے بابا۔ شاندار کیریئر ہے اس کی تعلیم کا" عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

اب اسے واقعی فیاض پر غصہ آ رہا تھا۔ جس نے ایک غریب اور مستحق آدمی کا حق مار کر صرف تمغے کے چکر میں غیر مستحق کو نوکری دے دی تھی۔ حالانکہ اس نے دیکھا تھا کہ بوڑھے کے بیٹے نے واقعی ہر کلاس میں انتہائی اعلیٰ نمبر حاصل کئے تھے

"جناب —— کیا کہہ سکتا ہوں —— میں غریب آدمی ہوں ایک معمولی سا ویٹر ہوں۔ میرا بیٹا بتا رہا تھا کہ فیاض صاحب نے جسے نوکری دی ہے وہ ایک تھرڈ ڈویژن پاس ہے۔ دوسرے جناب وہ بہت غلط نوجوان ہے۔ اس کا اٹھنا بیٹھنا ٹھیک آدمیوں میں نہیں ہے —— میرے بیٹوں کا کلاس فیلو رہا ہے وہ۔ میرا بیٹا بتا رہا تھا کہ اس کا اٹھنا بیٹھنا کئی سالوں سے بادشاہ کے گروپ میں ہے۔

اور جناب میں ہوٹل کا ویٹر ہوں۔ اس لئے مجھے کچھ زیادہ ہی ان لوگوں کا پتہ چلتا رہتا ہے۔ بادشاہ کا گروپ بہت خطرناک گروپ ہے۔ ہر بڑے سے بڑے جرم میں یہ لوگ ملوث ہوتے ہیں۔ لیکن جناب اب کیا کیا جائے۔ نوکری بھی انہیں ہی ملتی ہے —— غریب کو کون پوچھتا ہے۔ اگر آپ میرے بیٹے کے لئے کچھ کر سکیں تو میں بے حد ممنون ہوں گا

جناب" بوڑھے نے رک رک کر کہا۔

"تم فکر نہ کرو بابا —— یہ لو میرا کارڈ۔ اپنے بیٹے کو کل کسی وقت میرے فلیٹ پر بھجوا دینا اور سمجھ لو کہ اسے اس کی تعلیمی قابلیت کے مطابق شاندار نوکری مل گئی۔ بالکل بے فکر رہو —— لیکن ہاں یہ بادشاہ کا گروپ ہے کون۔ کون ہے یہ بادشاہ۔" عمران نے جیب سے ایک کارڈ نکال کر بوڑھے ویٹر کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"ج —— ج —— جناب —— اگر انہیں پتہ چل گیا تو جناب وہ مجھے تو کیا میرے پورے گھرانے کو جلا کر راکھ کر دیں گے جناب —— مم —— مم —— میں بہت غریب آدمی ہوں" بوڑھے نے انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ شاید اس وقت غصے کی وجہ سے اس کے منہ سے بات نکل گئی تھی لیکن اب وہ اس کا نام زبان پر لاتے ہوئے ڈر رہا تھا۔

"گھبراؤ نہیں —— تمہارا بال بھی بیکا نہیں ہوگا" عمران نے اس کے کندھے پر تھپکی دیتے ہوئے کہا۔

"جناب گرین کلب کا مالک لوٹی اس گروپ کا بڑا ہے اس نے اپنا نام بادشاہ رکھا ہوا ہے۔ بہت بڑا گروپ ہے ہر قسم کے جرائم میں ملوث ہے۔ بڑے بڑے جرائم، سمگلنگ بلیک میلنگ، بدمعاشی، جوا۔ بس کچھ نہ پوچھیں۔ انتہائی خطرناک گروپ ہے جناب —— لیکن جناب میں غریب آدمی ہوں" ویٹر نے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"بس کافی ہے ۔ اب تم جاؤ۔ اپنے بیٹے کو ضرور بھیجنا۔ اس
کی نوکری پکی سمجھو اور سنو —— بالکل بے فکر ہو جاؤ۔ تم نے
مجھے کچھ نہیں بتایا۔ سمجھے" عمران نے اس کو ایک بار پھر تھپکی
دیتے ہوئے کہا۔

"خدا آپ کو اپنی امان میں رکھے۔ حضور آپ نے واقعی مجھ
غریب کی بات سن کر ہی مجھ پر احسان کیا ہے" ویٹر نے کہا
سلام کر کے تیزی سے دوسری طرف مڑ گیا۔

"ہونہہ —— بادشاہ گروپ اور اس کا آدمی انٹیلیجنس کے
شعبہ شناخت میں سٹور کیپر —— ٹھیک ہے۔ میں دیکھ لوں گا۔
ہو سکتا ہے کوئی چکر ہو" عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا او
دوسرے لمحے ایک ٹیکسی اس کے قریب رکی تو وہ دروازہ کھو
کر ٹیکسی میں بیٹھ گیا۔ اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی طاری تھی

"زیادہ مشکل تو پیش نہیں آئی اس ہاتھی کو ہینڈل کرنے
میں مرسی"

طویل و عریض آفس ٹیبل کے پیچھے اونچی نشست کی
کرسی پر بیٹھے ہوئے بھاری جسم اور بھاری چہرے کے مالک
تحیر ملکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مشکل —— تم نے بڑا آسان سا لفظ کہہ دیا ہے جانسن
خدا کی پناہ —— یہ آدمی ہے —— ایکدم پاگل۔ ایکدم احمق
کئی بار میرا جی چاہا کہ اسے گولی مار دوں لیکن نجانے میں کس طرح
اسے برداشت کرتی رہی۔" مرسی نے جو میز کی دوسری طرف پڑی
ہوئی کرسی پر بیٹھی ہوئی تھی۔ بھنویں اٹھاتے ہوئے کہا۔

"ارے —— اتنا غصہ —— یہ تو معصوم سا آدمی ہے۔

جانسن نے ہنستے ہوئے کہا۔
"تم اب اسے ہینڈل کروگے تو پتہ چلے گا،" مرسی نے م
بناتے ہوئے کہا۔
"میں نے کیا ہینڈل کرنا ہے ----- بس ابھی تھوڑی د
میں کام مکمل ہوجائے گا تو بس میرا اور تمہارا کام ختم۔ اس
بعد باس جانے اور اس کا کام،" جانسن نے مسکراتے ہوئے
کہا۔
"ایک بات تو بتاؤ جانسن ----- کیا باس اب اتنا بھوکا
ہوگیا ہے کہ اب وہ رقم کمانے کے لئے اس قدر گھٹیا حربوں
اتر آیا ہے،" مرسی نے کہا۔
"کیا ----- کیا کہہ رہی ہو ----- ارے پاگل تو نہیں ہو
گئی ہو جو باس کے متعلق ایسی بات کہہ رہی ہو،" جانسن
اس کی بات سن کر بری طرح اچھل پڑا۔
"تو کیا میں کسی غیر کے سامنے کہہ رہی ہوں،" مرسی نے
چونک کر کہا۔
"غیر کی بات نہیں ----- تم باس کی فطرت کو تو جانتی ہو
اس لئے احتیاط کیا کرو،" جانسن نے سخت لہجے میں کہا۔
"اچھا ----- چلو ٹھیک ہے لیکن جو بات میں نے کی ہے
اس کا تو جواب دو ----- تم تو باس کا رائٹ ہینڈ ہو، تمہیں
تو علم ہی ہوگا،" مرسی نے کہا۔
"زیادہ تو نہیں البتہ کچھ کچھ معلوم ہے۔ سنو ----- میں بتا

ں۔ ہمارا مقصد قاسم سے رقم حاصل کرنا نہیں ہے۔ یہ اور
ندہ ہے انتہائی گہرا ----- قاسم کا باپ سر عاصم نیدر لینڈ
بہت بڑا صنعت کار ہے۔ حکومت نیدر لینڈ نے اس کی
مات ایک اہم شعبے کے لئے حاصل کی ہیں۔ نیدر لینڈ ایک
یاتی جدید ہتھیار بنا رہا ہے۔ اس ہتھیار کا کوڈ نام الفا ہے
میزائل نما ہتھیار ہے۔ بس یوں سمجھو کہ اس کی طاقت ایک
ایٹمی اور ہائیڈروجن بموں سے بھی کئی ہزار گنا زیادہ ہے لیکن
میزائل کی تیاری میں ایک مخصوص ریشے کی بے پناہ
ورت پڑتی ہے۔ یہ ریشہ اس ہتھیار کی بنیاد ہے۔ اس
یشے کی مسلسل تیاری اور فراہمی کے لئے ٹیکسٹائل کی طرح
کی ایک مخصوص مل لگانا پڑتی ہے جس میں اس کی پروڈکشن ہو
سکتی ہے۔
حکومت نے اسے خفیہ رکھنے کی غرض سے سرکاری طور پر
مل لگانے کی بجائے سر عاصم کی خدمات حاصل کی ہیں۔ سر عاصم
کی نیدر لینڈ میں ٹیکسٹائل کی ایک بہت بڑی مل ہے۔ یہ مل
اتنی بڑی ہے کہ یوں سمجھو پورے بر اعظم ایشیا میں اتنی بڑی
مل نہیں ہے۔
اس مل میں ایک نئے شعبے کا اضافہ کیا گیا ہے جو بظاہر
ریشہ تیار کرے گا لیکن یہ شعبہ عام ریشے کی بجائے الفا
میزائل کا ریشہ تیار کرے گا۔
اس شعبے کو خفیہ رکھنے کے لئے یہ انتظام کیا گیا ہے کہ

یہاں سرکاری سیکیورٹی کی بجائے پرائیویٹ سیکیورٹی کا انتظام
گیا ہے اور یہ سیکیورٹی اتنی سخت ہے کہ سوائے مخصوص
افراد کے اور کوئی اس شعبے کے مخصوص حصے میں داخل نہ
ہو سکتا۔ جہاں اس ریشے کا آخری مرحلہ تیار ہوتا ہے۔

اور پھر اس ریشے کی تیاری میں جس مخصوص خام مال کی
ضرورت پڑتی ہے۔ اس کی خریداری میں اگر حکومت ملوث
جائے تو پھر ساری دنیا کو اس کی تیاری کا پتہ چل جائے
لیکن سرعاصم کے تعلقات چونکہ پوری دنیا کے کاروبار
اداروں سے ہیں۔ اس لئے سرعاصم کے لئے اس خام مال
فراہمی کوئی مشکل کام نہیں ہے۔

اس طرح یہ ریشہ تیار ہوتا رہے گا اور حکومت کی
خفیہ لیبارٹری کو سپلائی ہوتا رہے گا۔ جہاں الفامیزائل
کیا جاتا ہے۔ اس سارے انتظام کے بعد کسی کو کانوں
خبر بھی نہ ہوگی کہ الفامیزائل کی تیاری کس طرح ہوتی ہے
یہ کام واقعی اس طرح خفیہ رہ جاتا لیکن ہماری ایجنسی
اتفاق سے اس کی بھنک مل گئی۔ چنانچہ ہماری ایجنسی نے خفیہ
طور پر چھان بین کی تو سارا معاملہ اس ریشے کی تیاری کے آ
مرحلے پر آ کر رک گیا۔

یہ ایسا مخصوص فارمولا ہے جسے صرف ایک سائنسدا
ڈاکٹر جابر جانتا ہے۔ اور ڈاکٹر جابر سرعاصم کی ٹیکسٹائل م
کے اس شعبے کے اندر مستقل رہتا ہے۔ وہ غیر شادی شدہ

بوڑھا اور سنکی آدمی ہے۔ وہ کبھی باہر نہیں نکلتا۔ لیکن اس
فارمولے کے حصول کے بعد ایکریمیا یہ ہتھیار خود تیار نہیں کر
سکتا۔ اس کا مطلب ہے کہ الفامیزائل بھی تیار نہیں ہو سکتا۔

چنانچہ ایجنسی نے فیصلہ کیا کہ ڈاکٹر جابر سے یہ فارمولا حاصل
کیا جائے۔ اس طرح کہ حکومت نیدرلینڈ اور خود ڈاکٹر جابر
کو بھی اس کا پتہ نہ چلے۔

بہت لمبی چوڑی اور خفیہ انکوائری کے بعد پتہ چلا کہ ڈاکٹر
جابر سرعاصم کا دور کا عزیز ہے اور سرعاصم سے اس کے
تعلقات بے حد اچھے ہیں۔ ورنہ ڈاکٹر جابر تو نیدرلینڈ کے صدر
تک سے بات کرنا گوارا نہیں کرتا۔

یہ گرانڈیل قاسم سرعاصم کا اکلوتا بیٹا ہے اور سرعاصم کے بعد
یہ واحد آدمی ہے جس سے ڈاکٹر جابر نہ صرف ملتا ہے بلکہ وہ
اس کی معصومیت پر بھی فریفتہ ہے اس نے اسے اپنا بیٹا
بنایا ہوا ہے۔ وہ خود سنکی آدمی ہے۔ اس لئے اسے اس پاگل
کی حرکات، سکنات اور گفتگو میں لطف آتا ہے۔ قاسم اسے انکل
کہتا ہے اور سرعاصم کے علاوہ صرف قاسم اکثر ڈاکٹر جابر سے
ملنے وہاں جاتا ہے۔

چنانچہ ہماری ایجنسی نے اس فارمولے کو حاصل کرنے کیلئے
قاسم کو استعمال کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ لیکن تم نے خود دیکھا ہے
کہ یہ قاسم عجیب وغریب ذہن کا مالک ہے۔ گھڑی تولہ گھڑی
ماشہ والا محاورہ شاید بنا ہی اس کے لئے ہے۔ پہلے یہ

سوچا گیا کہ قاسم کو اغوا کر لیا جائے اور اس کو جان سے مار
دینے کی دھمکی دے کر سر عاصم کو بلیک میل کیا جائے۔ اور
فارمولا حاصل کیا جائے۔

لیکن پھر یہ فیصلہ بدل دیا گیا کیونکہ سر عاصم کے
متعلق ایک تو یہ حتمی رپورٹ ملی ہے کہ وہ انتہائی با اصول ا
سخت گیر آدمی ہے۔ وہ قاسم کی موت تو گوارہ کر سکتا ہے
لیکن فارمولا نہیں دے گا۔

دوسری بات یہ کہ حکومت کو بھی علم ہو جائے گا اور پھر
نیلڈ رلینڈ کا سب سے خطرناک آدمی کرنل فریدی حرکت
میں آجائے گا اور ہماری ایجنسی ایسا نہیں چاہتی۔

چنانچہ بہت سوچ بچار کے بعد یہ فیصلہ کیا گیا کہ براہ راست
قاسم کو استعمال کیا جائے۔ اب قاسم کے تعلقات بھی کرنل فرید
اور کیپٹن حمید سے ہیں۔ اس لئے یہ سوچا گیا کہ قاسم کو اس ط
ہینڈل کیا جائے کہ یہ کرنل فریدی اور کیپٹن حمید کو بھی کچھ
نہ بتا سکے۔

اس کی اپنی بیوی سے بھی نہیں بنتی۔ اس لئے ایسا بھی
کیا جا سکتا تھا کہ قاسم کی بیوی کو اغوا کر کے قاسم کو استعمال کیا
جا سکے۔ اس طرح بھی کرنل فریدی کو علم ہو جانا لازمی تھا
چنانچہ یہ فیصلہ ہوا کہ اگر قاسم کے ساتھ تمہاری نازیبا تصاویر
کرا سے اس طرح بلیک میل کیا جائے کہ وہ کسی کو کچھ
بھی نہ اور فارمولا ڈاکٹر جابر سے حاصل کر کے ہمارے حوالے

دے۔ چنانچہ قاسم کو یہاں لانے کے لئے یہ سارا کھیل
گیا ہے تاکہ یہاں اپنی مرضی سے اس کی تصویریں بنائی جا
یں۔" جانسن نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ —— تو یہ بات ہے۔ وہی تو میں کہوں کہ آخر ہماری
جنسی کو ایسی کیا مصیبت پڑ گئی کہ وہ اس قسم کے گھٹیا حربوں پر
آئی —— لیکن ایک بات ہے۔ میں جہاں تک قاسم کو
ی ہوں، یہ منصوبہ ایک فیصد بھی کامیاب نہیں ہو سکتا۔ اس
یسی صلاحیتیں ہی نہیں ہیں کہ وہ ڈاکٹر جابر سے خفیہ طور پر
مولا اڑا لائے۔ میرے خیال میں باس کو قاسم کی ذہنی کیفیت
صلاحیتوں کی صحیح رپورٹ نہیں پہنچی۔" مرسی نے کہا۔

"یہ بات نہیں —— باس کو قاسم کے متعلق تم سے زیادہ
ہے۔ قاسم ہر قیمت پر ان تصویروں کا راز اپنے والد
اپنی بیگم سے چھپائے گا۔ وہ دنیا میں اگر کسی سے ڈرتا ہے
رف اپنے والد سے اور اس کے بعد اپنی بیگم سے جو اس
کے والد کی بھتیجی ہے۔ اور چونکہ وہ اسے اپنے والد اور اپنی
سے چھپائے گا۔ اس لئے ظاہر ہے وہ ان کے متعلق نہ ہی
فریدی کو کچھ بتائے گا اور نہ کیپٹن حمید کو۔ اب رہ گیا
ولے کا حصول تو ہمیں فی الحال جلدی نہیں ہے کیونکہ ریشم
تیار نہیں ہوا۔ تیاری کے مراحل میں ہے۔ فائنل طور پر
ہونے کے لئے اسے ابھی ایک ماہ کا عرصہ چاہیئے
ایک ماہ میں قاسم کو ٹریٹ کیا جائے گا۔ اسے خوفزدہ

رکھا جائے گا۔ اور جس طرح کسی ہاتھی کو سدھایا جاتا ہے
اس طرح اس ایک ماہ میں قاسم کو بھی باقاعدہ تربیت
دی جائے گی۔ تاکہ وہ اس منصوبے میں کامیابی سے کام کر سکے۔
باس نے معروف سائنسدان مس ڈورتھی کی خدمات حاصل
کی ہیں۔ اسے قاسم کے دفتر میں بطور لیڈی سیکرٹری بھرتی کرا
دیا گیا ہے اور وہ وہاں رہتے ہوئے قاسم کو ریڈ کر رہی ہے
مس ڈورتھی نفسیات دان ہونے کے ساتھ ساتھ انتہائی
بھرپور عورت ہے اور وہ قاسم کے معیار پر پورا اترتی ہے
فی الحال تو اس کا میک اپ ایسا کیا گیا ہے کہ وہ بوڑھی اور
بدصورت بنی ہوئی ہے۔ کیونکہ قاسم کی لیڈی سیکرٹریوں کی تعیناتی
قاسم کی بیگم کے ذریعے ہوتی ہے اور وہ قاسم کے لئے اپنی پسند
کی لیڈی سیکرٹری منتخب کرتی ہے جو بوڑھی بھی ہو اور بدصورت
بھی۔ لیکن جب قاسم کی اصل ٹریننگ شروع ہو گی تو مس
ڈورتھی کو وہاں سے ہٹا کر کسی اور انداز میں قاسم سے اٹیچ کر
دیا جائے گا۔ مس ڈورتھی میں ایسی صلاحیتیں موجود ہیں کہ وہ
قاسم کو اس طرح تربیت دے کہ وہ جاسوسوں کے سے انداز
میں کام کرتے ہوئے یہ فارمولا حاصل کر سکے۔" جانسن نے
مزید تفصیلات بتاتے ہوئے کہا۔
"ہونہہ ——— کاغذی طور پر تو یہ منصوبہ ٹھیک ہے لیکن کامیاب
شاید ہی ہو۔" مرسی کو اب بھی یقین نہ آ رہا تھا۔
"بالکل کامیاب ہو گا ——— تم دیکھنا یہ قاسم ڈورتھی کے

دوں پر کس طرح ناچتا ہے ——— ڈورتھی اس سے پہلے
ہماری ایجنسی کے لئے اس سے بھی زیادہ مشکل کیسز کو
میاب کرا چکی ہے۔" جانسن نے پُر اعتماد لہجے میں کہا۔
"اس کا مطلب ہے تصویریں بننے کے بعد میرا کام ختم ہو
ئے گا ——— خدا کا شکر ہے، ورنہ مجھے تو اب قاسم کے
تھ بات کرتے ہوئے بھی خوف آتا ہے۔" مرسی نے کہا۔
"ہاں ——— تمہیں واپس بھیج دیا جائے گا۔ لیکن یہاں
سے تم قاسم کے ساتھ ہوٹل جاؤ گی۔ کیونکہ اطلاعات مل رہی ہیں
کرنل فریدی کے آدمیوں نے تمہارا تعاقب کیا، تمہاری
انی کی ہے اور پھر مطمئن ہو کر نگرانی چھوڑ گئے۔ لیکن تم دونوں
کے ہوٹل سے نکلنے کے کچھ دیر بعد کرنل فریدی کا اسسٹنٹ
کیپٹن حمید ہوٹل آیا تھا۔ وہ قاسم کو تلاش کر رہا تھا۔
اس لئے فی الحال تم اس کے ساتھ واپس جاؤ گی۔ قاسم
کو چونکہ بے ہوش کر کے یہ تصویریں بنائی جائیں گی۔ اس لئے
اسے قطعاً اصل بات کا علم نہ ہو سکے گا۔ وہ یہی سمجھے گا کہ جزیرے
پر گھومتے پھرتے تھکاوٹ کی وجہ سے اسے نیند آ گئی تھی۔
تمہارے کاغذات بالکل درست ہیں اور تم نے واقعی مس
لڈ کے مقابلے میں حصہ لیا تھا۔ اس لئے ظاہر ہے کیپٹن حمید اور
کرنل فریدی بھی مطمئن ہو جائیں گے۔ اگر تم فوراً غائب
ہو گئیں تو وہ چونک جائیں گے۔ وہ خطرناک حد تک ذہین آدمی
ہیں۔ ان کا اطمینان ضروری ہے۔ جب ان کی طرف سے اطمینان

کی رپورٹ ملے گی تب قاسم کو تصویر بھیجی جائے گی۔ اور را
ٹریننگ شروع ہوگی۔ اس لئے تمہیں ابھی ایک دو ر
مزید یہاں رکنا پڑے گا۔"
جانسن نے کہا اور مرسی نے برا سا منہ بناتے ہوئے
سر ہلا دیا۔

اسی لمحے میز پر پڑے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔
اور جانسن نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس" ——— جانسن نے تیز لہجے میں کہا۔

"میگ بول رہا ہوں باس ——— کیمرے تیار ہو گئے
ہیں آپ مس مرسی کو بھیج دیں تاکہ تصویریں بنائی جا سکیں۔"
دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوہ ——— اچھا ٹھیک ہے۔ مرسی آ رہی ہے۔ تمہیں
معلوم ہے ناں کہ کس قسم کی اور کتنی تصویریں بنانی ہیں۔"
جانسن نے کہا۔

"یس باس ——— آپ بالکل بے فکر رہیں۔" دوسری
طرف سے میگ نے کہا اور جانسن نے رسیور رکھ دیا۔

"جاؤ مرسی ——— اب تمہارا کام شروع ہو رہا ہے اور سنو
تصویریں جب اوکے ہو جائیں گی تو تمہیں اور قاسم کو اس
بحری جہاز سے واپس اس جزیرے سے واپس اس جزیرے
تک پہنچا دیا جائے گا جہاں سے تمہیں لایا گیا ہے۔ اس کے
بعد تمہاری اداکاری پر منحصر ہے کہ تم قاسم اور کیپٹن حمید اور کرنل

یڈی کو کس طرح مطمئن کرتی ہو۔" جانسن نے مرسی سے مخاطب
ہو کر کہا۔

"اس کی تو تم فکر نہ کرو لیکن مجھے تو اس پلپلے گوشت کے
پہاڑ کے عریاں جسم سے پہلے ہی کراہت آ رہی ہے۔ یوں لگے
جیسے پہاڑ سے کوئی گلہری چمٹی ہوئی ہو لیکن کیا کیا جائے
یہ بھی تو ڈیوٹی کا حصہ ہے۔" مرسی نے کرسی سے اٹھتے
ہوئے کہا۔

"صرف پلٹنے کی حد تک مسئلہ نہیں ہے۔ تم جانتی ہو باس
کام میں ذرہ برابر بھی کوتاہی برداشت نہیں کر سکتا۔" جانسن
نے کہا اور مرسی سر ہلاتی ہوئی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔

"کیا بات ہے —— تمہارے چہرے پر بارہ کیوں بج رہے ہیں" کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کیپٹن حمید سے مخاطب ہوکر کہا۔ جو ابھی ابھی ڈرائنگ روم میں داخل ہوا تھا۔ جہاں کرنل فریدی آرام کرسی پر بیٹھا ایک ضخیم کتاب کے مطالعے میں مصروف تھا۔

"کچھ سمجھ میں نہیں آرہا کہ یہ قاسم اور مرسی آخر کہاں غائب ہوگئے ہیں" کیپٹن حمید نے کرسی پر ڈھیر ہونے کے انداز میں کہا۔

"غائب ہوگئے ہیں —— کیا مطلب" کرنل فریدی نے چونک کر کہا۔

"قاسم اور مرسی دونوں ہوٹل امپالا سے اپنی کار میں نکلے

ی اور اس کے بعد میں نے سارے شہر کے ہوٹل چھان مارے لیکن نہ ہی کہیں قاسم کی کار نظر آئی ہے اور نہ ہی کہیں اسم اور مرسی نظر آئے ہیں۔ قاسم واپس اپنی کوٹھی بھی نہیں پہنچا۔ میرا خیال ہے یہ مرسی قاسم کو اغوا کر کے کہیں غیر لک نہ لے گئی ہو" کیپٹن حمید نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تو تمہیں حسد ہو رہا ہے کہ تمہاری بجائے مرسی کے ہاتھوں اسم کیوں اغوا ہوا ہے۔ ویسے خاطر جمع رکھو وہ ہوں گے یہیں کہیں۔ قاسم کو غیر ملک لے جانے کے لئے خصوصی انتظامات کی ضرورت ہے۔ اور ایسے خصوصی انتظامات چھپے نہیں رہ سکتے" کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"قاسم بے حد بھولا آدمی ہے اور اب مجھے یقین ہے کہ اسے اس طور پر ٹریپ کیا گیا ہے۔ میں قاسم کے تمام اڈوں سے واقف ہوں اور میں نے سارے اڈے چھان مارے ہیں وہ کہیں موجود نہیں ہے جبکہ مرسی پہلی بار اس ملک میں آئی ہے اس صورت میں سوائے اس کے کہ کسی سازش کے تحت قاسم کو ٹریپ کیا گیا ہے اور کوئی صورت نظر نہیں آتی" کیپٹن حمید نے کہا۔

"تمہاری بات میں وزن نظر آتا ہے۔ ہو سکتا ہے تمہارا خیال درست ہو۔ قاسم سے بھاری رقم ہتھیانے کے لئے اسے باقاعدہ ٹریپ کیا گیا ہو۔ ٹھہرو میں معلوم کرتا ہوں" کرنل فریدی نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا اور ہاتھ بڑھا کر پاس پڑا ہوا ٹیلیفون

اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"زیرو فورس"۔ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"ہارڈ سٹون"۔ کرنل فریدی نے سخت اور مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر —— نمبر الیون بول رہا ہوں سر"۔ دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ یکلخت بے حد نرم ہو گیا۔

"کیا ہوٹل امپالا میں کوئی آدمی مس مرسی کی نگرانی پر موجود ہے"۔ کرنل فریدی نے پوچھا۔

"اوہ —— نہیں جناب —— آپ نے خود ہی نگرانی ختم کرنے کا حکم دیا تھا"۔ نمبر الیون نے جواب دیا۔

"اچھا ٹھیک ہے —— سنو —— قاسم اور مرسی ہوٹل سے باہر نکلے ہیں۔ قاسم اسے اپنی کار میں لے گیا ہے۔ اس کے بعد ان کے متعلق کچھ معلوم نہیں ہو رہا —— تم فوراً قاسم کو تلاش کر کے مجھے رپورٹ دو کہ وہ کہاں ہے"۔ کرنل فریدی نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس سر"۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور کرنل فریدی نے ریسیور رکھ دیا۔

"ابھی معلوم ہو جاتا ہے کہ تمہارا دیوزاد کہاں گیا ہے"۔ کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا اور کیپٹن حمید نے سر ہلا دیا۔ کیونکہ اسے بھی زیرو فورس کی کارکردگی کا بخوبی علم تھا۔

اب قاسم پاتال میں بھی پہنچ جاتا تو زیرو فورس نے اسے ڈھونڈ نکالنا تھا۔"

"میں نے مس مرسی کے کاغذات چیک کیے ہیں جو ہوٹل کے استقبالیے پر جمع کرائے گئے ہیں۔ کاغذات اصل ہیں اور پھر میں نے ریکارڈ چیکنگ بھی کی ہے۔ مس مرسی حسینہ عالم تو نہیں ہے البتہ اس نے گذشتہ سال ایکریمیا کی طرف سے حسینہ عالم کے مقابلے میں حصہ ضرور لیا ہے۔ میں نے اس کا فوٹو دیکھا ہے۔ ویسے وہ قاسم کے معیار پر ہر لحاظ سے پورا اترتی ہے"۔ کیپٹن حمید نے کہا۔ اور کرنل فریدی بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

"آخر اتنی چھان بین کی ضرورت ہی کیا تھی۔" کرنل فریدی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"میں بس حسینہ عالم پر چونکا تھا ورنہ مرسی جیسی عورتیں تو میرے بوٹ چاٹتی پھرتی ہیں۔" کیپٹن حمید نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اوہ —— تبھی تمہارے چہرے سے زیادہ تمہارے بوٹ چمکتے ہیں"۔ کرنل فریدی نے کہا۔ اور کیپٹن حمید شرمندہ سی ہنسی ہنس دیا۔ کرنل فریدی کا طنز بڑا کاٹ دار تھی۔

پھر اس سے پہلے کہ کیپٹن حمید کوئی جواب دیتا، ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔

"ارے اتنی جلدی پتہ چل گیا اس کا"۔ کیپٹن حمید نے حیرت

بھرے انداز میں کہا۔
" ہارڈسٹون " کرنل فریدی نے ہنستے ہوئے کہا۔
" نمبر الیون بول رہا ہوں جناب ——— قاسم صاحب اور مس
مرسی بندرگاہ پر موجود ہیں جناب ——— وہ اب واپس ہوٹل
امپالا آ رہے ہیں۔ مجھے تھرٹی سکس نے رپورٹ دی ہے کہ
اسم صاحب اور مس مرسی بندرگاہ پہنچے۔ جہاں قاسم نے
یک بڑی لانچ کرائے پر لی اور اس لانچ پر بیٹھ کر وہ کھلے سمن
یں چلے گئے۔ لانچ مس مرسی نے چلائی۔ انہوں نے ساتھ ڈر
بھی نہیں لیا تھا اور پھر ان کی واپسی تین گھنٹوں کے بع
ہوئی ہے۔" نمبر الیون نے جواب دیا۔
" تین گھنٹے اور سمندر میں ——— ٹھیک ——— تھرٹی سکس
کہو کہ وہ لانچ کا میٹر چیک کر کے بتائے کہ لانچ نے کتنا سفر
ہے۔ تین گھنٹوں کا تو شاید پٹرول بھی نہیں ڈالا جاتا کرائے
لانچوں میں" کرنل فریدی نے کہا۔
" یس سر ... میں ابھی معلوم کرتا ہوں " دوسری طرف
نمبر الیون نے جواب دیا۔ اور کرنل فریدی نے ریسیور رکھ دیا۔
" میٹر نے سفر ہی بتانا ہے۔ عیاشی چیک کرنے والا میٹر
لانچ میں نہیں لگا ہوگا۔ ہو سکتا ہے کھلے سمندر میں لانچ رو
کر وہ دونوں عیاشی کرتے رہے ہوں" کیپٹن حمید نے منہ
کاٹتے ہوئے کہا۔
" خواہ مخواہ کا شک اچھا نہیں ہوتا۔ یہ بات تم بھی اچھی

جانتے ہو اور میں بھی کہ قاسم اس ٹائپ کا آدمی نہیں ہے۔ وہ
بھی صرف تمہاری طرح دل لبھاوری تک محدود رہتا ہے۔ البتہ تم
دونوں کا انداز الگ الگ ہے۔ اور ویسے بھی عیاشی ہی مقصود
ہوتی تو اس کے لئے کھلے سمندر میں جانے کی کیا ضرورت تھی
ہوٹل امپالا میں یہ کام نہ ہو سکتا تھا۔" کرنل فریدی نے کہا اور
کیپٹن حمید نے سر ہلا دیا۔
تھوڑی دیر کی خاموشی کے بعد ٹیلیفون کی گھنٹی ایک بار پھر
بج اٹھی۔
" ہارڈسٹون " کرنل فریدی نے ریسیور اٹھاتے ہوئے کہا۔
" نمبر الیون بول رہا ہوں جناب ——— تھرٹی سکس نے دوبارہ
رپورٹ دی ہے کہ لانچ کے میٹر کے مطابق لانچ نے صرف پچاس
بحری میل سفر کیا ہے" نمبر الیون نے جواب دیا۔
" ہونہہ ——— ٹھیک ہے ——— تم ایسا کرو کہ مس مرسی کی
خفیہ نگرانی دوبارہ شروع کرا دو ——— اس کا فون بھی چیک کرو
اور اس کے کمرے میں بھی ڈکٹا فون لگوا دو ——— مکمل نگرانی
کراؤ اس کی اور اگر کوئی خاص بات ہو تو مجھے رپورٹ دینا"
کرنل فریدی نے کہا۔ اور ریسیور رکھ دیا۔ البتہ اس کی
پیشانی پر سوچ کی لکیریں ابھر آئیں۔
" پچاس میل اور تین گھنٹے " کیپٹن حمید کے لہجے میں بے پناہ
حیرت تھی۔
" میں خود اس بات پر حیران ہو رہا ہوں۔ پچاس میل کا

مطلب ہے کہ انہوں نے ایک طرف زیادہ سے زیادہ پچیس میل
سفر طے کیا ہے۔ اور پچیس میل کے ایریئے میں کئی ویران اور چھو
چھوٹے جزیرے ہی آتے ہیں۔ ہو سکتا ہے۔ انہوں نے باقی
کسی جزیرے میں گزارا ہو۔" کرنل فریدی نے تجزیہ کرتے
ہوئے کہا۔

"جزیرے میں ——— لیکن قاسم جزیروں میں جانے والا
نہیں ہے۔ اس کی تو ایسی جگہوں پہ جاتے ہوئے خوف سے گگھ
بندھ جاتی ہے۔" کیپٹن حمید نے کہا۔

"اب مجھے بھی شک پڑ گیا ہے کہ یہ مرسی اور قاسم کی دوستی میں
ضرور کوئی چکر ہے۔ بہرحال پتہ چل جائے گا" کرنل فریدی نے
کہا اور دوبارہ کتاب کی طرف متوجہ ہو گیا۔

"میں خود جاتا ہوں ہوٹل ——— ساری بات کا پتہ لگ جائے
کیپٹن حمید نے اٹھتے ہوئے کہا اور کرنل فریدی نے کتاب
سر اٹھائے بغیر اس طرح سر ہلا دیا جیسے وہ اسے ایسا کرنے کی اجاز
دے رہا ہو۔

اور کیپٹن حمید دروازے سے باہر نکل کر سیدھا پورچ کی طر
بڑھ گیا۔ جہاں اس کی کار موجود تھی

اور پھر تھوڑی دیر بعد اس کی کار انتہائی تیز رفتاری سے
ہوٹل امپالا کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔

ہوٹل امپالا پہنچ کر اس نے کار پارکنگ میں روکی اور
کار سے باہر نکل آیا۔ اس نے پارکنگ میں ادھر اُدھر نظر دوڑائی

لیکن اسے قاسم کی بحری جہاز نما کار نظر نہ آ رہی تھی۔ اس
کے دو ہی مطلب ہو سکتے تھے کہ یا تو قاسم ابھی پہنچا نہ تھا۔ یا پھر وہ
ہوٹل آنے کی بجائے کسی اور طرف نکل گئے ہوں گے۔ یا پھر یہ
بھی ہو سکتا تھا کہ قاسم مرسی کو ڈراپ کر کے واپس چلا گیا ہو۔
یہی سوچتے ہوئے کیپٹن حمید ہال کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

صدیقی نے کار ٹونی کلب کے باہر روکی اور پھر ساتھ بیٹھے
ہوئے چوہان کو نیچے اترنے کا اشارہ کر کے وہ کار کا دروازہ
کھول کر نیچے اتر آیا۔
صدیقی نے کار لاک کی اور پھر وہ دونوں تیز تیز قدم اٹھاتے
ٹونی کلب کے اندرونی گیٹ کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ کلب کی
عمارت تو خاصی وسیع و عریض تھی لیکن یہاں آنے جانے
والے لوگ اپنی چال ڈھال اور چہرے مہرے سے گھٹیا درجے
کے لوگ لگ رہے تھے۔ ان افراد کو دیکھتے ہی صدیقی اور
چوہان دونوں ہی سمجھ گئے کہ ٹونی کلب زیر زمین افراد کا اڈہ
ہے۔
ان دونوں کے جسموں پر عام سا لباس تھا اور وہ یہاں

ایک خاص مقصد کے لئے آئے تھے۔
جولیا نے انہیں فون پر کہا تھا کہ ایکسٹو کے احکامات
کے مطابق وہ سنٹرل انٹیلیجنس کے شعبہ شناخت کے نئے
بھرتی ہونے والے سٹور کیپر ارشد کی نگرانی کریں اور وہ جن
جن افراد سے ملیں اس کی تفصیلی رپورٹ دی جائے۔
جولیا نے انہیں یہ بھی بتا دیا تھا کہ ارشد کا تعلق ٹونی کلب سے
بھی بتایا گیا ہے۔ اس لئے ارشد اگر ٹونی کلب میں جائے تو
پھر وہاں وہ بادشاہ گروپ کے افراد کو ٹٹولیں۔ اور اگر کوئی
مشکوک بات ہو تو اس کی رپورٹ کریں۔
چنانچہ وہ دونوں پہلے تو سنٹرل انٹیلیجنس کے ہیڈ کوارٹر
گئے۔ چوہان کا ایک شناسا شعبہ شناخت میں ہی کلرک تھا اور
چوہان اس سے ملنے کے بہانے صدیقی کو ہمراہ لے کر
اندر گیا اور وہاں موجود ارشد کو اس طرح انہوں نے اچھی طرح
دیکھ لیا تھا۔
ارشد نوجوان تھا اور لباس اور چہرے مہرے سے
پڑھا لکھا نظر آتا تھا لیکن اس کی آنکھیں بتا رہی تھیں کہ وہ نہ صرف
نشے کا عادی ہے بلکہ اس کی آنکھوں سے جھلکنے والی مکاری اور
خباثت یہ بھی بتا رہی تھی کہ وہ بہرحال شریف آدمی نہیں ہے
ارشد کو دیکھنے کے بعد چوہان اور صدیقی باہر آ گئے اور
دفتر بند ہونے کا انتظار کرنے لگے۔ تاکہ ارشد باہر آئے تو اس
کا تعاقب کر سکیں۔ انہوں نے کار میں بیٹھ کر ریڈی میڈ

میک اپ کر لیا تھا۔ تاکہ ارشد انہیں دوبارہ دیکھے تو چونک
نہ پڑے۔

دفتر بند ہونے میں چونکہ تھوڑی دیر رہتی تھی۔ اس لیے
جب تک وہ دونوں میک اپ سے فارغ ہو چکے تھے۔ دفتر
ہو گیا تو ملازمین باہر آنے لگے۔

کچھ دیر بعد ارشد بھی باہر آگیا۔ باہر آکر وہ کچھ دیر تو
پیدل چلتا ہوا آگے بڑھتا رہا۔ پھر اس نے اگلے چوک سے ٹیکسی
پکڑی اور پھر ٹیکسی اسے سیدھا ٹونی کلب لے آئی۔

صدیقی اور چوہان اس ٹیکسی کا تعاقب کرتے ہوئے یہاں
پہنچے تھے۔ جب ارشد ٹیکسی سے اتر کر اندر چلا گیا تو صدیقی نے
کار آگے بڑھا کر روکی تھی۔

صدیقی اور چوہان کلب کے مین ہال میں داخل ہوئے تو ا
کے نتھنوں سے نشہ آور دھوئیں کی انتہائی ناگوار بو ٹکرائی او
دونوں نے ہونٹ سکیڑ لیے۔

ہال نچلے درجے کے افراد سے بھرا ہوا تھا۔ جن میں زیادہ
تعداد عورتوں کی تھی جو اپنے بھڑکدار لباس اور بے حیا چہرو
کی وجہ سے صاف طوائفیں نظر آ رہی تھیں۔ پورے ہال میں
نشہ آور سگریٹوں کا دھواں بھرا ہوا تھا۔ اور میزوں پر سستی
شراب کی بوتلیں بکھری ہوئی تھیں۔ ایک طرف خاصا بڑا کاؤنٹر
تھا جس کے پیچھے ایک گنجے سر والا لیکن خاصا جسیم آدمی کھڑا تھا
صدیقی اور چوہان نے اندر داخل ہو کر ارشد کو تلاش کرنا

کوشش کی لیکن ارشد انہیں ہال میں بیٹھے ہوئے کی بجائے
کاؤنٹر کے سامنے پڑے ہوئے سٹولوں میں سے ایک سٹول
پر بیٹھا ہوا نظر آیا۔ اس کے ہاتھ میں شراب کا گلاس تھا اور
وہ مسکرا مسکرا کر گنجے کاؤنٹر مین سے باتیں کر رہا تھا۔

"آؤ" ___ صدیقی نے چوہان کو اشارہ کیا اور کاؤنٹر کی
طرف بڑھ گیا۔ چوہان بھی سر ہلاتا ہوا اس کے پیچھے چل پڑا۔

دو اجنبیوں کو دیکھ کر کاؤنٹر مین چونک کر انہیں دیکھنے
لگا لیکن صدیقی اور چوہان بڑے اطمینان سے چلتے ہوئے ارشد
کے ساتھ سٹولوں پر بیٹھ گئے۔

"بلیک کے دو گلاس دے دو"۔ صدیقی نے کاؤنٹر مین
سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تم دونوں یہاں پہلی بار نظر آ رہے ہو"۔ کاؤنٹر مین نے
بڑے مشکوک لہجے میں کہا۔ ارشد بھی چونک کر انہیں غور
سے دیکھنے لگا۔

"ہاں ___ ہم دولت نگر رہتے ہیں۔ اس کلب کی بڑی
تعریف سنی تھی۔ یہاں سے گزر رہے تھے کہ سوچا چلو ہم بھی اس
کلب میں پینے کا اعزاز حاصل کر لیں"۔ صدیقی نے خالصتاً
غنڈوں کے سے انداز میں بات کرتے ہوئے کہا۔ اور کاؤنٹر مین
بھی مطمئن ہو کر ہنس پڑا۔ اس کے چہرے پر موجود شکوک
کی پرچھائیاں غائب ہو گئی تھیں۔

"اوہ ___ اچھا ___ اچھا"۔ کاؤنٹر مین نے مڑ کر کہا اور

پھر اس نے دو گلاس اٹھا کر ان کے سامنے رکھے اور ایک بڑی سی بوتل سے بلیک براؤن رنگ کی شراب گلاسوں میں انڈیلنے لگا۔

"جیگر ــــ اب پتہ کرو شاید باس آ گیا ہو۔ میں نے اس سے ضروری ملنا ہے ــــ انتہائی اہم کام ہے" ارشد نے کاؤنٹر مین سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کہہ تو دیا کہ ابھی باس نہیں مل سکتا۔ وہ گرم ہو رہا ہے" جیگر نے شیطانی انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ ــــ جیگر تم سمجھ ہی نہیں سکتے ــــ میں باس کے لئے انتہائی اہم کاغذات لے آیا ہوں"۔ ارشد نے لاشعوری طور پر کوٹ کی اندرونی جیب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"ہوں گے ــــ لیکن باس کے لئے وہ لڑکی زیادہ اہم ہے جس کے ساتھ وہ کمرے میں موجود ہے۔ تم اطمینان سے بیٹھو کم از کم ایک گھنٹے بعد باس کے باہر آنے کی امید ہے" جیگر نے اس بار کرخت لہجے میں کہا۔ اور ارشد ہونٹ کاٹتا ہوا خاموش ہو گیا۔

صدیقی اور چوہان دونوں اپنے اپنے گلاسوں سے چسکیاں لے رہے تھے لیکن چسکیاں لینے کے باوجود ان کے گلاسوں کی سطح کم نہ ہو رہی تھی لیکن وہ منہ ایسے بنا رہے تھے جیسے پورا پورا لطف لے رہے ہوں۔

اسی لمحے ایک اور آدمی ساتھ والے سٹول پر آ کر بیٹھ گیا۔

جیگر اس کی طرف متوجہ ہو گیا۔

اسی لمحے صدیقی اور چوہان دونوں نے انتہائی پھرتی سے مٹھی میں موجود چھوٹی چھوٹی کالے رنگ کی گولیاں اپنے اپنے گلاسوں میں ڈال لیں۔ گولیاں وہ پہلے ہی جیبوں سے نکال کر ہاتھوں میں پکڑ چکے تھے۔

یہ مخصوص گولیاں تھیں جن کے شراب میں حل ہونے کے بعد شراب پانی بن جاتی تھی۔ چونکہ انہیں اکثر شراب خانوں میں جانا پڑتا تھا۔ اس لئے یہ گولیاں ہر وقت ان کی جیبوں میں رہتی تھیں۔

گولیاں ڈالنے کے بعد وہ چند لمحوں تک رکے اور پھر انہوں نے گلاس اٹھا کر لمبے لمبے گھونٹ لینے شروع کر دیئے۔

"اچھا ــــ میں پھر گیم روم میں جا رہا ہوں۔ اب ایک لنڈھی بھی تو گزارنا ہے" ارشد نے شراب کے گلاس میں موجود آخری گھونٹ کو اپنے حلق میں انڈیل کر خالی گلاس کاؤنٹر پر رکھتے ہوئے کہا۔ اور جیگر نے سر ہلا دیا۔

ارشد اٹھ کر دائیں طرف والی راہداری کی طرف مڑ گیا۔

صدیقی اور چوہان نے معنی خیز نظروں سے ایک دوسرے کو دیکھا اور پھر آنکھوں ہی آنکھوں میں دونوں نے فیصلہ کیا اور اس بار انہوں نے شراب کے گلاس خالی کر کے کاؤنٹر پر رکھ دیئے۔

"اور دوں"۔ جیگر نے پوچھا۔

" اوہ نہیں ـــــ ابھی ہم بھی ذرا گیم روم کا چکر لگائیں گے۔ پھر جاتے ہوئے پیئں گے ـــــ ویسے واقعی ٹوئن کلب کی جو تعریف سُنی تھی۔ ویسا ہی پایا ہے" صدیقی نے جیب سے نوٹ نکال کر جیگر کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

" یہاں ایک بار آنے والا پھر ساری عمر ادھر کا چکر لگاتا رہتا ہے۔" جیگر نے خوش ہو کر کہا۔ اور نوٹ لے کر اس نے دراز میں ڈال لیے

اور دونوں ہی اٹھ کر اس راہداری کی طرف مڑ گئے جدھر ارشد گیا تھا۔

" اسے کاغذات سمیت یہاں سے لے چلو" چوہان نے راہداری میں داخل ہوتے ہی سرگوشیانہ انداز میں کہا"

" لیکن جولیا نے تو صرف نگرانی کے لئے کہا تھا" صدیقی نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

" اب اسے یہ تو معلوم نہ تھا کہ اس کے پاس اہم کاغذات بھی ہو سکتے ہیں" چوہان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" سوچ لو ـــــ یہیں ہاتھ ڈالنے سے باس کا کوئی کھیل نہ بگڑ جائے۔" صدیقی ابھی تک متذبذب تھا۔

" کچھ نہیں ہوتا" چوہان نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔ اور صدیقی نے بھی سر ہلا دیا۔

راہداری کا اختتام مین ہال سے بھی بڑے ہال میں ہوا جہاں جوئے کی میزیں لگی ہوئی تھیں۔ یہاں بھی خاصا رش اور شور

تھا۔ ارشد انہیں ایک میز کے قریب کھڑا نظر آ گیا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ کھیلنے کی بجائے گیم دیکھنے میں زیادہ دلچسپی رکھتا ہو۔

" مسٹر ـــــ کیا آپ ہمارا ایک کام کریں گے" چوہان نے ارشد کے قریب جا کر اس سے مخاطب ہو کر کہا۔

" کیا کام ہے ـــــ میرا نام ارشد ہے" ارشد نے چونک کر چوہان اور صدیقی کی طرف دیکھتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" ہم دراصل باہر سے آئے ہیں ـــــ دولت نگر سے۔ ہم نے یہاں ایکوڈار سے ملنا ہے۔ منشیات کا ایک لمبا سودا کرنا چاہتے ہیں۔ آپ کی جیگر سے باتیں سن کر ہمیں محسوس ہوا ہے کہ آپ یہاں اچھا مقام ہے۔ اگر آپ ہمیں ایکوڈار سے ملوا دیں تو ہم آپ کو کمیشن بھی دیں گے۔ اگر ہمارا سودا ہو گیا تو یہ کمیشن خاصا بھاری بھی ہو سکتا ہے" چوہان نے کہا۔

اس نے جان بوجھ کر اس کلب سے کچھ فاصلے پر موجود اور کلب کے مالک کا نام لیا تھا۔ جس کے متعلق انہیں معلوم تھا کہ وہ خفیہ طور پر منشیات کا دھندہ کرتا ہے۔

" اوہ ـــــ اگر تم کچھ روز پہلے یہ بات کرتے تو میں سمجھتا تمہارا تعلق انٹیلیجنس سے ہے لیکن اب مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ ایسا نہیں ہے۔ لیکن تم خود جا کر سودا کیوں نہیں کر لیتے" ارشد نے مسکراتے ہوئے کہا اور چوہان اور صدیقی

اس کی بات کا مطلب اچھی طرح سمجھ گئے تھے لیکن انہوں نے چہروں سے اسے ظاہر نہ ہونے دیا۔

"سودا تو ہم خود ہی کریں گے ارشد صاحب لیکن چونکہ ہم یہاں پہلی بار آئے ہیں اس لئے کوئی ٹپ بھی تو ضروری ہے انجو ڈار کو مطمئن کرنے کے لئے۔ ویسے ہم سودا نقد کریں گے" چوہان نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ ---- کتنا کمیشن دو گے" ارشد کی آنکھوں میں چمک لہرائی۔

"ہاف پرسنٹ" چوہان نے کہا۔

"کیا ---- ہاف پرسنٹ ---- تمہارا دماغ ٹھیک ہے میں تمہاری گارنٹی دوں گا حالانکہ میں تمہیں جانتا بھی نہیں اور ہاف پرسنٹ۔ ---- سنو ---- میں پانچ پرسنٹ لوں گا" ارشد نے کہا۔

"سنو ارشد ---- ہم اس کھیل میں نئے نہیں ہیں، انجو ڈار کے لئے نئے ضرور ہیں لیکن ہماری عمریں اسی کھیل میں گزر گئی ہیں۔ اس لئے ہمیں معلوم ہے کہ گارنٹی کا کتنے پرسنٹ ہوتا ہے۔ آخری بات کر رہا ہوں۔ ایک پرسنٹ دوں گا اور وہ بھی نقد اور جتنا بڑا سودا ہم نے کرنا ہے۔ یہ ایک پرسنٹ بھی تمہارے تصور سے بڑی رقم بن جائے گی اور کمیشن بھی کیش ہوگا۔ ویسے اگر تمہیں ہماری آفر منظور نہیں تو ہم تمہیں مجبور نہیں کر سکتے۔ ہم اس سے کم پر کوئی اور آدمی تلاش کر لیں گے"۔

چوہان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اچھا ---- ٹھیک ہے آؤ" ارشد نے حامی بھرتے ہوئے کہا۔

"لیکن ایک بات کا خیال رکھنا ---- یہاں کسی کو معلوم نہیں ہونا چاہیئے ---- تمہیں تو پتہ ہی ہوگا کہ یہ کاروبار کیسا ہوتا ہے" چوہان نے کہا۔

"تم فکر نہ کرو ---- آؤ" ارشد نے کہا اور تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ لمبی رقم کمانے کے خیال سے اس کا چہرہ چمک اٹھا تھا۔ اور چوہان اور صدیقی دونوں اس کی حماقت پر دل ہی دل میں مسکرا رہے تھے۔ چوہان کو معلوم تھا کہ وہ خاصا پڑھا لکھا ہے۔ صرف غلط صحبت کی وجہ سے اس چکر میں پڑ گیا ہے۔ اور اسی وجہ سے اس نے ایسی بات کی تھی۔ ورنہ وہ جانتا تھا کہ اس کھیل کے گہرے کھلاڑی ایسے چکروں میں نہیں آتے۔

"مین گیٹ سے باہر آ کر ارشد ایک سائیڈ روڈ کی طرف بڑھنے لگا۔

"ادھر ہماری کار موجود ہے" چوہان نے ایک طرف کھڑی ہوئی کار کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ ---- اچھا ---- ٹھیک ہے" ارشد نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ کار کو دیکھ کر اس کی آنکھوں میں اور زیادہ اطمینان جھلک آیا تھا۔ شاید اب اسے یقین آ گیا تھا کہ وہ مالی طور پر اچھی مستحکم پارٹی ہیں۔

"آیئے ـــــ" چوہان نے پچھلا دروازہ کھولتے ہوئے ارشد سے کہا اور ارشد سر ہلاتا ہوا کار میں بیٹھ گیا۔

چوہان بھی اس کے ساتھ ہی عقبی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ صدیقی نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی اور دوسرے لمحے کار ایک جھٹکے سے آگے بڑھی اور بیرونی گیٹ کراس کرکے دائیں طرف سڑک پر مڑ گئی۔ ایکوڈار کلب یہاں سے چند فرلانگ ہی دور تھا اس لئے جب تک کار ایکوڈار کلب کی طرف مڑنے والے چوک تک نہ پہنچی، ارشد خاموش بیٹھا رہا۔ لیکن جیسے ہی کار بجائے کلب والی سڑک کی طرف مڑنے کے آگے بڑھ گئی تو ارشد چونک پڑا۔

"ارے ـــــ آگے کیوں جا رہے ہو ـــــ کلب تو دائیں طرف والی سڑک پر ہے" ارشد نے تیز لہجے میں کہا۔

"خاموش بیٹھے رہو" ـــــ چوہان نے یکلخت غراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے جیب سے ہاتھ نکال کر ریوالور کی نال ارشد کی پسلیوں سے لگا دی۔

"کک ـــ کک ـــ کیا مطلب ـــــ یہ کیا؟" ارشد نے بری طرح بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"خاموش بیٹھے رہو ورنہ ڈھیر کر دوں گا۔" چوہان کے لہجے میں غراہٹ اور زیادہ بڑھ گئی اور ساتھ ہی اس نے ریوالور کی نال کو ارشد کی پسلیوں میں اور زیادہ گھسیڑ دیا۔

اسی لمحے صدیقی نے کار ایک بائی روڈ پر موڑ دی۔ یہ لنک

روڈ تھی لیکن چونکہ آگے جا کر سڑک خراب تھی اس لئے ادھر ٹریفک نہ چلتی تھی۔

"تم کون ہو ـــــ؟" چند لمحے خاموش رہنے کے بعد ارشد ایک بار پھر بول پڑا۔

"ہم موت کے فرشتے ہیں" چوہان نے اسی طرح غراتے ہوئے کہا

اور اس بار ارشد سہم گیا۔ اس کے چہرے پر شدید خوف کے آثار ابھر آئے تھے۔

صدیقی نے کچھ دور جا کر کار درختوں کے ایک گھنے جھنڈ کی طرف موڑ دی اور درختوں کے اندر لے جا کر اس نے کار روک دی۔

"باہر آؤ" ـــــ صدیقی نے باہر نکل کر کار کا دروازہ کھولتے ہوئے ارشد سے کہا، جس طرف ارشد بیٹھا ہوا تھا۔

صدیقی کے ہاتھ میں بھی ریوالور نظر آنے لگ گیا تھا، اور ارشد سہما ہوا باہر نکل آیا۔ اس کے چہرے پر خوف کے ساتھ ساتھ حیرت کے بھی تاثرات تھے۔

"چوہان ـــــ اس کی تلاشی لو" صدیقی نے ارشد کے سامنے کھڑے ہو کر اس کے سینے پر اپنے ریوالور کی نال رکھتے ہوئے کہا۔

اور چوہان نے جو اپنا ریوالور جیب میں ڈال چکا تھا۔ اس کے عقب میں کھڑے ہو کر بڑے ماہرانہ انداز میں اس کی تلاشی

لینی شروع کر دی۔

ارشد کے پاس اسلحہ نہ تھا اور عام سی چیزوں کے علاوہ صرف اس کے کوٹ کی اندرونی جیب میں ایک موٹا لفافہ موجود تھا جسے چوہان نے نکال لیا۔

"یہ تمہارے کام کا نہیں ہے ——— اس میں رقم نہیں ہے"۔ ارشد نے انتہائی خوف زدہ ہوتے ہوئے کہا۔

لیکن دوسرے ہی لمحے وہ بُری طرح چیختا ہوا اُچھل کر [illegible] کے بل زمین پر جا گرا۔ کیونکہ اس کے زبان کھولتے ہی صدیقی نے پوری قوت سے اس کے گال پر تھپڑ جڑ دیا تھا۔

"خبردار ——— اب اسی طرح پڑے رہو"۔ صدیقی نے آگے بڑھ کر اس کے سینے پر پیر رکھتے ہوئے سخت لہجے میں کہا اور ارشد واقعی اس طرح بے حس و حرکت ہو گیا جیسے وہ انسان کی بجائے مٹی کا بُت ہو۔

چوہان اس دوران لفافے میں موجود کاغذات نکال کر انہیں چیک کرتا رہا۔ پھر اس نے کاغذات لفافے میں ڈال دئے۔

"یہ کسی غیر ملکی کے شناختی کاغذات ہیں ——— میرے خیال میں ہمیں مس سے بات کرنی چاہیے"۔ چوہان نے کہا۔

"ٹرانسمیٹر پر بات کر لو"۔ صدیقی نے کہا اور چوہان نے ارشد کی طرف دیکھتے ہوئے مخصوص اشارہ کر دیا۔

"ٹھیک ہے ——— ارشد ہم سے تعاون کر رہا ہے۔ اس لئے اسے فی الحال زندہ چھوڑ دیتے ہیں، اٹھ کر کھڑے

ہو جاؤ"۔ صدیقی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور ساتھ ہی اپنا پیر سینے سے ہٹا لیا۔

ارشد جلدی سے اُٹھ کھڑا ہوا لیکن اس نے بولنے کے لئے منہ کھولا ہی تھا کہ صدیقی کا بایاں ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور اس کا زوردار مکہ ارشد کی کنپٹی پر پڑا۔

ارشد چیخ مار کر دوسری طرف جا گرا۔ اسی لمحے صدیقی نے اچھل کر اس کی کنپٹی پر بوٹ کی ٹھوکر ماری اور ارشد کا پھڑکتا ہوا جسم یکلخت ساکت ہو گیا۔

ارشد کے ساکت ہوتے ہی صدیقی نے ریوالور جیب میں ڈالا اور جھک کر زمین پر پڑے بے ہوش ارشد کو اٹھایا اور اسے کار کی سیٹوں کے درمیان ڈال دیا۔ جبکہ چوہان نے واچ ٹرانسمیٹر پر جولیا کی فریکوئنسی سیٹ کرنی شروع کر دی۔

"ہیلو ——— ہیلو ——— چوہان کالنگ ——— اوور"۔ چوہان نے فریکوئنسی ایڈجسٹ کر کے بار بار یہ فقرہ دہرانا شروع کیا۔

"یس ——— جولیا اٹنڈنگ ——— اوور"۔ چند لمحوں بعد جولیا کی باریک سی آواز سنائی دی اور جواب میں چوہان نے اسے اب تک کی ساری تفصیل بتانے کے ساتھ ساتھ ان میں موجود کاغذات کی تفصیل بھی بتا دی۔

"تم وہیں رُکو ——— میں چیف باس سے بات کر کے تمہیں کال کروں گی ——— اوور اینڈ آل"۔ دوسری طرف سے جولیا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ چوہان

نے بٹن آن کر دیا۔

"میرے خیال میں ارشد کو وہاں بھرتی ہی ان کاغذات کے لئے کرایا گیا تھا۔" صدیقی نے کہا۔

"ہو سکتا ہے ----- یہ پہلی قسط ہو۔ ویسے یہ ڈاکٹر آرنلڈ شکل وصورت سے تو کوئی سائنسدان لگتا ہے۔" چوہان نے کہا

"سائنسدان کے شناختی کاغذات کا انٹیلیجنس سے کیا تعلق کوئی مجرم ہی ہوگا۔" صدیقی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

چند لمحوں بعد ہی جولیا کی کال آگئی اور چوہان نے واچ ٹرانسمیٹر کا ونڈ بٹن دبا دیا۔

"یس ----- چوہان اٹنڈنگ ----- اوور۔" چوہان نے کہا۔

"چوہان تم وہیں رکو ----- معاملہ شاید بے حد اہم ہے۔ چیف نے فوری طور پر عمران کو تمہارے پاس پہنچنے کا حکم دیا ہے۔ باقی ہدایات وہ تمہیں خود دے گا۔ اوور۔" جولیا نے کہا۔

"چیف کو یہاں کا تفصیلی پتہ تو بتا دیا تھا۔ کہیں عمران ہمیں ڈھونڈتا پھرے ----- اوور۔" چوہان نے کہا۔

"ہمٹیل روڈ کے تیسرے چوک سے لنک روڈ پر درختوں کے جھنڈ کے نیچے بتایا تھا تم نے ----- اوور۔" جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہاں ----- اوور۔" چوہان نے جواب دیا۔

"میں نے بھی اسے یہی بتایا تھا ----- اوور اینڈ آل۔"

دوسری طرف سے جولیا نے قدرے ناخوشگوار لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میں نے تو احتیاطاً بات کی تھی لیکن مس جولیا ناراض ہو گئی۔" چوہان نے واچ ٹرانسمیٹر آف کرتے ہوئے کہا۔

"وہ آخر سیکنڈ چیف ہے ----- اتنا ناراض ہونا تو اس کا حق ہے۔" صدیقی نے جواب دیا۔ اور پھر دونوں ہی ہنس پڑے۔

کچھ دیر بعد عمران کی کار انہیں دور سے آتی دکھائی دی تو چوہان اور صدیقی دونوں کار سے باہر نکل کر ----- سڑک کی طرف بڑھ گئے۔ عمران کی کار ان کے قریب آکر رک گئی۔

"کہاں ہیں وہ کاغذات؟" عمران نے کار سے باہر نکلتے ہی بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا اور چوہان نے ہاتھ میں پکڑا ہوا لفافہ عمران کی طرف بڑھا دیا۔

عمران نے لفافے میں سے کاغذات نکالے اور انہیں غور سے دیکھنے اور پڑھنے لگا۔

"ارشد کی کیا پوزیشن ہے۔" عمران نے ایک طویل سانس لے کر کاغذات دوبارہ لفافے میں ڈالتے ہوئے پوچھا۔

"وہ بے ہوش پڑا ہوا ہے۔" چوہان نے جواب دیا۔

"اسے گولی مار کر یہیں پھینک دو اور تم دونوں میک اپ بدل کر واپس ٹوپی کلب جاؤ اور وہاں سے ٹوپی کو اغوا کر کے دانش منزل پہنچا دو۔ میں ان کاغذات کے سلسلے میں

ایک اور آدمی سے ملنے جا رہا ہوں۔" عمران نے لفافہ کوٹ
جیب میں ڈالتے ہوئے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔
" آپ کچھ زیادہ ہی سنجیدہ نظر آ رہے ہیں"۔ صدیقی
مسکراتے ہوئے کہا۔
" یہ کاغذات انتہائی اہم ہیں۔ تم نے اچھا کیا کہ کاغذا
ٹونی کے پاس پہنچنے سے پہلے ہی اڑا لیے۔ ان کاغذات
مطلب ہے کہ کوئی انتہائی گہرا چکر چل رہا ہے"۔
عمران نے صدیقی کی بات نظر انداز کرتے ہوئے اسی
سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اور واپس اپنی کار میں بیٹھ گیا۔
" سنو ——— کام انتہائی احتیاط سے کرنا۔ ٹونی کو ہر
میں زندہ دانش منزل پہنچنا چاہیئے۔ یہ بے حد ضروری ہے
عمران نے کار سٹارٹ کرتے ہوئے کہا۔ اور چوہان اور
کے سر ہلانے پر اس نے کار آگے بڑھا کر واپس موڑ لی۔

قاسم کا ستارہ آجکل شاید پورے عروج پر تھا۔ کیونکہ
مرسی نے اسے دو تین روز تک کمپنی دی تھی اور قاسم
سار رہا۔ قاسم نے اسے سارے دارالحکومت کی سیر کرائی
کیپٹن حمید نے مداخلت کرنی چاہی تھی لیکن اس نے کیپٹن
کو بالکل لفٹ ہی نہ دی تو کیپٹن حمید خود ہی پیچھے ہٹ گیا تھا۔
پھر مرسی واپس چلی گئی تو قاسم ایک دو روز تک بے حد
ں رہا۔ لیکن پھر اچانک مرسی سے بھی زیادہ بھرپور فلوٹ
ی اس سے ٹکرا گئی۔ ان کی ملاقات ایک ہوٹل میں ہوئی
اور پھر ڈوری نے تو اس پر کچھ ایسا جادو کر دیا تھا کہ قاسم
نیا جہان کی ساری باتیں ہی بھول گئیں۔ بلکہ اب تو وہ بڑی
گی سے سوچنے لگا تھا کہ ڈوری سے تو میرج کر لے لیکن رکاوٹ

سر عاصم کا خوف تھا۔ ورنہ شاید وہ اپنے اس ارادے پر
تک عمل بھی کر چکا ہوتا۔ ڈوری کی تجویز پر ہی قاسم نے نیلگرا
کے خوبصورت پہاڑی علاقے میں ایک شاندار کوٹھی بک کرا
تھی اور گذشتہ ایک ہفتے سے وہ دونوں یہیں رہ رہ
نیلگرام انتہائی خوبصورت علاقہ تھا۔ یہاں انتہائی شا
ہوٹل اور کلب بھی تھے۔ اور قاسم ڈوری کے ساتھ سب
ہوٹلوں میں گھومتا پھرتا رہتا۔

بس اس کا مزہ رات کو ہی کرکرا ہوتا۔ جب اسے مجبو
ڈوری سے علیحدہ کمرے میں سونا پڑتا۔ یہ علیحدگی بھی ڈوری
طرف سے نہ تھی بلکہ قاسم کا مذہبی خوف تھا۔ البتہ ڈوری
بھی اس بارے میں کبھی قاسم کو مجبور نہ کیا تھا۔ باقی سارا
وہ انتہائی گہرے دوستوں کی طرح رہتے تھے۔

اب بھی قاسم نہا دھو کر ناشتے کی میز پر بیٹھا ڈوری کے
آنے کا انتظار کر رہا تھا۔ ملازم نے ناشتہ لگا دیا تھا۔ گو
بھوک کے معاملے میں کسی کی پرواہ نہ کرتا تھا لیکن یہ ڈوری وہ
واحد شخصیت تھی جس کی خاطر قاسم اپنی بھوک پر بھی کنٹرول
کر لیتا تھا۔

"اوہ —— مجھے ذرا دیر ہوگئی گریٹ قاسم —— ویری
سوری"۔ چند لمحوں بعد ایک بھرپور جسم کی مالک خوبصورت
ڈوری نے ڈائننگ روم کے دروازے میں داخل ہوتے
ہوئے انتہائی مترنم لہجے میں کہا۔ اس کے جسم پر انتہائی چست

لباس تھا۔ جس کی وجہ سے اس کا حسن کچھ اور زیادہ
نکھر رہا تھا۔

"کاش میں یتیم ہوتا" —— قاسم نے بڑبڑاتے ہوئے
کہا۔ اس کی نظریں ڈوری پر جھکی ہوئی تھیں۔ اس نے
شاید ڈوری کی بات سنی ہی نہ تھی۔

"کیا کہہ رہے ہو"۔ ڈوری نے ساتھ والی کرسی پر بیٹھتے
ہوئے کہا۔

"اللہ میاں کی مرضی —— میں کیا کر سکتا ہوں۔ اب وہ
بناتے مجھے یتیم تو میں کیا کر سکتا ہوں"۔ قاسم نے ہونٹوں پر
زبان پھیرتے ہوئے قدرے بے بسی سے کہا۔

"اوہ —— تو تم یتیم بننا چاہتے ہو —— کیوں"۔ ڈوری
نے حیران ہو کر کہا۔

"تمہیں کیا بتاؤں —— کاش میں یتیم ہوتا تو پھر لو میرج
ر ڈیڈی تو شاید قیامت تک کا پٹہ لکھوا کر آئے ہیں۔ روز بروز
بلدی ہوتے جا رہے ہیں —— ہوں"۔ قاسم نے سر جھٹکتے
ہوئے کہا۔

"اوہ —— اب سمجھ گئی —— لیکن ضروری تو نہیں قاسم
میرج کی جائے —— ہم ویسے بھی تو دوستوں کی طرح اکٹھے
سکتے ہیں"۔ ڈوری نے ناشتہ تیار کرتے ہوئے کہا۔

"نہیں رہ سکتے —— ابھی تو وہ چھپکلی بیگم گئی ہوئی ہے
ور ڈیڈی بھی ملک سے آؤٹ ہیں ورنہ اب تک میری کھال

اتر کر اس کا سالا بینڈ باجہ بن چکا ہوتا۔" قاسم نے منہ
بناتے ہوئے کہا۔
"ارے ——— تو کیا سر عاصم تمہیں پیٹتے ہیں؟" ڈوری
نے حیران ہو کر کہا۔
"پیٹتے پاٹتے نہیں ——— کوڑوں سے کھال اتارتے
ہیں۔ بڑے جالم ڈیڈی ہیں۔ اور وہ سالی چھپکلی بیگم کھڑی
رہتی ہے ——— اوہ۔ کاش میں یتیم ہوتا۔" قاسم نے کہا۔
ڈوری اس طرح چونک کر قاسم کو سر سے پیر تک دیکھنے
جیسے کسی خاص چیز کا اندازہ لگا رہی ہو۔
"کیا بات ہے ——— کیا میرے سینگ نکل آئے ہیں"
قاسم نے بڑا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔
"میں سوچ رہی ہوں کہ اگر تم بہادری کا ایسا کارنامہ
دے دو تو سر عاصم بھی تم سے خوف زدہ ہو جائیں گے۔ اس
بعد تمہیں یتیم ہونے کی ضرورت بھی نہیں رہے گی۔" ڈوری
ناشتہ کرتے ہوئے کہا۔
"بہادری ——— تو کیا تم مجھے سالا بکری کا دل سمجھتی
قاسم ہتھے سے اکھڑنے لگا۔
"میں نے کارنامہ کہا ہے قاسم ——— تمہیں بزدل نہیں
کہا ہے۔ مجھے معلوم ہے تم بے حد بہادر ہو۔ لیکن بس تم
تھوڑی سی ہمت کی کمی ہے۔" ڈوری نے کہا۔
"ہاں ——— تم سچ کہہ رہی ہو ——— میں نے تو ساری

کاروباری اداروں سے معلوم کیا ہے لیکن یہ سالی ہمت
فیکٹری میں بنتی ہی نہیں۔ ورنہ میں دو چار ٹن خرید کر
لیتا۔" قاسم نے منہ بناتے ہوئے کہا۔
"اور اگر میں تمہیں ہمت دے دوں تو۔" ڈوری نے
راتے ہوئے کہا۔
"کیا ——— کیا ——— تمہارے پاس فالتو ہے۔" قاسم
چونک کر کہا۔
"ہاں ——— بہت ہے۔" ڈوری نے جواب دیا۔
"ارے ——— تو پھر تم نے اب تک دی کیوں نہیں مجھے۔"
جلدی سے۔" قاسم نے پھڑکتے ہوئے گالوں سے کہا۔
ید خوشی سے اس کے گال پھڑکنے لگ گئے تھے۔
"یہاں نہیں ہے ——— ساتھ والی کوٹھی میں ہے۔"
ڈوری نے جواب دیا۔
"ساتھ والی کوٹھی میں ——— کیا وہاں اس کا سٹور منٹور
ہے۔ کہاں آرڈر دینا ہوگا۔" قاسم نے حیرت بھرے لہجے
ں پوچھا۔
"سٹور نہیں ہے وہاں ——— ایک ڈبیا میں بند ہے۔
ویسے نہیں ملے گی۔ وہاں سے خفیہ طور پر حاصل کرنی پڑے
گی۔" ڈوری نے جواب دیا۔
"کمال ہے۔ تم سالی کوئی جاسوس ہو یا پھر نجومی ہو
تمہیں یہاں بیٹھے بیٹھے سب پتہ لگ جاتا ہے۔" قاسم نے

حیران ہو کر پوچھا۔
"تمہیں ہمت چاہیے ناں"۔ ڈوری نے کہا۔
"ہاں چاہیے"۔ قاسم نے سینہ پھلاتے ہوئے کہا۔
"تو بس جا کر لے آؤ ——— لیکن کسی کو پتہ نہ چلے۔ وہاں
مسلح ملازم ہیں ——— بس ان کا خیال رکھنا"۔ ڈوری نے
"ارے باپ رے ——— چوری ——— یعنی کہ تم مجھے چ
بنانا چاہتی ہو ——— یا اللہ توبہ ——— چوری تو سالا گناہ ہے
دوزخ میں سڑنا پڑے گا"۔ قاسم نے فوراً ہی دونوں ہاتھ کا
کو لگاتے ہوئے کہا۔
"چوری تو اسے کہتے ہیں کہ جو دوسرے کا مال اٹھایا جا
یہ ہمت تو میری ملکیت ہے ——— لیکن ان لوگوں نے چھین
لی ہے"۔ ڈوری نے جواب دیا۔
"چھین لی ہے ——— کب ——— کس سالے کی جرأت ہ
ہے۔ میں اس کی ٹانگیں چیر کر قینچی بنا دوں گا"۔ قاسم کو یک
غصہ آ گیا۔
"میں نے تمہیں بتایا نہیں تھا ——— کل جب تم سوئے
ہوئے تھے تو ایک آدمی نے یہاں آ کر پستول دکھا کر ڈبیا
لی۔ میں نے اسے کہا کہ میرا دوست قاسم بہت بہادر ہے
لیکن اس نے کہا کہ قاسم ہے تو بہادر لیکن اس میں ہمت کی
کمی ہے اور ہم نہیں چاہتے کہ تم اس ڈبیا میں بند ہمت لے
دے دو۔ اس لئے ہم اسے لے جا رہے ہیں"۔ ڈوری نے

آنکھیں مٹکاتے ہوئے کہا۔
"ارے انہوں نے کیا سمجھ لیا ہے مجھے ——— میں ابھی
جاتا ہوں ہمت لینے"۔ قاسم ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔
"سنو ——— تمہیں میری خوشی کا کتنا خیال ہے"۔ ڈوری
نے بھی اٹھتے ہوئے بڑے لاڈ بھرے لہجے میں کہا۔
"اتنا" ——— قاسم نے بجائے کچھ کہنے کے دونوں ہاتھ
پھیلا کر سائز بتاتے ہوئے کہا۔
"تو پھر تم میری خوشی پوری کر دو پلیز ——— میری خوشی
اسی میں ہے کہ تم پہلے جاسوس بن کر وہ ڈبیا لے آؤ۔ کسی
کو پتہ نہ چلے۔ پھر میں تمہیں ساتھ لے جا کر انہیں بتاؤں گی کہ
قاسم دی گریٹ واقعی گریٹ ہے"۔ ڈوری نے قاسم کے
بازو سے لٹکتے ہوئے کہا۔
"جسوس ——— ارے چھوڑو ——— مجھ سے نہیں بنا
جاتا ——— سالے چوروں کی طرح گھسو اور ڈبیا لے آؤ۔
میں تو جا کر ان کی ٹانگیں چیر کر لے آؤں گا"۔ قاسم نے کہا۔
"تو پھر میری خوشی کیسے پوری ہو گی"۔ ڈوری نے منہ
بناتے ہوئے کہا۔
"یہ بڑی مصیبت ہے ——— تم نے یہ سالی خوشی موشی
چوری جسوسی میں کیوں رکھ لی ہے ——— نکالو اسے باہر"۔
قاسم نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔
"سنو ——— ابھی سب لوگ سوئے ہوئے ہوں گے۔ وہ

دروازے کھول کر سوتے ہیں۔ بس تم احتیاط کرنا۔ باہر کا دروازہ کھول کر سیدھے چلے جانا۔ بائیں طرف ایک دروازہ ہوگا۔ اس دروازے کو کھول کر اندر کمرے میں چلے جانا وہاں ایک لوہے کی الماری ہے۔ اس الماری کو کھولنا تو اس میں لال رنگ کی ڈبیا پڑی ہوگی۔ بس اسے اٹھا کر خاموشی سے یہاں آجانا۔ اتنی سی بات ہے ——— میری خوشی کی خاطر پلیز ——— تم کتنے پیارے ہو قاسم دی گریٹ"۔ ڈوری نے ایک بار پھر اس کے بازو سے لٹکتے ہوئے کہا۔

" لیکن تم تو کہہ رہی ہو وہاں سالے مسلح و سلح آدمی ہوں گے۔ سالوں نے ٹھوں ٹھاں کر دی تو ......" قاسم نے خوف زدہ سے لہجے میں کہا۔

" ارے تم فکر نہ کرو ——— بس ذرا احتیاط کرنا" ڈوری نے ایسے جواب دیا جیسے کوئی مسئلہ ہی نہ ہو۔

" اچھا ——— سالے عشق مشق میں یہ بھی کرنا ہوگا۔ پھر ...ں جاؤں" قاسم نے بڑے متذبذب سے لہجے میں کہا۔

" ہاں جاؤ ——— فکر نہ کرو۔ تم دیکھنا تمہارے لیے یہ کتنا ...سان ہوگا۔" ڈوری نے اس کی ہمت بندھاتے ہوئے کہا۔

اور قاسم سر ہلاتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ ...ری بیرونی گیٹ تک اس کے قریب آئی اور پھر قاسم سامنے ...لی کوٹھی کے پھاٹک کی طرف بڑھ گیا۔ پھاٹک تھوڑا سا کھلا

ہوا تھا۔

" یہ سالی نے کس مصیبت میں پھنسا دیا۔" قاسم نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

لیکن ساتھ ہی اسے یہ خیال بھی آگیا کہ اگر وہ واپس چلا گیا تو سالی اسے بزدل مزدل کہتی رہے گی۔ چنانچہ اس خیال کے تحت قاسم مرتا کیا نہ کرتا کے مصداق چلتا ہوا کوٹھی کے پھاٹک پر پہنچ گیا۔

اس نے قدرے کھلے پھاٹک سے سر اندر کر کے جھانکا لیکن سامنے لان میں اسے کوئی آدمی نظر نہ آیا۔ قاسم نے قدم آگے بڑھائے ہی تھے کہ پھر ایک خیال کے آتے ہی رک گیا۔

" مم ——— مگر گھنٹی منٹی بجائے بغیر تو اندر جانا اچھا نہیں ہے سالے کیا کہیں گے کہ قاسم کو سالی تہذیب وزیب بھی نہیں آتی۔ قاسم نے اچانک بڑ بڑاتے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے اس نے ہاتھ اٹھا کر گھنٹی کے بٹن پر انگلی رکھ دی۔

اندر دور سے میوزیکل گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی اور قاسم کھلے پھاٹک میں سے سر اندر کر کے دیکھنے لگا۔ کہ گھنٹی کی آواز سن کر کوئی آتا ہے یا نہیں۔ لیکن جب کافی دیر ہوگئی اور کوئی آدمی باہر نہ آیا تو قاسم نے پھاٹک کو اور زیادہ کھولا اور اطمینان سے اندر داخل ہوگیا۔

" اب سالے خود ہی بیہوشش میہوش ہو کر سوئیں تو ٹھیک ہے میں کیا کر سکتا ہوں"۔ قاسم نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

اور اس کے بعد ڈوری کے بتائے ہوئے نقشے کے مطابق
اس کمرے تک پہنچا اور وہاں سے وہ ڈبیا لے کر آنے میں
اسے کوئی مشکل پیش نہ آئی۔ نہ ہی کوئی آدمی اسے وہاں نظر
آیا۔ اور پھر قاسم ڈبیا اٹھائے اطمینان سے چلتا ہوا پھاٹک
سے باہر آکر اپنی کوٹھی کی طرف جانے لگا۔

" کمال ہے ——— بس ایسی ہوتی ہے سالی جسوسی مسوسی
خواہ مخواہ کو میں ڈر رہا تھا۔ اب ملے گا سالا کپتان حمید تو اسے
بولوں گا سالے خواہ مخواہ رعب موب ڈال رکھا تھا کہ مشکل
ہوتی ہے کاہے کی مشکل"

قاسم کا دل واقعی اتنا بڑھ گیا تھا کہ اس کا جی چاہ رہا تھا
کہ وہ علاقے کی ساری کوٹھیوں میں اسی طرح گھس کر وہاں
سے ساری چیزیں اٹھا لائے۔

" کیا ہوا ——— ؟" قاسم کے اپنی کوٹھی میں داخل ہوتے
ہی سامنے کھڑی ڈوری نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

" یہ لو ڈبیا ——— اب بولو میں بزدل ہوں یا شیر دل"
قاسم نے لہجے کو بڑا رعب دار بناتے ہوئے کہا۔

" اچھا ——— واہ ——— لطف آگیا۔ اسے کہتے ہیں بہادری
قاسم دی گریٹ واقعی بہادر ہے" ڈوری خوشی کے مارے
اس کے بازو سے چمٹ گئی۔

اور قاسم کا دماغ بلندیوں پر رقص کرنے لگا۔ اسے ایسا
سرور آرہا تھا جیسے اس نے دس بارہ بوتلیں شراب کی پی لی

ہوں۔ اور پھر اندر جا کر ڈوری نے ڈبیا کھولی تو اس میں واقعی
ایک کیپسول موجود تھا۔

" لو اب یہ کیپسول کھا لو ——— تمہاری ہمت ہمیشہ کے
لئے پکی ہو جائے گی۔" ڈوری نے فریج سے گلاس پانی کا
نکال کر قاسم کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

قاسم نے جلدی سے کیپسول حلق میں ڈالا اور اوپر سے
پانی پی لیا۔ کیپسول اندر جاتے ہی اسے واقعی ایسا محسوس ہونے
لگا جیسے اس نے ہمت اور حوصلے کا سمندر اپنے دل میں اتار
لیا ہو۔

" اب سالے کپتان کو میں بتاؤں گا کہ میں اس سے بڑا جسوس
ہوں" قاسم نے سینے کو اور زیادہ پھلاتے ہوئے کہا۔

" ارے ——— کسی کو بتانا نہیں ورنہ اس کیپسول کا اثر زائل
ہو جائے گا۔" ڈوری نے جلدی سے کہا۔

" اچھا ——— اچھا ——— لیکن یہ سالی مجھے نیند مینڈ کیوں
آنے لگ گئی ہے" قاسم نے منہ پھاڑ کر جمائی لیتے ہوئے کہا۔

" کوئی بات نہیں ——— جب آدمی ہمت کا کام کرے تو
اسے نیند آجاتی ہے" ڈوری نے مسکراتے ہوئے کہا اور
پھر وہ قاسم کو لے کر اس کے بیڈ روم میں آگئی۔

وہاں تک پہنچتے پہنچتے قاسم کا جسم لڑکھڑانے لگا۔ اور
ڈوری کو خطرہ پیدا ہو گیا کہ کہیں وہ فرش پر ہی نہ گر جائے
لیکن قاسم بیڈ تک پہنچ ہی گیا۔ لیکن وہاں پہنچتے ہی وہ بیڈ پر

گرا اور اس کی آنکھیں بند ہو گئیں۔ دوسرے لمحے اس کے خراٹوں کا سائرن بجنا شروع ہو گیا۔

"قاسم ـــــ قاسم ـــــ تم میری آواز سن رہے ہو"
یکلخت ڈوری کا لہجہ انتہائی تحکمانہ ہو گیا اور وہ قاسم کے سرہانے کھڑے ہو کر اونچی آواز میں بار بار یہ فقرہ دہرانے لگی۔

چند بار تو قاسم نے کوئی جواب نہ دیا لیکن پھر اس کے تیز ہوتے ہوئے خراٹے آہستہ ہونے لگے۔ ڈوری مسلسل یہی فقرہ اسی لہجے میں دہراتی چلی گئی۔ چند لمحوں بعد خراٹے بالکل ختم ہو گئے۔ اور پھر قاسم کی بھنچی بھنچی سی آواز نکلی۔

"میں سن رہا ہوں" ـــــ قاسم ناک میں بول رہا تھا۔

"تمہارا ذہن میرے حکم کے تابع آ گیا ہے" ڈوری نے پہلے سے بھی زیادہ تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"ہاں" قاسم نے جواب دیا۔

"میں جو حکم دوں گی تمہیں ماننا ہو گا" ڈوری نے کہا۔

"ہاں" ـــــ قاسم نے جواب دیا۔

"تو سنو ـــــ میں تمہیں حکم دے رہی ہوں کہ جب میں تمہیں ٹیلیفون پر کوئی چیز لانے کا حکم دوں گی۔ تو تم میرا حکم بجا لاؤ گے" ڈوری نے کہا۔

"ہاں" قاسم نے جواب دیا۔

"اس طرح وہ چیز لاؤ گے کہ کسی کو پتہ نہ چلے۔ بولو ہاں۔"

ڈوری نے زور دے کر کہا۔

"ہاں" ـــــ قاسم نے جواب دیا۔

"میں اس چیز کے ساتھ لفظ سرخ استعمال کروں گی اور میں جس چیز کے ساتھ لفظ سرخ کہوں گی وہ تم ضرور حاصل کرو گے۔ بولو ہاں" ڈوری نے جواب دیا۔

"ہاں" ـــــ قاسم نے جواب دیا۔

"کس طرح لے آؤ گے سرخ والی چیز" ڈوری نے ایک لمحہ رک کر پوچھا۔

"اس طرح کہ کسی کو پتہ نہ چلے" قاسم نے کہا اور ڈوری کا ستا ہوا چہرہ یکلخت مسرت سے کھل اٹھا۔ جیسے اس نے کوئی بہت بڑا کارنامہ سرانجام دے دیا ہو۔

"اور کسی کو بتاؤ گے بھی نہیں ـــــ بولو ہاں" ڈوری نے کہا۔

"ہاں" ـــــ قاسم نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ـــــ اب تم سو جاؤ" ڈوری نے جواب دیا اور چند لمحوں کی خاموشی کے بعد قاسم کے خراٹے ایک بار پھر شروع ہو گئے۔

ڈوری اطمینان بھرے انداز میں سر ہلاتی ہوئی مڑی اور بیڈ روم سے باہر نکل کر سیدھی ڈرائنگ روم کی طرف بڑھ گئی۔ جہاں ٹیلیفون موجود تھا۔

اس نے ٹیلیفون کا ریسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل

کرنے شروع کر دیئے۔ وہ دارالحکومت کال کر رہی تھی۔
"یس" ـــــ چند لمحوں بعد ایک آواز سنائی دی۔
"ڈورتھی بول رہی ہوں باس"۔ ڈوری نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔
"یس ـــ جانسن بول رہا ہوں ـــ تم کہاں سے بول رہی ہو"۔ دوسری طرف سے بولنے والے نے چونک کر پوچھا۔
"ٹیلگرام سے باس ـــ میں قاسم کو ٹریننگ کے لئے یہاں لے آئی تھی"۔ ڈوری نے جواب دیا۔
"یس ـــ کیا رپورٹ ہے"۔ جانسن نے پوچھا۔
"باس ـــ انتہائی غیر متوقع کامیابی"۔ ڈوری نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔
"پوری رپورٹ دو ڈورتھی ـــ چیف باس بار بار پوچھ رہے ہیں۔ اور ہمارے تمام منصوبوں کا انحصار تمہاری کارکردگی پر ہے"۔ جانسن نے تیز لہجے میں کہا۔
"باس ـــ پہلے تو میں نے اس ہاتھی کی ذہنی کیفیت کا بغور مطالعہ کیا۔ مجھے معلوم ہوا کہ اس میں حوصلے کی شدید کمی ہے اور اس کمی کے دوران میں اسے ٹریٹ کرتی تو رزلٹ صحیح نہ آتا۔ چنانچہ میں نے ایک ڈرامہ کھیلا۔ سامنے والی کوٹھی خالی پڑی تھی۔ رات کو میں نے اس کے تالے توڑ ڈالے تھے۔ اور دروازے اس طرح کھول دیئے کہ وہ بند بھی نہ ہوں اور پور

ت کھلے بھی نہ ہوں۔ بیرونی پھاٹک بھی تھوڑا سا کھول دیا۔ اس کے بعد میں نے شعور کو سُلانے والا ایک مخصوص کیپسول ڈبیا میں بند کر کے اس کوٹھی کے ایک کمرے کی ایک اری میں رکھ دیا۔
پھر میں نے قاسم کی ہمت بندھائی کہ وہ جا کر یہ کیپسول لے ئے۔ بڑی مشکل سے وہ مانا اور پھر جا کر وہ ڈبیا لے آیا۔ اس نفسیاتی طور پر اس کے ذہن میں حوصلے کی ایک باقوت تحریک ہو گئی۔ اب میرا کام آسان ہو گیا تھا۔ چنانچہ میں نے اُسے کیپسول کھلا کر سجیشن دیئے اور قاسم کے ذہن کو گرفت میں کر اسے حکم دے دیا کہ اب جب میں ٹیلیفون پر اسے کہوں گی میرا حکم مانے گا۔ میں نے چیک کر لیا ہے۔ وہ پوری طرح رول میں ہے"۔
ڈوری نے پوری تفصیل سے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔
"اگر یہ بات ہے تو پھر اسے بلیک میل کرنے کی کیا ورت ہے ـــ تم اسے حکم دو وہ جا کر فارمولا لے آئے"۔ جانسن نے کہا۔
"اوہ ـــ نہیں باس ـــ جہاں تک اس کے ذہن میں نے ریڈ کیا ہے، یہ انتہائی عجیب و غریب ذہن کا مالک ہے۔ ں کی دماغی رو یکلخت پلٹ جاتی ہے۔ اس لئے ہر کام کے لئے عدہ انگیخت کی ضرورت پڑتی ہے۔ ہاں اگر آپ کہیں تو میں ے اس طرح کوئی اور ڈرامہ کر کے انگیخت کروں، پھر

حکم دوں یا پھر نفسیاتی طور پر ایک اور صورت یہ ت
اسے انتہائی خوفزدہ کر دیا جائے۔ انتہائی خوف کے
عالم میں اس کا ذہن اگر کنٹرول میں کر لیا جائے تب ا
کی ذہنی رو پلٹنے کا خطرہ کم ہو جائے گا۔ اور یہ کام کرے
ڈوری نے جواب دیا۔

"اوہ کے ——— اس کا مطلب ہے، اسے بلیک میل کر
پڑے گا۔ ——— ٹھیک ہے۔ اب تک ڈاکٹر جابر وال
فارمولا مکمل ہو گیا ہو گا۔ ——— تم ایسا کرو فوراً اسے چھ
کر واپس آجاؤ تاکہ ہم کارروائی شروع کر دیں۔ جب
یہ پوری طرح خوف زدہ ہو جائے گا تب تم اسے فارم
حاصل کرنے کے لئے بھجوا دینا۔"
جانسن نے کہا۔

"میں اس کے ساتھ ہی کیوں نہ رہوں۔" ڈوری ن
جواب دیا۔

"نہیں ——— ہو سکتا ہے کہ تمہارے ساتھ رہنے
کرنل فریدی اور کیپٹن حمید مشکوک ہو جائیں۔ تم اس
ٹیلیفون پر کنٹرول کرتی رہنا۔"
جانسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے باس ——— جیسے آپ کہیں میں دوبا
آنے کے لئے تیار ہوں۔"
ڈوری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم فوراً واپس آجاؤ۔ قاسم تمہیں وہاں نہ پاکر واپس آ
جائے گا اور ہم اپنی کارروائی کا آغاز کر دیں گے۔"
جانسن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔
ڈوری نے ریسیور رکھا اور اٹھ کر اپنے کمرے کی طرف
بڑھ گئی۔ تاکہ اپنا سامان سمیٹ کر وہ یہاں سے نکل کر واپس
دارالحکومت پہنچ جائے۔ اسے معلوم تھا کہ قاسم کئی گھنٹوں
بعد ہی جاگے گا اور تب تک وہ دارالحکومت پہنچ چکی ہو گی۔

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو احتراماً اٹھ کھڑا ہوا۔

" ٹونی آ گیا ہے" ——— عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

" جی ہاں ——— ابھی چند لمحے پہلے چوہان اور صدیقی اسے گیسٹ روم میں چھوڑ گئے ہیں" بلیک زیرو نے جواب دیا۔

" کوئی پرابلم تو نہیں پیش آیا انہیں" عمران نے پوچھا۔

" ان کی رپورٹ کے مطابق تو ایسا نہیں ہوا" بلیک زیرو نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

" کیا رپورٹ دی ہے انہوں نے" عمران نے پوچھا۔

" آپ کے حکم کے مطابق وہ سیدھے ٹونی کلب واپس گئے۔

انہوں نے میک اپ بدل لیا تھا اور پھر وہ منشیات کے تاجر کی حیثیت سے ٹونی سے ملے اور اسے لمبے کمیشن کا لالچ دے کر انہوں نے ایکوڈار سے سودے کی بات کی۔ دس کروڑ کے سودے کا اسے بتایا۔

ٹونی نے ایکوڈار کو فون کیا اور پھر وہ حسب توقع ان دونوں کے ساتھ ایکوڈار کے اڈے کی طرف چل پڑا۔ راستے میں اسے بے ہوش کر کے یہاں لے آیا گیا" بلیک زیرو نے جواب دیا۔

" گڈ ——— اچھی کارکردگی دکھائی ہے دونوں نے۔ مجھے یقین تھا کہ ٹونی کو یہ کور کر لیں گے۔ اسی لئے ٹونی کا کام میں نے ان کے ذمہ ڈالا تھا اور میں خود اس صحافی جہانگیر کے پیچھے گیا تھا۔ کیونکہ اس نے ہی ارشد کو نوکری دلائی تھی۔ اس کا مطلب ہے کہ اس کا تعلق بھی اس معاملے میں براہ راست ہے لیکن پتہ چلا کہ جہانگیر صحافیوں کے ایک گروپ کے ساتھ مطالعاتی دورے کے لئے ملک سے باہر گیا ہوا ہے اور اس کی واپسی ایک ہفتے بعد ہو گی۔ چنانچہ میں واپس آ گیا۔ تم نے ڈاکٹر آرنلڈ کی فائل نکال لی ہے" عمران نے کہا۔

" ہاں ——— آپ کا فون ملتے ہی میں نے فائل نکال لی تھی اور نہ صرف نکال لی ہے بلکہ پڑھ بھی لی ہے۔ فائل کے مطابق تو یہ ایک جرائم پیشہ شخص ہے۔ جبکہ آپ تو کہہ رہے تھے کہ یہ کوئی سائنسدان ہے" بلیک زیرو نے کہا۔

"اسے تم بگڑا ہوا سائنسدان کہہ سکتے ہو۔ اس نے ویسٹرن کارمن کی خفیہ لیبارٹری میں زیرو ایکس ریز پر انتہائی قابل قدر کام کیا تھا لیکن پھر اچانک یہ وہاں سے فرار ہو گیا۔ اور اس کے بعد اس نے اسلحے کی سمگلنگ شروع کر دی۔ لیکن عام اسلحے کی نہیں انتہائی نازک اور حساس اسلحے کی۔ اور پوری دنیا کی انٹیلیجنس ٹیمیں اس کے تعاقب میں دوڑ پڑیں۔ لیکن یہ شخص اس قدر ہوشیار اور چالاک تھا کہ کسی کے ہاتھ نہ آیا۔

البتہ ایک بار یہ پاکیشیا آیا تو مجھے پتہ چل گیا۔ چونکہ یہاں بھی یہ اسلحے کی سمگلنگ کے چکر میں آیا تھا۔ اس لیے میں نے اسے پکڑ کر سوپر فیاض کے حوالے کر دیا۔ سوپر فیاض اس وقت انسپکٹر تھا۔ سوپر فیاض نے اصول کے مطابق فائل تیار کی۔ اس کی انگلیوں کے نشانات، شناختی نشانات، اس کے فوٹو وغیرہ۔ اور میں نے بھی بس سرسری انداز میں اس کی فائل بنا کر رکھ لی۔

یہاں اسے عمر قید کی سزا ہوئی لیکن دو تین سال بعد یہ جیل سے فرار ہو گیا۔ اور پھر آج تک اس کا پتہ نہیں چل سکا کہ یہ کہاں گیا۔ چونکہ پھر اس نے کوئی کام پاکیشیا میں نہیں کیا اس لئے میں اسے بھول گیا۔ لیکن اب اچانک اس کا نام اور فوٹو سامنے آنے پر مجھے یاد آ گیا۔"

عمران نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"لیکن عمران صاحب ——— یہ ٹونی نے یا جہانگیر نے

پھر کیوں اس کے کاغذات اڑائے ہیں۔ کیا ان کا تعلق ڈاکٹر آرنلڈ سے ہے" بلیک زیرو نے کہا۔

"یہی تو معلوم کرنا ہے کہ اتنے عرصے بعد آخر کار ان کاغذات کو انٹیلیجنس سٹور سے اڑانے کا آخر مقصد کیا ہے۔ یہی سوچا جا سکتا ہے کہ ڈاکٹر آرنلڈ دوبارہ کسی چکر میں یا تو پاکیشیا آنا چاہتا ہے یا آ چکا ہے۔" عمران نے کہا اور بلیک زیرو نے سر ہلا دیا۔

"میں اس ٹونی سے انٹرویو کر لوں۔ اس کے بعد مزید کوئی پروگرام بنائیں گے" عمران نے کہا اور اٹھ کر آپریشن روم سے نکلا اور برآمدے سے ہوتا ہوا گیسٹ روم کی طرف بڑھ گیا۔

گیسٹ روم کا دروازہ کھول کر جب وہ اندر داخل ہوا تو اس نے سامنے قالین پر ٹونی کو بے ہوش پڑے دیکھا۔

ٹونی چھریرے بدن کا نوجوان تھا۔ اس کا چہرہ بکری کی طرح لمبوترا تھا اور ٹھوڑی کی مخصوص بناوٹ بتا رہی تھی کہ وہ ذہنی طور پر انتہائی عیار اور مکار آدمی ہے۔

عمران دروازہ بند کر کے چند لمحے اسے غور سے دیکھتا رہا۔ پھر آگے بڑھ کر اس نے اس کے لباس کی تلاشی لینا شروع کر دی۔ لیکن جیبوں میں سوائے عام سامان کے اور کوئی خاص چیز موجود نہ تھی۔ عمران نے لاشعوری طور پر کسی خفیہ جیب کی تلاش کے لئے ہاتھ مارے تو اچانک وہ چونک پڑا۔ واقعی اس کی بغل کے قریب ایک خفیہ جیب موجود تھی۔

عمران نے انگلیاں اس کی جیب کے اندر ڈالیں تو دوسرے

لمحے ایک تہہ شدہ کاغذ باہر نکل آیا۔

یہ نیلے رنگ کا کاغذ تھا۔ عمران نے اسے کھولا تو بری طرح چونک پڑا۔ کیونکہ کاغذ پر ایکریمیا کی انتہائی خفیہ ریڈ سرکل ایجنسی کا مخصوص مونوگرام موجود تھا۔ اور نیچے ایک ٹیلیفون نمبر کے ساتھ ایکریمیا کا لفظ لکھا ہوا تھا۔ ٹیلیفون نمبروں کی تعداد بتا رہی تھی کہ نمبر واقعی ایکریمیا کا ہے۔

عمران نے کاغذ اپنی جیب میں رکھا اور پھر جھک کر اس نے ٹونی کی ناک اور منہ کو ہاتھوں سے بھینچ لیا۔ ٹونی کے سر پر موجود گومڑ بتا رہا تھا کہ چوہان اور صدیقی نے اس کے سر پر وار کر کے اسے بے ہوش کیا ہے۔ اس لئے ناک اور منہ بند کرنے سے وہ آسانی سے ہوش میں آسکتا تھا۔

اور واقعی چند لمحوں بعد ہی ٹونی کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھلیں اور پھر وہ کراہتا ہوا اٹھ بیٹھا اور حیرت سے ادھر ادھر دیکھنے لگا۔

" اب کیسی طبیعت ہے مسٹر ٹونی " عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور ٹونی کی نظریں عمران پر جم سی گئیں۔

دوسرے لمحے اس کی آنکھوں میں واضح طور پر چونکنے کے آثار نمایاں ہوئے اور ساتھ ہی شناسائی کی جھلک بھی۔

" عمران صاحب آپ ---- یہ میں کہاں ہوں " ٹونی نے جلدی سے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ اور عمران اس کی پہچان پر حیران رہ گیا۔ کیونکہ ذاتی طور پر وہ اسے پہلی بار

دیکھ رہا تھا۔

" تم مجھے کیسے جانتے ہو؟ " عمران نے پوچھا۔

" اوہ ---- عمران صاحب آپ سپرنٹنڈنٹ فیاض کے دوست ہیں۔ کئی سال پہلے آپ سے ایک دعوت میں ملاقات ہوئی تھی ---- لیکن میں کہاں ہوں " ٹونی نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔ اور ساتھ ہی وہ حیرت بھرے انداز میں ادھر ادھر دیکھنے لگا۔

" ہونہہ ---- اگر تم فیاض کے دوست تھے تو پھر تمہیں ڈاکٹر آرنلڈ کے کاغذات انٹیلیجنس کے سٹور سے اڑانے کے لئے اتنا لمبا چکر چلانے کی کیا ضرورت تھی۔"

عمران نے سخت لہجے میں کہا اور عمران کی بات سن کر ٹونی بے اختیار اس طرح اچھلا جیسے اس کے پیر میں اچانک بچھو نے کاٹ لیا ہو۔

" کک ---- کک ---- کیا مطلب ---- کیا کہہ رہے ہیں آپ " ٹونی نے اپنے آپ کو سنبھالنے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے کہا۔

" تمہارا آدمی ارشد ان کاغذات سمیت گرفتار ہو چکا ہے۔ وہ یہ کاغذات لے کر تمہارے کلب پہنچا تھا لیکن تم کسی لڑکی کو لے کر دفتر میں موجود تھے۔ اس طرح اسے کاغذات سمیت قابو کر لیا گیا۔ اور ہمیں یہ بھی پتہ چل گیا ہے کہ ارشد تمہارے گروہ یعنی بادشاہ گروپ کا آدمی ہے " عمران نے انتہائی

سخت لہجے میں کہا۔
"ارشد۔۔۔۔ کون ارشد۔۔۔۔ میں تو کسی ارشد کو نہیں جانتا" ٹونی نے اس بار منہ بناتے ہوئے کہا۔
"اب تم کہو گے کہ میں تو صحافی جہانگیر کو بھی نہیں جانتا جس کے ذریعے تم نے ارشد کو انٹیلیجنس کے دفتر میں نوکری دلوائی ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ تم نے خود فیاض کو کیوں نہیں کہا کیونکہ فیاض لاکھ احمق سہی لیکن اتنا عقلمند تو وہ بہرحال ہے کہ کسی مجرم گروپ کے آدمی کو اپنے دفتر میں کوئی اہم نوکری نہیں دے سکتا۔" عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔
"میں تو سمجھ ہی نہیں سکا کہ آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں۔ میں تو پوچھ رہا ہوں کہ میں کہاں ہوں اور یہاں کیسے آیا؟" ٹونی نے اس بار منہ بناتے ہوئے کہا۔
"ایکریمیا کے ریڈ سرکل میں تمہارا کیا عہدہ ہے؟" عمران نے اچانک پوچھا تو ٹونی کی حالت پہلے سے بھی زیادہ خراب ہو گئی۔ وہ حیرت سے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر عمران کو یوں دیکھ رہا تھا جیسے اس کے سامنے انسان کی بجائے کوئی بھوت ہو۔
"ریڈ۔۔۔۔ س۔۔۔۔ س۔۔۔۔ سرکل" ٹونی کے حلق سے ٹوٹ ٹوٹ کر الفاظ نکلنے لگے۔
"ہاں۔۔۔۔ ایکریمیا کی انتہائی خوفناک خفیہ ایجنسی ریڈ سرکل" عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔
"کیا تم پاگل تو نہیں ہو گئے۔۔۔۔ میں تو فیاض کی وجہ

تمہارا لحاظ کر رہا ہوں اور تم خواہ مخواہ مجھے نئے نئے چکروں میں پھنسانا چاہتے ہو۔۔۔۔ ہٹو دروازے کے سامنے سے اب یہاں ایک لمحے کے لئے نہیں رک سکتا۔" ٹونی نے سخت بپھرے ہوئے لہجے میں کہا۔ اور اب اس نے آپ کی بجائے تم کہہ کر پکارنا شروع کر دیا۔
"اس کا مطلب ہے تم اصلیت پر اتر آئے۔ تم قدرے تہذیب کا مظاہرہ کر رہے تھے۔ اس لئے میں بھی تمہارا لحاظ کر رہا تھا۔ لیکن تم نے خود ہی مجھے آپ کی بجائے تم کے لفظ سے پکار کر گھٹیا پن کا مظاہرہ کیا ہے اس لئے اب تمہارے ساتھ ایسا ہی سلوک ہو گا" عمران نے غراتے ہوئے کہا۔
"بکواس مت کرو۔۔۔۔ ہٹو سامنے سے۔۔۔۔ ورنہ میں تمہاری ہڈیاں توڑ ڈالوں گا۔۔۔۔ میں بلیک بیلٹ ہوں" ٹونی نے عمران پر رعب ڈالنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔
عمران اس کی بچگانہ سوچ پر بے اختیار ہنس پڑا۔
"ہونہہ۔۔۔۔ بلیک بیلٹ۔۔۔۔ یہ بلیک بیلٹ تو میری گلی کے بچے بھی اپنی کمروں میں باندھے پھر رہے ہیں۔ لیکن اب یہ بلیک بیلٹ تمہارے لئے پھانسی کا پھندہ بن جائے گی" عمران نے طنزیہ انداز میں کہا۔
لیکن ابھی اس کا فقرہ مکمل بھی نہیں ہوا تھا کہ یکلخت ٹونی کے جسم نے حرکت کی۔ اس نے یکلخت اچھل کر عمران کے سینے پر فلائنگ کک مارنے کی کوشش کی تھی۔ لیکن عمران اپنی جگہ

پر اطمینان سے کھڑا رہا۔

جیسے ہی ٹونی کا جسم اس کے قریب آیا۔ عمران کا ہا
حرکت میں آیا اور اس نے ٹونی کی ٹانگوں کے نیچے تھپکی د
دوسرے ہی لمحے ٹونی کا جسم فضا میں بلند ہوا اور قلابا
کھا کر نیچے گرنے لگا۔ وہ سر کے بل نیچے گر رہا تھا۔ اس
اپنے آپ کو بچانے کے لئے جسم کو جھکولا دینے کی کوشش
لیکن اسی لمحے عمران نے اچھل کر پوری قوت سے اس ک
نیچے گرتے ہوئے جسم پر پوری قوت سے لات ماری۔

عمران کی لات ٹونی کی پشت پر پڑی اور ٹونی چیختا ہوا
منہ کے بل قالین پر گرا۔ اس سے پہلے کہ وہ اٹھتا، عمر
یکلخت اچھلا اور اس کے دونوں پیر پوری قوت سے منہ ک
بل گرے ہوئے ٹونی کی کمر پر پڑے اور ٹونی کے حلق س
اس قدر خوفناک چیخ نکلی کہ کمرہ گونج اٹھا۔

عمران اچھل کر ایک طرف ہٹا اور اس نے جھک کر اس
پلٹا دیا۔

ٹونی کے منہ کے کونوں سے خون رسنے لگا تھا۔ اس
سانس بند ہو رہا تھا اور آنکھیں اوپر کو چڑھ گئی تھی۔

عمران نے جھک کر مخصوص انداز میں اس کے سینے پر
مارا تو ٹونی کا رکا ہوا سانس بحال ہو گیا۔ اور اس کی اوپر کو
چڑھی ہوئی آنکھیں بھی سیدھی ہونے لگ گئیں۔ اور اس کا م
ہوتا ہوا چہرہ بھی نارمل ہونا شروع ہو گیا تھا۔ عمران نے

ی کی گردن کی سائیڈ پر اپنے بوٹ کی ٹو رکھی اور اپنے جسم
مخصوص انداز میں گھمایا تو ٹونی کا جسم بری طرح کانپنے لگا۔
اس کا چہرہ ایک بار پھر مسخ ہونا شروع ہو گیا۔ اور
کے حلق سے گھٹی گھٹی چیخیں نکلنے لگیں۔

عمران نے اس کی ریڑھ کی ہڈی کے مہرے پہلے ہی اس
پشت پر اچھل کر بیکار کر دیئے تھے۔ اس لئے اب ٹونی کا
پوری طرح حرکت نہ کر سکتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ باوجود شدید
تکلیف کے وہ پھڑکنے کی بجائے صرف کانپ رہا تھا۔

حالانکہ عمران جانتا تھا کہ اس نے گردن کی جس رگ کو
رکھا ہے اس کی وجہ سے ٹونی جان کنی کی حالت میں ہے۔

"بولو —— سب کچھ تفصیل سے بتا دو ورنہ ....."

عمران نے لات کو ذرا سا اور مخصوص انداز میں حرکت دیتے
ئے کہا۔

"ب —— ب —— بتاتا ہوں —— ب —— ب۔ بتاتا
ں —— پ —— پ —— پانی —— پانی"۔ ٹونی کی
ز بری طرح لرز رہی تھی۔

"پانی بعد میں ملے گا۔ پہلے ساری تفصیل بتاؤ"۔ عمران نے
تے ہوئے کہا۔ اس نے دباؤ البتہ کم کر دیا تھا۔

"پ —— پ —— پانی دو —— پانی دو"۔

ٹونی کی حالت واقعی تیزی سے خراب ہوتی جا رہی تھی۔
عمران نے اس کی گردن سے پیر ہٹایا اور کمرے کے ایک

کونے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دیوار پر ایک جگہ مخصوص
میں ہاتھ مارا تو دیوار وہاں سے ہٹ گئی۔

اب وہاں ایک چھوٹی سی الماری نمودار ہو گئی تھی۔ عمرا
نے الماری کھولی اور اندر سے پانی کی ایک بوتل نکال لی۔ اس
بوتل کا ڈھکن کھولا اور بوتل لا کر فرش پر پڑے ہوئے لوٹی کے
سے لگا دی۔

لوٹی ندیدوں کی طرح پانی کے لمبے لمبے گھونٹ پینے لگا۔
پھر پوری بوتل جب اس کے حلق سے نیچے اتر گئی تو عمران نے بو
ایک طرف پھینک دی۔

لوٹی کی حالت اب خاصی سنبھل گئی تھی لیکن وہ حرکت کرنے
معذور تھا۔ اس لئے لاش کی طرح قالین پر پڑا ہوا تھا۔

"ہاں ——— اب بولو ورنہ میں اس بار لات تمہیں بتا
اور تمہاری حالت عبرتناک ہو جائے گی ——— نہ تم مر سکو
اور نہ جی سکو گے۔" عمران نے غراتے ہوئے کہا اور آگے بڑ
پیر کو لوٹی کی گردن پر رکھ کر ذرا سا دبا دیا۔

"بتاتا ہوں ——— بتاتا ہوں ——— میں ریڈ سرکل کا پا
میں زیرو ایجنٹ ہوں ——— زیرو ایجنٹ ریڈ سرکل کا سب
سے نچلا عہدہ ہے۔ میں صرف اطلاعات مہیا کرتا ہوں۔
پہلے ریڈ سرکل کے چیف باس ایس ون کا فون آیا۔ اس
مجھے حکم دیا کہ انٹیلیجنس کے سٹور میں ایک سرخ رنگ کی الما
ہے۔ اس کے اندر انتہائی خطرناک مجرموں کے کوائف ر

تے ہیں۔ وہاں سے میں نے فائل نمبر تین میں موجود کاغذات
اس طرح اڑانے ہیں کہ انٹیلیجنس کو بھی اس کی خبر نہ ہو۔ اور یہ
کام زیادہ سے زیادہ ایک ہفتے میں ہو جانا چاہیئے۔

چنانچہ میں نے اس کی ترکیب سوچنا شروع کی ہی تھی کہ ایک
روز اخبار میں مجھے ایک اشتہار نظر آیا۔ جس میں انٹیلیجنس کے
ہیڈ کوارٹر کے شناختی سٹور کے لئے ملازم کی ضرورت تھی اس
کے نیچے سپرنٹنڈنٹ فیاض کا پتہ لکھا تھا۔ لیکن میں جانتا تھا کہ
سپرنٹنڈنٹ فیاض میرے کہنے پر کسی آدمی کو نوکری نہ دے گا اور
نہ ہی سپرنٹنڈنٹ فیاض کو یہ کام سونپا جا سکتا تھا کیونکہ وہ ہم سے
بھتہ ضرور وصول کرتا ہے۔ لیکن معمولی باتوں کا۔

وہ اس قسم کے کام کی حامی نہ بھر سکتا تھا خواہ اسے کتنی
بڑی آفر ہی کیوں نہ کر دی جاتی۔ پھر ایس ون نے کہا تھا کہ
انٹیلیجنس کو بھی اس کا پتہ نہ لگے۔

چنانچہ میرے ذہن میں ایک ترکیب آ ہی گئی۔ ہمارے گروپ
میں ارشد پڑھا لکھا نوجوان تھا۔ وہ اس آسامی کے تعلیمی معیار
پر پورا اترتا تھا۔

اب صرف مسئلہ تھا سپرنٹنڈنٹ فیاض سے سفارش کرانے
کا۔ میں براہِ راست درمیان میں نہ آنا چاہتا تھا۔ اور ارشد کو
سپرنٹنڈنٹ فیاض نہ جانتا تھا۔ چنانچہ مجھے ڈیلی نیوز کے رپورٹر
جہانگیر کا خیال آ گیا۔

ایک بار اس کی ایک کمزوری میرے ہاتھ آ گئی تھی چنانچہ

میں اسے بلیک میل کر کے بڑے افسروں کے پاس سفارشں
کے لئے استعمال کرتا تھا۔

چنانچہ میں نے جہانگیر کے ذمّے یہ کام لگا اور وعدہ
کیا کہ اگر وہ میرا یہ کام کر دے تو اس کا بلیک میلنگ اسٹف
اسے واپس کر دیا جائے گا۔ اس لالچ میں آ کر اس نے حامی
بھر لی۔ پھر اس نے نجانے کیا چکر چلایا کہ ارشد کو نوکری مل گئی
ایک دو روز بعد میں نے ارشد کو اصل کام سرانجام دینے کا
حکم دیا ـــ ارشد نے وعدہ کر لیا کہ جیسے ہی اسے موقع ملا وہ یہ
کاغذات اڑا لائے گا۔"

ٹونی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"تم ایس ون کو ان کاغذات کے ملنے کی رپورٹ کیسے
دیتے" عمران نے پوچھا۔

"میں چونکہ زیرو ایجنٹ ہوں ـــ اس لئے میں براہ راست
ایس ون سے خود بات نہیں کر سکتا۔ ایس ون نے مجھے ایک
نمبر لکھا دیا تھا کہ اس نمبر پر ایک شخص آرتھر جواب دے گا۔
میں اسے زیرو ایجنٹ تھری کا کوڈ بتاؤں گا تو وہ مجھ سے کاغذات
وصول کرنے کا بندوبست کرے گا۔"

ٹونی نے جواب دیا۔

"او۔کے ـــ ابھی میں تمہیں زندہ رہنے دیتا ہوں۔
پہلے میں تمہاری بتائی ہوئی تفصیلات چیک کروں گا۔ اگر تم
نے ذرا سی غلط بیانی کی ہوئی تو پھر تمہیں موت سے کوئی

بچا سکے گا۔ ورنہ میں تمہیں ٹھیک بھی کر دوں گا اور چھوڑ بھی
دوں گا کیونکہ تم میرے معیار کے مجرم نہیں ہو" عمران نے
اس کی گردن سے ہٹاتے ہوئے کہا۔

"میں نے درست بتایا ہے ـ بالکل درست بتایا ہے"
ٹونی نے جواب دیا اور عمران سر ہلاتا ہوا واپس دروازے
کی طرف مڑ گیا۔

"کچھ معلوم ہوا؟" اس کے آپریشن روم میں داخل
ہوتے ہی بلیک زیرو نے اشتیاق آمیز لہجے میں پوچھا۔

"ہاں ـــ کچھ باتوں کا پتہ چلا ہے۔ یہ ٹونی ایکریمیا کی
سرکاری خفیہ ایجنسی ریڈ سرکل کا زیرو ایجنٹ ہے لیکن یہ معلوم
نہیں ہو سکا کہ ریڈ سرکل کو آخر ڈاکٹر آرنلڈ کے کاغذات کی کیا
ضرورت پڑ گئی ہے۔ وہ سرکاری ادارہ ہے۔ اگر انہیں ان
کاغذات کی ضرورت تھی تو وہ ایکریمیا کی انٹیلیجنس کے ذریعے
ان کاغذات کی نقول حاصل کر سکتے تھے۔ کیونکہ ان معاملات میں
ممالک آپس میں تعاون کرتے ہیں"

عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ اور پھر ٹیلیفون کا
رسیور اٹھا کر اس نے وہی نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیے
جو وہ پہلے ہی ٹونی کی جیب سے نکلنے والے کاغذ سے معلوم کر
چکا تھا۔

"یس ـــ آرتھر سپیکنگ" رابطہ قائم ہوتے ہی
دوسری طرف سے ایک غراتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"ایجنٹ زیرو تھری پاکیشیا ٹونی بول رہا ہوں جناب"
عمران نے ٹونی کی آواز اور لہجے میں جواب دیتے ہوئے [illegible]
"اوہ ــــ کیا رپورٹ ہے۔" دوسری طرف سے
چونک کر پوچھا گیا۔
"ســــ میں نے چیف باس کے بتائے ہوئے
کاغذات حاصل کر لئے ہیں اور انٹیلیجنس کو ان کی گمشدگی کا پتہ
ہی نہیں چلنے دیا۔" عمران نے ٹونی کے لہجے میں جواب دیتے
ہوئے پوچھا۔
"پوری تفصیل بتاؤ۔ ۔ یہ بے حد اہم ہے۔" دوسری
طرف سے پوچھا گیا۔
اور عمران نے ٹونی کی بتائی ہوئی تفصیل دوہرا دی۔
"اوہ ۔ ۔ ویری گڈ ۔ ۔ تم نے واقعی ذہانت سے
کام لیا ہے۔ میں چیف باس کو تمہاری سفارش کروں گا۔ [illegible]
گڈ ــ اب تم ایسا کرو کہ ان کاغذات کو اپنے کسی خاص [illegible]
کے ذریعے نیدرلینڈ بھجوا دو۔ نیدرلینڈ کے دارالحکومت [illegible]
ہوٹل البانیہ میں ایک ویٹر ہے جس کا نام بگ ہے۔ تمہارا آدمی
اس بگ سے ملے گا۔ اور اسے ریڈ سرکل کا کوڈ دہرائے گا۔
جواب میں وہ آرتھر کا نام لے گا۔ تمہارا آدمی کاغذات
اس بگ کے حوالے کر دے گا۔" آرتھر نے جواب دیا۔
"میں اسے ایکریمیا کیوں نہ بھجوا دوں آپ کے پاس"
عمران نے فوراً کہا۔

"اوہ ــــ نہیں۔ ان کی ضرورت نیدرلینڈ میں ہے۔
[illegible]کٹر آرنلڈ نے وہاں ہمارے لئے ایک اہم ترین کام سرانجام
[illegible]ہے اور اس کا اصرار ہے کہ یہ کاغذات جب تک اسے
[illegible]یں دیئے جائیں گے وہ کام نہیں کرے گا۔ بہرحال جیسے تمہیں
[illegible]یا جا رہا ہے، ویسے ہی کرو۔" آرتھر نے کہا۔
"ٹھیک ہے جناب ــــ میں آج ہی آدمی بھجوا دیتا ہوں۔"
عمران نے کہا اور دوسری طرف سے رابطہ ختم ہو گیا۔ اور
[illegible]ن نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔
"تو اس بار ریڈ ایجنسی نیدرلینڈ میں ڈاکٹر آرنلڈ سے کوئی
[illegible]م لینا چاہتی ہے ــــ ایسا کون سا کام ہو سکتا ہے؟"
عمران نے سوچنے کے سے انداز میں کہا۔
"ہو سکتا ہے ریڈ سرکل اپنے مخصوص مقاصد کے لئے وہاں
[illegible]اس اور خطرناک اسلحہ سمگل کرانا چاہتی ہو۔" بلیک زیرو نے
[illegible]ہا۔
"نہیں ــــ یہ کام ریڈ سرکل کی لائن کا نہیں ہے۔ ریڈ
[illegible]کل ایجنسی اہم ترین کاموں کے لئے بنائی گئی ہے۔ ضرور کوئی
[illegible] چکر ہو گا۔" عمران نے جواب دیا۔
"تو اب آپ کا کیا پروگرام ہے۔" بلیک زیرو نے کہا۔
"پروگرام کیا ہونا ہے ــــ میں اب ٹونی کے آدمی
[illegible]ے روپ میں جا کر اس بگ سے ملوں گا۔" عمران نے جواب دیا۔
"آپ ایسا کیوں نہیں کرتے کہ کرنل فریدی کو حالات بتا

دیں۔ وہ خود ہی سب کچھ سنبھال لے گا۔" بلیک زیرو نے
جواب دیا۔
"ہو تو سکتا ہے لیکن میں یہاں فارغ رہ رہ کر تنگ آ گیا
ہوں۔ ذرا ہاتھ پیر ہلانے کا موقع بھی مل جائے گا اور کسی
ٹھوس بات کا بھی پتہ چل جائے گا۔ تو کرنل فریدی کو بھی آسانی
رہے گی۔" عمران نے کہا۔
"اوہ ——— تو آپ نے نیدرلینڈ جانے کا پروگرام بنایا ہے
کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ آپ کی بجائے میں وہاں چلا جاؤں۔ میں
بھی یہاں دانش منزل میں فارغ بیٹھے بیٹھے تنگ آ گیا ہوں"
بلیک زیرو نے امید بھرے لہجے میں کہا۔
"بیٹھے بیٹھے تنگ آ گئے ہو تو کھڑے کھڑے پھیل جاؤ"
عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔
"جب میں نے یہ الفاظ کہے ——— تو آپ نے مذاق اڑانا شروع
کر دیا۔ ابھی آپ خود بھی تو یہی الفاظ کہہ رہے تھے" بلیک زیرو
نے کہا۔
"میں نے بیٹھے بیٹھے کے الفاظ نہیں کہے۔ بلکہ میں نے کہا
تھا کہ میں یہاں فارغ رہ رہ کر تنگ آ گیا ہوں" عمران نے
جواب دیا۔ اور بلیک زیرو مسکرا دیا۔
"ٹھیک ہے ——— واقعی آپ نے ایسا ہی کہا تھا۔ کیا
آپ پہلے سے سوچ کر الفاظ منہ سے نکالتے ہیں۔" بلیک زیرو
نے قدرے شرمندہ سے لہجے میں جواب دیا۔

"سوچ کر بولتا ہوں تبھی تو احمق کہلاتا ہوں۔ بہرحال تم دل
چھوٹا نہ کرو۔ میں وہاں سے واپس آنے کے بعد تمہیں ضرور
کہیں نہ کہیں بھیج دوں گا ——— کرنل فریدی کے ملک میں جا کر
ان کی نظروں سے چھپ کر کوئی کام کرنا تمہارے بس سے باہر ہے
ابھی وہاں جا کر نجانے کیا کیا چکر چلانے پڑیں گے" عمران
نے کہا اور بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔
"ٹھیک ہے جناب ——— واقعی میں یہ بات بھول گیا تھا
وہاں واقعی کرنل کی زیردفورس کی نظروں سے بچ کر کام کرنا
مشکل ہے۔ یہ آپ کر سکتے ہیں" بلیک زیرو نے کہا۔
"ٹونی کی ریڑھ کی ہڈی ٹوٹ چکی ہے اور اس طرح ٹوٹی ہے
کہ کسی صورت ٹھیک نہیں ہو سکتی۔ اس لئے وہ ہمیشہ کے لئے
معذور ہو چکا ہے۔ ایسی حالت میں اس کا زندہ رہنا بیکار ہے۔
تم اسے گولی مار کر پھینک دینا۔ اور لاش برقی بھٹی میں ڈال دینا
تاکہ ریڈ سرکل کو اس کی موت کی اطلاع نہ مل سکے"
عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو نے
سر ہلا دیا۔

سالی چار سو بیس ——— بھاگ گئی۔ دھوکے باز۔ اللہ
قیامت کے دن اس کا منہ بلیک کرے گا۔ تب پتہ چلے گا س
کو" قاسم نے اپنے دفتر میں داخل ہوتے ہوئے بڑبڑ
اسے نیلگرام سے واپس آئے آج چوتھا روز تھا۔ اور
دن اس نے مسلسل ڈوری کو تلاش کرتے ہوئے گزار
تھے لیکن ڈوری کا کہیں پتہ نہیں چل سکا تھا۔ اس لئے اب
اس کی شان میں قصیدے پڑھتا اپنے دفتر آگیا تھا کیونکہ
کے منیجر نے کوٹھی فون کرکے بتایا تھا کہ ایک کاروباری سو
کے لئے اس کی دفتر میں ضرورت ہے"
"باس ——— آپ نے مجھ سے کچھ فرمایا" اس
بوڑھی سی لیڈی سیکرٹری نے اس کے پیچھے دفتر میں داخ

ہوتے ہوئے کہا۔
"تم سالی ——— دفع ہو جاؤ ——— ہونہہ ——— آجاتی ہیں
لیڈی میڈی بن کر سالی بوڑھی بکریاں ——— یہ چھپکلی بیگم کو بھی
لیڈی میڈی ڈھونڈنے کے لئے بکر منڈی ہی ملتی ہے"
قاسم نے بپھرے ہوئے لہجے میں کہا اور لیڈی سیکرٹری
خاموشی سے واپس مڑ گئی۔
"ارے ——— کہاں جا رہی ہو ——— سالی تنخواہ منخواہ
نہیں لینی تم" قاسم نے اپنی مخصوص جہازی سائز کی کرسی پر
بیٹھتے ہوئے کہا۔
"باس ——— آپ نے خود ہی تو جانے کے لئے کہا ہے"
لیڈی سیکرٹری نے مڑ کر کہا۔
"ہاں ——— تمہیں تو موقع ملے۔ سالی حرام ایٹر ——— تنخواہ
لینے تو کھڑی ہو جاتی ہو۔ کہاں ہے وہ منشی نتھے خاں کی اولاد
سالے نے فون کیوں کیا تھا ——— بلاؤ اسے" قاسم نے
غصے سے دھاڑتے ہوئے کہا۔
"ابھی حاضر کرتی ہوں منیجر کو" لیڈی سیکرٹری نے جواب
دیا۔ اور تیزی سے باہر نکل گئی۔ قاسم ہمیشہ منیجر کو منشی منقر
کہتا تھا اس لئے وہ سمجھ گئی تھی کہ قاسم منیجر کو بلا رہا ہے۔
تھوڑی دیر بعد بوڑھا منیجر اندر داخل ہوا۔ اس کے
ہاتھ میں ایک سرخ رنگ کا لفافہ تھا۔
"حضور ——— یہ لفافہ ابھی ایک آدمی دے کر گیا ہے

کہہ گیا ہے کہ اس میں حضور کی ذاتی چیز ہے۔ اس لئے ا
اور کھوئی نہ کھولے ۔" منیجر نے انتہائی خوشامدانہ لہجے میں کہا۔
اور بڑے مودبانہ انداز میں لفافہ قاسم کے سامنے میز پر رکھ د
" جاتی چیز ——— ابے کیا مطلب ——— اب کیا فل فلوٹیا
لفافوں میں بند ہونے لگی ہیں" قاسم نے حیران ہو کر میز پر
رکھے ہوئے لفافے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔
" ہی ——— ہی ——— ہی ——— حضور فل فلوٹی لفافے میں
کیسے بند ہو سکتی ہے ۔" منیجر نے دانت نکالتے ہوئے کہا۔
" ابے کیوں نہیں بند ہو سکتی ——— بولو ——— سالے
جواب دو۔ اگر فل فلوٹی سے بڑا لفافہ ہو تو سالے احمق۔ تم
تم سالے منیجر ہو یا پھیٹیچر" قاسم کو غصہ آ گیا۔
" ہو سکتی ہے حضور ——— ہو سکتی ہے ۔" منیجر نے گھگیاتے
ہوئے کہا۔
" کیسے ہو سکتی ہے ——— کس میں سالے یہ جرأت مرات
ہے کہ میری جاتی فل فلوٹی کو لفافے میں بند کرے ۔ میں اس
کی ٹانگیں وانگیں نہ چیر دوں گا۔" قاسم کی ذہنی رو پلٹ گئی
" جی ——— بالکل نہیں ہو سکتی ——— کم از کم حضور کی
ذاتی فل فلوٹی تو بالکل نہیں ہو سکتی" منیجر بھی اس کا طبیعت
شناس تھا۔ اس لئے فوراً ہی اس نے اپنی بات پلٹ دی۔
" ابے کیا کہہ رہا ہے ——— سالے مالکن کو لفافے
میں بند کر رکھا ہے ۔ اوہ سالے ——— تم مجھے ڈیڈی

ے کوڑے مروانا چاہتے ہو ——— دفع ہو جاؤ ابھی اسی وقت
ٹھیک ایک بج کر چار منٹ پر دفع ہو جاؤ" قاسم نے چیختے
ہوئے کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی میں
نظریں جما دیں۔
اور منیجر واقعی اس طرح بھاگ گیا کہ جیسے ایک بج کر پانچ منٹ
پر اس کمرے میں قیامت آ جائے گی۔ اور پھر وہ قاسم کی بات بھی
سمجھ گیا تھا۔ ذاتی فل فلوٹی سے قاسم نے اپنی بیگم مراد لے لی تھی۔
ظاہر ہے ذاتی تو وہی ہو سکتی تھی۔
" ہوں ——— سالے گدار مدار" قاسم نے بڑبڑاتے ہوئے
کہا اور پھر سامنے پڑا ہوا لفافہ اٹھا کر دیکھنے لگا۔
اس پر اس کا نام لکھا ہوا تھا اور اوپر لکھا ہوا تھا انتہائی
ذاتی۔ قاسم نے پہلے تو لفافے کو اوپر روشنی کی طرف کر کے
اس کے اندر دیکھنا چاہا لیکن جب کچھ نظر نہ آیا تو اس نے اس
کی سائیڈ پھاڑ دی اور اس کا پھٹا ہوا حصہ میز کی طرف کر کے
اسے جھٹکے دینے لگا۔
دوسرے لمحے چند بڑی بڑی تصویریں نکل کر میز پر گر گئیں۔
یہ اتفاق تھا کہ ساری تصویریں الٹی گری تھیں۔
" جاتی تصویریں" ——— قاسم نے حیرت سے بڑبڑاتے
ہوئے کہا۔ اور لفافہ ایک طرف پھینک کر اس نے ہاتھ بڑھایا
اور ایک تصویر اٹھا کر سیدھی کی تھی کہ دوسرے لمحے اس کے
حلق سے زوردار چیخ نکلی اس قدر زوردار کہ جیسے اس کے

جسم سے روح نکل رہی ہو۔ اس کا چہرہ تیزی سے مسخ ہو
"کیا ہوا جناب" ——— اچانک دروازے پر کھڑے
چپڑاسی نے اس کی چیخ سن کر اندر آتے ہوئے کہا۔
"ابے دفع ہو جا سالے ——— دفع ہو جا ——— دروازہ
ایک دم کلوز" قاسم نے بری طرح بوکھلائے ہوئے انداز میں
میز پر پڑی ہوئی تصویروں پر گرتے ہوئے چیخ کر کہا۔
اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ اپنے جسم سے ان تصویروں
کو چھپا لینا چاہتا ہو۔ اور چپڑاسی نہ صرف باہر نکل گیا بلکہ اس
نے دروازہ بھی بند کر دیا تھا۔
"یا اللہ میاں ماپھی ——— توبہ ——— اوہ گاڈ ———
اللہ میاں ——— اوہ ماپھی ———" قاسم نے دوبارہ سیدھا
ہوتے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ پسینے تر ہو چکا تھا اور پورا جسم
بری طرح کانپنے لگ گیا تھا۔
اس نے جلدی جلدی ساری تصویریں سیدھی کر دی تھیں
اور پھر اس کی آنکھیں خوف سے بند ہونے لگیں۔ اور منہ
ماپھی، ماپھی کے الفاظ نکلنے لگے۔ اس کا سانس تیز تیز چلنا
شروع ہو گیا تھا۔ اسے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ میلوں
دور سے دوڑ کر آ رہا ہو۔
پھر اس نے ایک آنکھ ذرا سی کھولی اور تصویروں
دیکھنے لگا۔ دوسرے لمحے اس نے جھٹ سے آنکھ بند کر
اور اس کے منہ سے ماپھی ماپھی کے الفاظ اور زیادہ تیز

سے نکلنے لگے۔
اسی لمحے دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی اور قاسم نے
یکلخت ایک جھٹکے سے آنکھیں کھول دیں اور ایک بار پھر میز پر
اس طرح گر پڑا جیسے اس کا میز پر سونے کا ارادہ ہو۔
دروازے پر مینیجر ایک ہاتھ میں فائل اٹھائے کھڑا تھا۔
"دفع ——— سالے دفع ——— ایک دم خلاص ———
سالے دفع" قاسم نے بری طرح چیختے ہوئے کہا اور مینیجر قاسم کی
یہ حالت دیکھنے لگا اور پھر تیزی سے واپس مڑا اور باہر
نکل آیا۔
قاسم اس کے جاتے ہی سیدھا ہوا۔ اس نے اپنا منہ
دوسری طرف کیا اور اندازے سے تصویریں اکٹھی کرنے لگا۔
اور ذرا سی گردن گھما کر چور نظروں سے میز کی طرف دیکھا کہ
کوئی تصویر رہ تو نہیں گئی۔ لیکن اب میز پر کوئی تصویر پڑی
ہوئی نہ تھی۔
اس کے بعد وہ جلدی سے باتھ روم میں گیا۔ اس نے
تصویروں کو اس طرح فرش پر پھینکا جیسے اس کے ہاتھ
میں چھوت کی بیماری کے انتہائی مہلک جراثیم پکڑے ہوئے ہوں۔
پھر وہ واپس آیا اور میز کی دراز کھول کر اس نے ایک
قیمتی لائٹر نکالا اور جلدی سے باتھ روم میں آ کر دھم سے
فرش پر بیٹھ گیا اور پھر منہ پھیر کر تصویروں کو اکٹھا کرنے لگا
جب اس کی تسلی ہو گئی کہ تصویریں اکٹھی ہو گئی ہیں تو اس

نے ایک الٹی تصویر اٹھائی اور جلدی سے لائٹر جلا کر اس کے
کونے کو آگ لگا دی۔ تصویر فوراً بھڑک اٹھی۔ جب وہ پوری
طرح جل گئی تو اس نے دوسری تصویر الٹی اٹھائی اور اسے بھی
آگ لگا دی۔

اس طرح باری باری ساری تصویروں کو دوبارہ دیکھے
بغیر اس نے آگ لگا دی۔ جب سب تصویریں جل کر راکھ ہو گئیں
تو وہ اٹھ کھڑا ہوا اور پھر پیروں سے اس راکھ کو اکٹھا کر کے
اس نے گٹر میں ڈالا اور پانی کھول دیا۔

"یا اللہ ——— میری توبہ ——— میں گناہ گار نہیں ہوں۔
میرے اللہ ——— تو تو سب کچھ جانتا اور دیکھتا ہے میری تو
چھوٹی چھوٹی آنکھیں ہیں ——— یا اللہ تو دیکھ سکتا ہے کہ میں
گناہ گار نہیں ہوں"۔

قاسم نے باقاعدہ کان پکڑے اور دیوار سے ناک رگڑنی
شروع کر دی۔ اس کے چہرے پر شدید زلزلے کے آثار
تھے۔ جب اس کی تسلی ہو گئی کہ واقعی اللہ میاں نے ———
——— اسے توبہ کرتے دیکھ لیا ہے تو وہ باتھ روم کا دروازہ
کھول کر باہر نکل آیا۔ لیکن اس کا جسم ابھی تک خوف سے کانپ
رہا تھا۔ اور پھر وہ اپنی کرسی پر آ کر اس طرح ڈھیر ہو گیا جیسے
لاکھوں میل کا سفر کر کے تھک گیا ہو۔

اسی لمحے میز پر موجود اس ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی جس کا نمبر
ڈائریکٹ تھا۔ قاسم نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"بب ——— بب ——— بول رہا ہوں ——— مم ——— مم۔ میں
مجھ گناہ گار نہیں ہوں ——— اللہ میاں جی سب جانتے
ہیں ——— اللہ میاں جی سب جانتے ہیں"۔

قاسم نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس
نے اللہ میاں جی سب جانتے ہیں کی گردان شروع کر دی۔

"قاسم ——— تصویریں تم نے دیکھ لی ہیں"۔ دوسری طرف
سے ایک بھاری مگر سرد آواز سنائی دی۔

"تص ——— تص ——— تصویریں ——— کک ——— کک
کون سی تصویریں ——— یا اللہ میں بے گناہ ہوں۔ اللہ میاں
جی میں بے گناہ ہوں۔ یا اللہ مجھے دوزخ میں نہ ڈالنا۔ قاسم کی
ذہنی رو دوزخ کی طرف بہک گئی۔ آواز کے ساتھ ساتھ اس کا
جسم بھی دوزخ کے خوف سے کانپنے لگ گیا۔

"کیا خیال ہے ——— اگر یہ تصویریں تمہاری بیگم اور تمہارے
باپ سر عاصم کو بھیج دی جائیں"۔ دوسری طرف سے انتہائی سخت
لہجے میں کہا گیا۔

"کک ——— کک ——— کیا کہہ رہے ہو"۔ قاسم کے ہاتھ
سے بے اختیار رسیور گر گیا۔ اس کی چھوٹی چھوٹی آنکھیں خوف
سے پھٹ گئیں۔ اس کی حالت سے ایسے معلوم ہو رہا تھا جیسے
ابھی اس کا دل بند ہو جائے گا۔

"سنو ——— اگر تم ہمارا کہا مانو تو ہم ایسا نہیں کریں گے
ورنہ یہ تصویریں نہ صرف تمہاری بیگم تمہارے باپ بلکہ پورے

شہر میں تقسیم کر دی جائیں گی۔"

میز پر پڑے ہوئے ریسیور سے اونچی آواز سنائی دی اور قاسم نے جھپٹ کر ریسیور اٹھا لیا۔

"مم ــــ مم ــــ میں وعدہ کرتا ہوں کہ تمہارا حکم مانوں گا۔ بالکل مانوں گا ــــ سچی مانوں گا۔ خدا کے لئے عجب وجب نہ کرنا ــــ مم ــــ مم ــــ میں سوچ لوں" قاسم نے جلدی سے ریسیور اٹھاتے ہوئے رو دینے والے لہجے میں کہا

"سوچ لو" دوسری طرف سے کہا گیا۔

"میں نے سوچ موچ لیا بلکہ میرے باپ دادا نے سوچ موچ لیا۔ تم حکم بتاؤ میں ابھی سالے چپڑاسی کو بھیجتا ہوں" قاسم نے جلدی جلدی کہنا شروع کر دیا۔

"یہ حکم تم نے ماننا ہے ــــ سنو ــــ تم اپنے انکل ڈاکٹر جابر کو جانتے ہو" دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہاں ــــ میں جانتا ہوں ــــ کیا انکل زابر نے تصویریں بنائی ہیں" قاسم نے کھولتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ارے نہیں ــــ انہیں تو معلوم ہی نہیں ہے۔ انکل جابر جہاں کام کرتے ہیں، وہاں سے ہم نے ایک چیز حاصل کرنی ہیں۔ اس طرح کہ کسی کو حتیٰ کہ انکل جابر کو بھی پتہ نہ چلے اور سنو اس چیز کے متعلق تفصیل تمہیں ڈوری بتائے گی" دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

"ڈ ڈ ــــ ڈڈ ــــ ڈوری" قاسم نے ریسیور رکھ کر

ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے کہا۔ ڈوری کا نام سنتے ہی اس کے ذہن سے تصویروں کا خوف یکلخت دور ہو گیا تھا۔

"تو یہ ڈوری تھی ــــ مم ــــ مگر میں نے تو گناہ نہیں کیا اور پھر یہ تصویریں ــــ اوہ سالے کیمرہ چکر۔ اوہ۔ اوہ" قاسم کا ذہن یکلخت کیمرہ ٹرک کی طرف گھوم گیا۔ کیونکہ ایک بار کیپٹن حمید نے اسے بتایا تھا کہ کس طرح مجرم کیمرہ ٹرک کے ذریعے ایسی ایسی تصویریں بنا لیتے ہیں کہ آدمی دیکھ کر ہی دہشت زدہ ہو جاتا ہے۔

"حضور ــــ مس ڈوری آئی ہیں" اچانک چپڑاسی نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"اتنی جلدی آ گئی ہیں ــــ لے آؤ سالی کو" قاسم نے دھاڑتے ہوئے کہا اور چپڑاسی جلدی سے باہر نکل گیا۔

"ہیلو ــــ مائی ڈیر قاسم دی گریٹ" چند لمحوں میں ڈوری کی آواز دروازے سے سنائی دی۔

"آؤ ــــ آؤ ــــ آگے آؤ۔ سالی گدار مدار بے گناہ کو اللہ میاں سے سجا دلواتی ہے۔ آؤ۔ آؤ" قاسم نے کھا جانے والے لہجے میں کہا۔

وہ اس طرح ڈوری کو بلا رہا تھا جیسے کوئی استاد شرارتی بچے کو چمکار کر بلاتا ہے تاکہ اسے سزا دی جا سکے۔

"کیا مطلب ــــ کیا کہہ رہے ہو" ڈوری نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"بولو ---- میں نے سالی تیرے ساتھ منہ کالا نیلا کیا؟
بولو ---- منہ سے پھوٹو ورنہ لوٹو" قاسم نے دھاڑتے ہوئے
کہا۔ اس کا خوف اب غصے میں تبدیل ہو چکا تھا۔

"تم شاید پاگل ہو چکے ہو ---- میں جا رہی ہوں اور سنو
اب یہ تصویریں تمہاری بیگم کے پاس پہنچ جائیں گی" ڈوری
نے اس بار کرخت لہجے میں کہا اور بجائے آگے آنے کے تیزی
سے مڑ کر باہر نکل گئی۔

"ارے ---- ارے سنو تو ---- ارے میں پاگل، میرا
باپ پاگل ---- ارے سنو تو" قاسم نے زور سے چیختے ہوئے
کہا۔

اس نے اٹھ کر دوڑنے اور ڈوری کو پکڑنے کا انداز ضرور
اپنایا تھا لیکن ظاہر ہے نہ وہ اس قدر تیزی سے حرکت کر سکتا تھا
اور نہ بھاگ سکتا تھا۔ اس لئے وہیں کرسی پر بیٹھا چیختا رہا۔

"حضور ---- حضور" چپڑاسی قاسم کی چیخیں سن کر اندر آ گیا
تھا۔

"حجور کی اولاد ---- وہ ڈوری ووری سالی کو بلا لا۔ جلدی
کر اب بھاگ۔" قاسم نے دھاڑتے ہوئے کہا۔

"وہ تو چلی گئیں حضور ---- باہر چلی گئیں" چپڑاسی نے جواب
دیا اور قاسم نے بے اختیار سر میز پہ رکھ دیا۔ وہ بری طرح
ہانپنے لگا تھا۔ اسے اپنے جسم پر سر عاصم کے پڑتے ہوئے کوڑے
نہ صرف صاف دکھائی دے رہے تھے بلکہ تکلیف بھی محسوس

ہونے لگ گئی تھی۔ اور اس کے منہ سے ہائے ہائے نکلنے لگ
گئی تھی۔

"حضور ---- کیا ہوا ---- کیا ہوا" اچانک منیجر کی چیختی
ہوئی آواز سنائی دی۔ شاید چپڑاسی منیجر کو بلا لایا تھا۔

"مم ---- مم ---- میں بے گناہ ہوں ڈیڈی ---- اللہ قسم
بالکل بے گناہ ہوں ---- یہ کیمرہ چکر ہے ڈیڈی ---- ہائے
ہائے" قاسم نے اسی طرح میز پہ سر رکھے بری طرح روتے ہوئے
کہا۔

"قاسم صاحب ---- قاسم صاحب" منیجر نے جلدی سے
آگے بڑھ کر قاسم کا بازو جھنجھوڑنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"آں ---- آں ---- کیا ہے ---- آں" قاسم نے
چونک کر اس طرح آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔ جیسے وہ نیند سے
جاگا ہو۔

"اوہ ---- آپ کی طبیعت بے حد خراب ہے ---- میں
ڈاکٹر کو بلاتا ہوں" منیجر نے بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا۔

"ڈوری کو بلا دو ---- تمہارے بچے جئیں ---- ورنہ
وہ تصویریں بیگم کو دے دے گی ---- یا اللہ میں کس
عذاب میں پھنس گیا۔ میری توبہ۔ پھر میں فل فلوٹی کا نام بھی نہ
لوں گا" قاسم نے ہچکیاں لے کر باقاعدہ رونا شروع کر دیا۔

"ڈوری ---- کون ڈوری حضور ---- ڈورتھی تو تھی حضور
لیڈی سیکرٹری، وہ تو چھوڑ گئی ہے۔" منیجر نے حیران ہوتے

ہوئے کہا۔

" ابے گدھے کی دُم ——— میں ڈوری کی بات کر رہا ہوں
تم اس بڈھی ڈورتھی کا رونا رو رہے ہو" قاسم روتے روتے
یکلخت غصے میں آگیا۔

" حضور ——— ویسے یہ مس صاحبہ جو ابھی آئی تھیں، بالکل
بالکل وہی ڈورتھی لگتی تھی۔ صرف یہ جوان تھی وہ بوڑھی تھی"
چپڑاسی نے دانت نکالتے ہوئے کہا۔

" اچھا ——— تو یہ بات ہے۔ یہ ڈورتھی اس نامراد بڈھی
ڈورتھی کی بیٹی ہے ——— اوہ ——— سیاہ میلنگ ——— اوہ۔
اوہ" قاسم کی دماغی رو یکلخت پلٹ گئی۔ اس کا چہرہ اب غصے
سے پھڑکنے لگا۔

اسی لمحے میز پر پڑے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔ منیجر
نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھانا چاہا۔ لیکن قاسم نے دھاڑتے
ہوئے منیجر کو روک دیا۔

" ابے رک جا ——— سالے دکھتا نہیں۔ یہ سالا پرائیویٹ
پرائیویٹ فون ہے۔ سالے ——— گدھے ——— پھٹیچر" قاسم
غصے سے اُبل پڑا۔ اور ساتھ ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا
لیا۔

" ہیلو ——— " قاسم غصے سے دہاڑا۔

" یس ڈوری بول رہی ہوں" دوسری طرف سے ڈوری کی
کرخت آواز سنائی دی۔

" اچھا ——— اب فون پر بولنے لگی ہے سالی سیاہ میلنگ
اولاد۔ تخم حرام" قاسم غصے سے دہاڑا۔

" شٹ اپ ——— تمہارا دماغ میرے کنٹرول میں ہے۔
ہاں" ڈوری نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔ اور قاسم کے
جسم کو یکلخت جھٹکا لگا۔

اور ساتھ ہی اس کے چہرے کے تاثرات بدل گئے۔ اب
سہما ہوا نظر آنے لگ گیا تھا۔

" ہاں ——— " اس نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

" تم میرا حکم مانو گے ——— بولو ہاں" ڈوری نے انتہائی
سخت لہجے میں کہا۔

" ہاں ——— " قاسم نے یتیموں جیسے لہجے میں جواب دیتے
ہوئے کہا۔

" تو سنو قاسم ——— تم عاصم ٹیکسٹائل ملز کے خصوصی شعبے
میں جاؤ گے جہاں ڈاکٹر جابر کام کرتے ہیں۔ اور تم اپنے ساتھ
ایک آدمی ڈاکٹر آرنلڈ کو لے جاؤ گے اور ڈاکٹر جابر سے اس کا
تعارف اپنے دوست کے طور پر کراؤ گے اور پھر وہاں ڈاکٹر
آرنلڈ تمہارے دماغ کو کنٹرول کرے گا۔ وہ جس چیز کے ساتھ سرخ
لفظ کہے گا۔ تم نے وہ چیز ضرور حاصل کرنی ہے۔ بولو ہاں"
ڈوری نے تیز لہجے میں کہا۔

" ہاں ——— " قاسم نے مردہ سے لہجے میں جواب دیا۔

" اگر تم نے حکم نہ مانا تو یہ تصویریں تمہارے باپ اور بیگم

تک پہنچا دی جائیں گی" ڈوری نے کہا۔

"مم ــــ مم ــــ میں وعدہ کرتا ہوں۔ تمہارا کیا تمہارے بچوں کا تمہارے سالے حرام زادے باپ کا، تمہاری سالی اس بڑھیا نامراد بڑھیا ماں کا بھی حکم مانوں گا" قاسم نے روتے ہوئے کہا۔

"گڈ ــــ آج شام چار بجے ڈاکٹر آرنلڈ ہوٹل البانیہ میں تم سے ملے گا۔ وہ تم سے کہے گا سرخ اور تم اس کو ساتھ لے کر جاؤ گے۔ جیسے تمہیں حکم دیا گیا ہے۔ چار بجے تمہیں ہوٹل البانیہ میں موجود ہونا چاہیئے۔ بولو ہاں" ڈوری نے کہا۔

"ہاں ــــ ہاں ــــ ہاں ــــ" قاسم نے ایک کی بجائے تین بار کہا اور اس کے ساتھ ہی دوسری طرف سے رابطہ ختم ہو گیا اور قاسم نے مردہ ہاتھوں سے رسیور رکھ دیا۔ ملیجر اور جیمز اس کے فون اٹھاتے ہی واپس چلے گئے تھے کیونکہ وہ قاسم کی عادت جانتے تھے۔ جب وہ پرائیویٹ کا لفظ کہہ دیتا تو پھر انسان تو انسان مکھی کی موجودگی بھی برداشت نہ کرتا تھا۔

"سالے بلیک میلر ــــ اوہ کاش ڈیڈی کے پاس کوڑا نہ ہوتا" قاسم نے بری طرح ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

عمران نے بالکل مختلف قسم کا میک اپ کیا ہوا تھا اور وہ ایکریمیا سے آیا بھی سمگلروں کی ایک لانچ کے ذریعے تھا۔ تاکہ فریدی کی زیرو فورس کی نظروں سے بچ کر نیدر لینڈ میں داخل ہو سکے۔

اسے معلوم تھا کہ ایئر پورٹ پر زیرو فورس کے ایجنٹ ملک میں داخل ہونے والے تمام افراد کی کڑی نگرانی کرتے ہیں۔ اس وقت وہ ایک عام سے بدمعاش کے میک اپ میں تھا جس کی پیشانی پر ایک زخم کا نشان موجود تھا۔ جسم پر چست لباس اور گلے میں نیلے رنگ کا رومال اس نے اس طرح باندھا ہوا تھا جیسے عام طور پر غنڈے باندھتے ہیں۔

ڈاکٹر آرنلڈ سے متعلق کاغذات اس کی جیب میں تھے۔

ساحل سمندر سے اس نے ٹیکسی پکڑی اور پھر مختلف جگہو
پہ اترتا، پھر ٹیکسی پکڑتا، نگرانی کو اچھی طرح چیک کرتا، وہ
آخر کار ہوٹل البانیہ پہنچ گیا۔

ہوٹل میں داخل ہوتے وقت اسے پوری تسلی تھی کہ کسی
نے اس کی نگرانی نہیں کی۔

ہوٹل کے شاندار ہال میں اسے داخل ہونے سے روک دیا
گیا۔ کیونکہ اس ہوٹل کے ہال میں صرف وہ اشخاص داخل ہو
سکتے تھے جنہوں نے تھری پیس سوٹ پہنا ہوا ہو اور باقاعدہ
ٹائی باندھی ہوئی ہو۔ کوئی اور موقع ہوتا تو دربان کی یقیناً شامت
آجاتی لیکن عمران اب اتنا احمق نہ تھا کہ دربان کو زیر کر کے
یہاں موجود زیرو فورس کے ایجنٹوں کے سامنے اپنی شناخت
ظاہر کر دیتا۔

اسے زیرو فورس کی کارکردگی کا اچھی طرح علم تھا۔ پورا
دارالحکومت میں ان کا جال پھیلا ہوا تھا۔

"میں نے ویٹر نگ سے ملنا ہے بھائی۔ اُسے بلوا دو"
عمران نے نرم لہجے میں کہا۔

"نگ ـــــ اوہ ـــــ پھر پچھلی طرف چلے جاؤ۔ وہاں
ویٹر ہال ہے۔ وہ وہاں ملے گا۔ وہ آج کل ویٹرز کا انچارج
ہے" دربان نے جواب دیا۔

اور عمران سر ہلاتا ہوا واپس مڑا اور ہوٹل کے عقبی حصے
آگیا۔ یہاں ایک دروازے پہ ویٹرز ہال کی تختی موجود تھی۔

عمران دروازہ کھول کر اندر آگیا۔ یہ واقعی ایک بڑا ہال تھا۔
ہاں بے شمار الماریاں موجود تھیں۔ درمیان میں ایک لمبی
ی میز تھی جس کے گرد کرسیاں موجود تھیں۔ کچھ ویٹرز یونیفارمز
دیل کر رہے تھے۔ کچھ کرسیوں پہ بیٹھے کھانے پینے اور گپیں
نے میں مصروف تھے۔

عمران کو دیکھ کر ایک سفید بالوں والا ویٹر تیزی سے اس
ے قریب آیا۔

"آپ کون ہیں ـــ یہ صرف ویٹرز کے لئے مخصوص
ہے" اس نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔

"مجھے نگ سے ملنا ہے" عمران نے اسے غور سے دیکھتے
ئے کہا۔

"نگ سے ـــ کہاں سے آئے ہو" اس سفید بالوں
لے ویٹر نے چونک کر عمران کو سر سے پیر تک دیکھتے ہوئے کہا۔

"پاکیشیا سے" عمران نے دھیرے سے کہا۔

"اوہ ـ اوہ ـ اچھا ـ اچھا ـ میرا نام نگ ہے
آؤ" اس سفید بالوں والے نے جلدی سے کہا۔ اور عمران
ہاتھ پکڑ کر جلدی سے ایک ملحقہ دروازے کی طرف بڑھ گیا۔
یک چھوٹا سا کمرہ تھا جس میں ایک چھوٹی میز اور چار کرسیاں
ی تھیں۔

"ہاں ـــ اب بولو ـــ کیا بات ہے" نگ نے دروازے
و اندر سے بند کرتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔

"ریڈ سرکل" عمران نے دھیرے سے کہا۔

"اوہ۔۔۔ یس۔۔۔ آرتھر" کاغذات نکالو" بگ نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"کاغذات موجود ہیں لیکن آرتھر کا حکم ہے کہ میں خود یہ کاغذات ڈاکٹر آرنلڈ کے حوالے کروں پہلے اس نے یہی حکم دیا تھا کہ یہ کاغذات تمہارے حوالے کر دیئے جائیں لیکن پھر اس نے یہ حکم تبدیل کر دیا۔" عمران نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔

"لیکن مجھے تو اس حکم کی تبدیلی کی کوئی اطلاع نہیں ہے" بگ نے ہونٹ کاٹتے ہوئے جواب دیا۔

"تم باس سے بات کر لو" عمران نے بے نیازی سے جواب دیا۔

"اور اگر میں انکار کر دوں تب" بگ نے ہونٹ کاٹتے ہوئے پوچھا۔

"کس بات سے انکار" عمران نے چونک کر پوچھا۔

"تمہیں آرنلڈ سے ملوانے سے" بگ نے کہا۔

"تو کیا ہوا۔۔۔ میں واپس چلا جاؤں گا، تم جانو تمہارا باس" عمران نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔

"اچھا۔۔۔ ٹھیک ہے۔۔۔ میں معلوم کرتا ہوں کہ آرنلڈ اپنے کمرے میں ہے یا نہیں۔ لیکن تم اسے صرف کاغذات دو گے، کوئی بات نہیں کرو گے" بگ نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"مجھے کیا ضرورت ہے بات کرنے کی۔ میں نے تو صرف حکم کی تعمیل کرنی ہے اور بس" عمران نے جواب دیا۔

بگ نے میز پر رکھے ہوئے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور ایک نمبر ٹریس کر دیا۔

"یس"۔۔۔ دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"بگ بول رہا ہوں ٹیری۔۔۔ ڈاکٹر آرنلڈ اپنے کمرے میں ہے" بگ نے پوچھا۔

"وہ جناب ابھی نیچے ہال میں چلے گئے ہیں" دوسری طرف سے کہا گیا اور بگ نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

"آؤ میرے ساتھ"۔۔۔ بگ نے کہا اور دوسرے ہی لمحے وہ ٹھٹھک کر رک گیا۔

"اوہ۔۔۔ تمہارا لباس ٹھیک نہیں۔۔۔ سپروائزر تمہیں دیکھتے ہی باہر نکال دے گا۔ تم یہیں رکو میں تمہارے لئے مناسب لباس لے آتا ہوں" بگ نے کہا اور عمران کے سر ہلانے پر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا باہر نکل گیا۔

عمران مسکراتا ہوا کرسی پر بیٹھ گیا۔ تقریباً دس منٹ بعد بگ دوبارہ اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ایک لفافہ تھا وہ شاید نیا سوٹ لے آیا تھا۔

"یہ پہن لو اور باہر آ جاؤ" بگ نے لفافہ میز پر رکھتے ہوئے کہا اور خود دوبارہ کمرے سے باہر نکل گیا۔

عمران نے لفافہ کھولا تو واقعی اس میں ایک تھری پیس

سوٹ موجود تھا۔ ساتھ ٹائی بھی تھی۔
عمران نے اپنا لباس اتارا اور سوٹ پہن لیا۔ نگ کی نظر واقعی تیز تھی۔ سوٹ عمران کو بالکل فٹ آیا تھا۔ ٹائی باندھ کر عمران نے اپنے لباس کی جیبوں سے سامان نکالا اور نئے سوٹ کی جیبوں میں رکھ لیا۔ اور پھر۔۔۔ وہ دروازہ کھول کر باہر آگیا۔

" گڈ۔۔۔۔ سوٹ میں تو تم خاصے وجیہہ نظر آرہے ہو " نگ نے تحسین بھری نظروں سے عمران کو دیکھتے ہوئے کہا

" ایک دم مصیبت ہے یہ پھندہ۔ میری تو گردن دبی جا رہی ہے " عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا وہ نگ پر یہی ظاہر کرنا چاہتا تھا کہ وہ ٹائی باندھنے کا عادی نہیں ہے۔

" بس تھوڑی سی تکلیف اور برداشت کر لو۔ تم ایسا کرو مین گیٹ سے اندر آؤ اور اندر آکر کسی خالی کرسی پر بیٹھ جانا میں موقع محل دیکھ کر تمہیں مزید ہدایات دوں گا " نگ نے اس کے ساتھ ویٹرز ہال سے باہر آتے ہوئے کہا۔

اور عمران سر ہلاتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ عقبی طرف سے گھوم کر وہ سامنے کے رخ پر آیا اور پھر مین گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا

اس بار دربان نے بجائے اسے روکنے کے سلام کیا اور دروازہ کھول دیا۔ عمران اندر داخل ہو گیا۔ لیکن اس نے دربان کی آنکھوں میں حیرت کے تاثرات دیکھ لئے تھے۔ شاید

اس نے عمران کو پہچان لیا تھا کہ یہ وہی شخص ہے جو پہلے غنڈوں کے لباس میں آیا تھا۔ اور اس نے اسے اندر جانے سے روک دیا تھا۔

عمران جیسے ہی ہال میں داخل ہوا، ایک سپروائزر تیزی سے اس کی طرف بڑھا۔

" آپ کے پاس ریزرویشن ہے جناب " سپروائزر کا لہجہ مودبانہ تھا لیکن اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات تھے شاید ایسا عمران کے چہرے کے میک اپ کی وجہ سے تھا کیونکہ شکل سے نہ وہ معزز آدمی نظر آرہا تھا اور نہ ہی وہ شریف

" ریزرویشن۔۔۔ نہیں۔۔۔ ریزرویشن تو نہیں ہے " عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" او۔ کے۔۔۔ پھر آپ ادھر تشریف لائیں " سپروائزر نے دائیں طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ اور عمران نے سر ہلا دیا۔ اور پھر دائیں طرف بڑھتا چلا گیا۔

ادھر خاصی کرسیاں خالی تھیں۔ عمران ایک کرسی پر بیٹھا ہی تھا کہ ایک ویٹر پہنچ گیا۔

" آرڈر پلیز۔۔۔ " ویٹر نے کہا۔

" سادہ پانی کا ایک گلاس۔ " عمران اپنے آپ کو روک نہ سکا۔

" جج ۔۔۔ جی۔۔۔ کیا " ویٹر نے بوکھلا کر کہا۔

" ایک گلاس پانی اور ایک بوتل کوک۔ باقی آرڈر بعد میں۔

دراصل مجھے ڈاکٹر نے قسطوں میں کھانے پینے کے لئے
کہا ہوا ہے" عمران نے جلدی سے بات کو سنبھالتے
ہوئے کہا۔
"اوہ .... یس سر" ویٹر نے اس طرح سر ہلا
جیسے وہ اب اس کی بات سمجھا ہو۔ اور پھر تیزی سے واپس
مڑ گیا۔
عمران تیز نظروں سے ہال میں بیٹھے ہوئے افراد کا جائزہ
لے رہا تھا لیکن اسے ہال میں ڈاکٹر آرنلڈ نظر نہ آ رہا
تھا۔ گو اسے معلوم تھا کہ ڈاکٹر آرنلڈ یقیناً میک اپ میں ہو گا
لیکن پھر بھی عمران کو یقین تھا کہ وہ میک اپ میں اسے
پہچان لے گا۔
لیکن بغور دیکھنے کے باوجود اسے ایسا کوئی آدمی نظر
آیا جسے وہ یقین سے ڈاکٹر آرنلڈ کہہ سکتا۔
ویٹر پانی اور بوتل رکھ گیا تھا اور عمران نے پانی بھی
پی لیا تھا اور بوتل بھی تقریباً ختم ہونے والی تھی لیکن وہ
ٹگ نظر نہ آیا تھا۔
"کہیں وہ واقعی آرتھر سے بات کرنے نہ چلا گیا ہو"
عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا لیکن دوسرے لمحے وہ
چونک پڑا۔ اس نے ہال کے دائیں طرف سے ٹگ کو اندر داخل
ہوتے دیکھا۔ وہ ادھر ادھر یوں دیکھ رہا تھا۔ جیسے کسی کو تلاش
کر رہا ہو۔ اور پھر اس کی نظریں، جیسے ہی عمران سے

جا ئیں" ٹگ نے اثبات میں سر ہلا دیا اور اسے وہیں بیٹھے
رہنے کا اشارہ کر کے وہ تیزی سے ہال کے ایک اور حصے کی
طرف بڑھ گیا۔
عمران کی نظریں اس کا تعاقب کر رہی تھیں اور پھر اس نے
ایک میز پر اکیلے بیٹھے آدمی کے پاس جا کر اسے جھکتے دیکھا۔
اس آدمی کی سائیڈ عمران کی طرف تھی۔ وہ آدمی ٹگ کی
بات سن کر عمران کی طرف مڑا تو عمران نے طویل سانس لیا۔
اب اس نے پہچان لیا تھا۔ وہ واقعی ڈاکٹر آرنلڈ تھا۔ گو
اس نے میک اپ کیا ہوا تھا لیکن اس کے ایک کان کی کٹی
ہوئی لو کی مخصوص نشانی صاف دکھائی دے رہی تھی۔
ڈاکٹر آرنلڈ اٹھ کھڑا ہوا اور پھر وہ ٹگ کے پیچھے چلتا ہوا
عمران کی میز کی طرف آنے لگا
عمران دل ہی دل میں اس بات پر حیران ہو رہا تھا کہ
ڈاکٹر آرنلڈ خود چل کر آ رہا ہے۔ حالانکہ اس کا خیال تھا کہ اسے
اس کے پاس چل کر جانا پڑے گا۔
"یہ ڈاکٹر آرنلڈ ہیں اور یہ ....." ٹگ نے قریب آکر تعارف
کراتے ہوئے کہا۔ لیکن ظاہر ہے وہ عمران کا نام نہ جانتا تھا
اس لئے یہ کہہ کر خاموش ہو گیا۔
"میرا نام حاتم ہے" عمران نے اٹھ کر اپنا نام بتاتے
ہوئے کہا۔
"تم کاغذات لے آئے ہو" ڈاکٹر آرنلڈ نے غور سے

عمران کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"جی ہاں ——— لیکن اس بات کی کیا گارنٹی ہے کہ آپ واقعی آرنلڈ ہیں"۔ عمران نے خشک لہجے میں کہا۔

"بگ اسے گارنٹی دو"۔ ڈاکٹر آرنلڈ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"مسٹر حاتم ——— تم بے فکر ہو کر کاغذات دے دو۔ یہ ڈاکٹر آرنلڈ ہیں"۔ بگ جو قریب تھا جلدی سے بول اٹھا۔

"اوکے ——— تشریف رکھیے"۔ عمران نے کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ اور ڈاکٹر آرنلڈ خاموشی سے سامنے پڑی خالی کرسی پر بیٹھ گیا۔

عمران نے جیب سے وہی لفافہ نکالا جس میں ڈاکٹر آرنلڈ کے اصل کاغذات تھے اور پھر اس نے لفافہ ڈاکٹر آرنلڈ کی طرف بڑھا دیا۔

ڈاکٹر آرنلڈ نے بڑی بے تابی سے کاغذات لفافے سے باہر نکالے، دوسرے لمحے اس کا چہرہ مسرت سے کھل اٹھا۔

"اوہ ——— اوہ ——— بالکل ٹھیک ——— تھینک یو"۔ ڈاکٹر آرنلڈ نے مسرت سے بھرپور لہجے میں کہا اور پھر اس نے کاغذات دوبارہ لفافے میں رکھے اور لفافہ اپنی جیب میں رکھ کر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

"میں اپنے کمرے میں جا رہا ہوں ——— اپنے باس سے کہہ دینا کہ اب میں کام کے لئے پوری طرح تیار ہوں وہ

قاسم آئے تو اسے میرے کمرے میں لے آنا"۔ ڈاکٹر آرنلڈ نے قریب کھڑے بگ سے مخاطب ہو کر کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا لفٹ کی طرف بڑھ گیا۔

"ٹھیک ہے جناب"۔ بگ نے مطمئن انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"یہ موٹا قاسم کون ہے"۔ عمران نے بگ سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"خاموش رہو ——— تمہارا ان معاملات سے کوئی تعلق نہیں ——— بس اب تم جا سکتے ہو"۔ بگ نے اس بار انتہائی سخت لہجے میں کہا اور خود واپس اس راہداری کی طرف بڑھ گیا جدھر سے آیا تھا۔

"قاسم اور ڈاکٹر آرنلڈ ——— اوہ۔ یہ قاسم یقیناً میرا جاد ہوگا۔ یہ بدمعاش اسے لوٹنے کے چکر میں ہوں گے"۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے قریب موجود ویٹر کو بلایا۔

"جی صاحب"۔ ویٹر نے قریب آ کر کہا۔

عمران نے جیب سے ایک نوٹ نکال کر ویٹر کی مٹھی میں دیتے ہوئے کہا۔

"یہ صاحب جو ابھی میرے پاس بیٹھے تھے، کون سے کمرے میں رہائش پذیر ہیں"۔ عمران نے پوچھا۔

"اوہ ——— یہ ڈاکٹر ریگی ——— یہ تیسری منزل کے کمرہ

بارہ میں ہیں۔" ویٹر نے جلدی سے نوٹ اپنی یونیفارم کے کوٹ
میں ڈالتے ہوئے کہا اور عمران سر ہلاتے ہوئے اٹھ کھڑا
اس نے ایک اور چھوٹا نوٹ نکال کر بوتل کے بدلے
ویٹر کو دیا اور تیزی سے قدم اٹھاتا بیرونی گیٹ کی طرف بڑھتا
چلا گیا۔

گیٹ سے باہر آکر وہ ہوٹل کے آوٹ گیٹ سے باہر نکلا
اور تیز تیز قدم اٹھاتا ایک ڈیپارٹمنٹل سٹور کی طرف بڑھ گیا۔
اس نے وہاں سے ایک اور سوٹ خریدا اور عارضی میک اپ
کا سامان خرید کر وہ سٹور کے باتھ روم میں گھس گیا۔

وہاں لباس بدل کر اس نے میک اپ کیا اور پہنے ہوئے
سوٹ کو شاپنگ بیگ میں ڈال کر وہ باہر آگیا۔

اب نہ صرف اس کا لباس بدل گیا تھا بلکہ چہرہ بھی یکسر بدلا
ہوا تھا۔ سوٹ والا لفافہ اس نے ایک سائیڈ پہ رکھے ہوئے
بڑے سے ڈسٹ ڈرم میں پھینک دیا۔ اور خود تیز تیز قدم
اٹھاتا سٹور سے باہر نکل آیا۔

اب وہ دوبارہ ہوٹل کی طرف بڑھ رہا تھا ابھی وہ ہوٹل
کے مین گیٹ کے پاس ہی پہنچا تھا کہ اس نے قاسم کی بجری
نما کار پارکنگ کی طرف بڑھتی ہوئی دیکھ لی۔

وہ گیٹ کی طرف جانے کی بجائے تیزی سے پارکنگ کی
طرف بڑھ گیا۔ اب اس کے ذہن میں ایک اور ہی کھچڑی پکنا
شروع ہو گئی تھی۔ قاسم کار سے اتر ہی رہا تھا کہ عمران اس کے

قریب پہنچ گیا۔

"آخاہ — جناب سیٹھ قاسم صاحب — واہ کیا
قسمت ہے — سیٹھ قاسم سے ملاقات ہو گئی۔" عمران
نے قریب جاکر بڑے تپاک بھرے لہجے میں کہا۔

"کک — کک — کون ہو تم — تمہارا چوکھٹا تو
اجنبی ہے۔" قاسم نے حیرت بھرے لہجے میں عمران کو بغور دیکھتے
ہوئے کہا۔

"چوکھٹے سے کیا ہوتا ہے سیٹھ قاسم — فل فلوٹی بھی تو
ہو گی — بالکل نئی نکور۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"فل فلوٹی — توبہ — توبہ — ابے بھاگ یہاں
سے۔ سالے پہلے ہی اس فل فلوٹی نے مجھے دوزخ کے کنارے
پہنچا دیا ہے۔ سالے اب تو آگیا ہے اپنا حرام جم کھٹا لے کر۔"
قاسم تو ہتھے سے ہی اکھڑ گیا۔

"کنارے — ارے - ارے۔ تم فکر نہ کرو میں تمہیں
جنت کے کنارے بٹھا دوں گا۔ اللہ میاں سے جنت کا ٹھیکہ
اس سال میں نے لیا ہوا ہے" عمران نے فوراً ہی بات بدلتے
ہوئے کہا۔

"ٹھیک — اوہ — تو تم جنت کے ٹھیکیدار ہو۔ اوہ
اوہ۔ جناب ٹھیکیدار صاحب — خدا کے لئے مجھے دوزخ
سے بچا لو۔ مم — مم — مگر سالے میں اب جنت میں کیسے
جا سکتا ہوں۔ ابھی تو میں بن رہ مندہ ہوں۔" قاسم کی روپلٹ

گئی۔

"سنو سیٹھ قاسم ——— جہاں تم جا رہے ہو۔ اگر تم مجھے اپنا خاص آدمی بنا کر ساتھ نہ لے گئے تو پھر سیدھے دوزخ میں جاؤ گے۔" عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اللہ توبہ ——— اللہ توبہ ——— ارے تم میرے خاص کیا خاص الخاص آدمی ہو۔ بالکل خاص ——— بس مجھے دوزخ سے بچا لو ——— میں بے گناہ ہوں ——— اللہ میاں تم سب کچھ جانتے ہیں۔" قاسم نے فوراً ہی کر کہا۔

"مجھے معلوم ہے کہ تم واقعی بے گناہ ہو ——— میں نے دیکھا ہے تمہارا اعمال نامہ۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"دیکھا ہے ——— ارے واقعی دیکھا ہے۔ اوہ خدا تیرا لاکھ لاکھ بلکہ کروڑ کروڑ تھینک یو ——— اللہ میاں جی سب کچھ جانتے ہیں ——— اب سالے دیکھتا ہوں یہ کیسے مجھے بلیک میل کر سکتے ہیں۔" قاسم نے لمبا سانس لیتے ہوئے کہا

اس کے چہرے سے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کے سر سے ٹنوں بوجھ اتر گیا ہو۔

"بلیک میل ——— کیا مطلب ——— مجھے تفصیل بتاؤ۔" عمران نے چونک کر پوچھا۔

"تم اللہ میاں کے بندے ہو ——— ٹھیک ہے۔ تمہیں بتا دیتا ہوں ——— ہو سکتا ہے تمہاری سالی سند
سفارش کی ضرورت پڑ جائے۔" قاسم نے سر ہلاتے ہوئے

اور پھر اس نے مس مرسی کے ملنے سے لیکر تصویریں اور ڈوری کے حکم تک کی ساری بات بتا دی۔

"ہونہہ ——— تو یہ بات ہے ——— اب تم بالکل بے فکر ہو جاؤ ——— کسی کو کچھ نہ بتاؤ۔ جیسے یہ لوگ کہیں ویسے کرتے جاؤ۔ پھر دیکھو تمہاری بجائے یہ سب کس طرح دوزخ میں جاتے ہیں۔" عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اچھا ——— اچھا ——— بس میری سفارش کر دینا یاد سے" قاسم نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"بالکل بے فکر رہو ——— اب میرے ساتھ جانے کی ضرورت نہیں۔" عمران نے کہا اور ایک طرف ہٹ گیا۔

"اچھا۔ اچھا ——— جیسی تمہاری مرضی۔" قاسم نے کہا اور آگے بڑھ گیا۔ عمران اس کے پیچھے چلنے لگا۔

"ارے ——— یہ کیا ——— اوہ چیونٹی تھی۔" عمران نے اس وقت اس کی گردن پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

"چیونٹی ——— چیونٹی ——— اوہ۔ میں سمجھا ہاتھی ہو گا۔" قاسم نے بھڑکتے ہوئے کہا۔ لیکن عمران اس دوران اس کے کالر کے اندر وسیع حیطۂ عمل کا ڈکٹا فون چپکا چکا تھا۔ اس لئے وہ تیزی سے بیرونی گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔

ٹیلیفون کی گھنٹی بجتے ہی کرنل فریدی نے ٹیلیفون کا ری
اٹھالیا۔ آجکل چونکہ اس کے پاس کوئی کیس نہ تھا اس
وہ سارا دن کوٹھی پر ہی موجود رہتا تھا۔
کیپٹن حمید کی البتہ اللہ نے سن لی تھی اس لئے وہ بڑے
اطمینان سے ہوٹل گردی میں مصروف رہتا تھا۔ اور اس
وقت جبکہ شام کے چار بجنے والے تھے کیپٹن حمید کسی ہو
میں جانے کی تیاری کے لئے باتھ روم میں گھسا ہوا تھا اور کر
فریدی کے ہاتھ میں ایک سائنس میگزین تھا۔
"یس ـــــ ہارڈ سٹون" کرنل فریدی نے ریسیور اٹھا
ہی سخت لہجے میں کہا۔
"منبر الیون بول رہا ہوں جناب ـــــ ایک عجیب سی
رپورٹ ملی ہے۔" دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوہ ـــــ کیسی رپورٹ" کرنل فریدی نے چونک کر
پوچھا۔
"سر ـــــ منبر ون تھرٹی نے جس کی ڈیوٹی ہوٹل البانیہ میں
ہے ابھی رپورٹ دی ہے کہ قاسم جب ہوٹل میں آیا تو ویٹرز
انچارج تیزی سے اس کی طرف بڑھا۔ اس نے بتایا
کہ ڈاکٹر آرنلڈ اوپر اپنے کمرے میں اس کا انتظار کر رہا ہے
چنانچہ وہ قاسم کو ساتھ لے کر تیسری منزل کی طرف چلا گیا خاص
بات جو ون تھرٹی نے نوٹ کی وہ یہ ہے کہ قاسم نے کہا کہ اس
نے اللہ میاں کے جنت کے ٹھیکیدار سے بات کر لی ہے اب
اسے بلیک میل نہیں کیا جا سکتا" منبر الیون نے کہا۔
"اوہ ـــــ واقعی یہ اہم رپورٹ ہے۔ قاسم کو لازماً
بلیک میل کیا جا رہا ہوگا۔ تم اس ڈاکٹر آرنلڈ کی مکمل نگرانی کراؤ۔"
کرنل فریدی نے تیز لہجے میں کہا۔
"میں نے احکامات دے دیئے ہیں جناب" منبر الیون نے
جواب دیا۔
"ٹھیک ہے ـــــ کوئی خاص بات ہو تو مجھے رپورٹ
دینا" کرنل فریدی نے کہا اور ریسیور رکھ دیا۔
"کیا ہوا قاسم کو" ـــــ کیپٹن حمید نے باتھ روم سے
باہر نکلتے ہوئے پوچھا۔ اس نے شاید کرنل فریدی کی بات سن
لی تھی۔
"کوئی احمق اسے موٹی مرغی سمجھ کر بلیک میل کر رہا ہے"

کرنل فریدی نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔
" اوہ ——— کیسے ——— کون کر رہا ہے ۔ قاسم تو پچھلے
دنوں دارالحکومت سے غائب رہا ہے۔ کسی کو پتہ نہیں تھا
وہ کہاں ہے " کیپٹن حمید نے کہا۔
" اچھا ——— واقعی ——— لیکن قاسم تو ایسا آدمی نہیں ہے
کہ کسی کو بتائے بغیر چلا جائے ۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ کوئی
سیدھا سادا اور عام سا مسئلہ نہیں ہے " کرنل فریدی کیپٹن
حمید کی بات سن کر بے اختیار چونک اٹھا۔
" ہوگا تو کسی فل فلوٹی کا چکر ——— اور قاسم کے ساتھ کیا
سکتا ہے " کیپٹن حمید نے مسکراتے ہوئے کہا۔
" دیکھو ——— بہرحال پتہ لگ جائے گا۔ میں نے مکمل نگرانی
کے احکامات دے دیئے ہیں " کرنل فریدی نے جواب دیا۔
" وہ اس وقت ہے کہاں ؟ " کیپٹن حمید نے پوچھا۔
" ہوٹل البانیہ میں کسی ڈاکٹر آرنلڈ سے ملنے گیا ہے " کرنل
فریدی نے جواب دیا۔
" او کے ——— میں خود جا کر دیکھتا ہوں ۔ میں نے بھی
وہیں جانا ہے " کیپٹن حمید نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ لیکن چونکہ
کرنل فریدی رسالے میں محو ہو چکا تھا اس لئے اس نے کوئی
جواب نہ دیا۔
کیپٹن حمید کی کار کوٹھی سے نکل کر خاصی تیز رفتاری سے ہوٹل
البانیہ کی طرف بڑھی جا رہی تھی اور وہ سوچ رہا تھا کہ قاسم آخر

کہاں غائب ہو سکتا ہے ۔ آج تک ایسا نہ ہوا تھا کہ قاسم کہیں
جاتے ہوئے اسے بتا کر نہ جاتا۔ لیکن اس بار وہ واقعی اچانک
غائب ہو گیا تھا۔
لیکن جب وہ ہوٹل البانیہ پہنچا تو اس نے دور سے قاسم کی
بحری جہاز نما کار کو گیٹ سے باہر نکل کر اپنی مخالف سمت میں
مڑتے ہوئے دیکھا۔
کیپٹن حمید نے کار کی رفتار تیز کر دی ۔ قاسم کے ساتھ
ایک اور آدمی بھی بیٹھا ہوا تھا۔ کیپٹن حمید نے اس کا تعاقب
شروع کر دیا۔
لیکن ابھی وہ ایک موڑ ہی مڑا تھا کہ اچانک کہیں سے فائر
کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی کیپٹن حمید کی کار بُری
طرح لہرائی ۔ کیپٹن حمید نے کار کو بڑی مشکل سے کنٹرول کیا
اور پھر اسے سائیڈ میں روک لیا۔ کیونکہ کار کے لہرانے کے
مخصوص انداز سے ہی وہ سمجھ گیا تھا کہ اس کا دائیں طرف کا پچھلا
ٹائر برسٹ ہو چکا تھا۔ اور فائر کی آواز بھی وہ بخوبی پہچانتا تھا
کار روک کر وہ چند لمحے کار کے اندر ہی بیٹھا رہا۔ پھر
اس نے دروازہ کھولا اور اچھل کر ایک لمبا جمپ لے کر فٹ پاتھ
پر موجود لوگوں کے ہجوم میں جا کھڑا ہوا۔ اسے خطرہ تھا کہ اس
پر فائر نہ کیا جائے لیکن دوسرا فائر نہ ہوا۔
چند لمحوں تک کیپٹن حمید اِدھر اُدھر دیکھتا رہا لیکن اسے کوئی
مشکوک آدمی نظر نہ آیا۔ تو وہ تیزی سے مڑ کر ایک ریستوران میں

داخل ہو گیا۔

" فون کرنا ہے مجھے "۔ کیپٹن حمید نے کاؤنٹر بوائے سے کہا

" اوہ ۔ یس سر "۔ کاؤنٹر بوائے نے مودبانہ لہجے میں
کہا اور کیپٹن حمید نے کاؤنٹر پر پڑے ہوئے ٹیلیفون کا رسیور
اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

" یس " دوسری طرف سے نمبر الیون کی آواز سنائی دی۔

" حمید بول رہا ہوں ۔۔۔ میں قاسم کی کار کے پیچھے جا رہا تھا
کہ ایلگن روڈ پر فائر کر کے میرا ٹائر برسٹ کر دیا گیا ہے۔ کیا تمہارا
آدمی کار کے پیچھے ہے "۔ کیپٹن حمید نے ہونٹ کاٹتے ہوئے پوچھا

" اوہ ۔ یس سر ۔۔۔ وہ قاسم کی کار کا تعاقب کر رہا ہے
قاسم ڈاکٹر آرنلڈ کے ساتھ ہوٹل سے نکلا ہے۔ آپ کس جگہ پر ہیں
آدمی بھجوا دیتا ہوں جو ٹائر بدل دے گا۔" دوسری طرف سے
نمبر الیون نے جواب دیا۔

" میں کیفے دلکشا سے بول رہا ہوں ۔ میں وہیں بیٹھا ہوں
تم اب مجھے یہاں رپورٹ دینا کہ قاسم کہاں گیا ہے لیکن حمید
نے جواب دیا

" او کے سر ۔۔۔ " دوسری طرف سے کہا گیا اور کیپٹن
حمید نے رسیور رکھ دیا۔

" سنو ۔۔۔ میرا نام کیپٹن حمید ہے ۔ اگر میرا فون آئے تو مجھے
بتا دینا "۔ کیپٹن حمید نے کاؤنٹر بوائے سے مخاطب ہو کر کہا۔

" یس سر ۔ میں جانتا ہوں سر آپ کو "۔ کاؤنٹر بوائے

نے مودبانہ انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" گڈ ۔۔۔ ایک کوک بھی بھجوا دو ۔ مجھے کچھ دیر بیٹھنا ہے "۔
کیپٹن حمید نے کہا اور تیزی سے مڑ کر ایک خالی میز کی
طرف بڑھ گیا۔

چند لمحوں بعد کوکا کولا اس کی میز پر سرو کر دی گئی۔

" اس کا مطلب ہے کوئی گہرا چکر چل رہا ہے ۔ عام سا معاملہ
نہیں ہے "۔ کیپٹن حمید نے کوکا کولا پیتے ہوئے سوچا۔

" سر کار کی چابی ۔۔۔ میں ٹائر بدل دوں "۔ اچانک اسے
ایک مودبانہ آواز سنائی دی اور اس نے چونک کر دیکھا تو
زیرو سروس کا ایک آدمی اس کے قریب کھڑا تھا۔

" ہاں ۔۔۔ جلدی کرو "۔ کیپٹن حمید نے جیب سے
کی رنگ نکال کر اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا اور پھر
وہ آدمی سر ہلاتا ہوا واپس چلا گیا۔ تقریباً دس منٹ بعد وہ
واپس آیا اور اس نے مودبانہ انداز میں کی رنگ کیپٹن حمید
کے سامنے رکھ دیا۔

" ٹائر بدل دیا گیا ہے جناب "۔ آنے والے نے کہا۔

" تھینک یو "۔۔۔ کیپٹن حمید نے سر ہلا دیا۔ اور وہ سلام
کر کے واپس بیرونی دروازے کی طرف مڑ گیا۔

" سر ۔۔۔ آپ کا فون "۔ اسی لمحے ایک ویٹر نے قریب
آ کر کہا۔

" اوہ ۔۔۔ اچھا "۔ کیپٹن حمید نے چونک کر کہا اور میز پر

پڑا ہوا کی رنگ اٹھا کر کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔ ریسیور علیحدہ رکھا ہوا تھا۔

"یس ــــــ کیپٹن حمید سپیکنگ"۔ کیپٹن حمید نے ریسیور اٹھاتے ہوئے کہا۔

"سر ــــــ ابھی ابھی رپورٹ ملی ہے کہ قاسم ڈاکٹر آرنلڈ کو ساتھ لے کر عاصم ٹیکسٹائل مل میں گیا ہے۔ اور وہ دونوں مل کے ایک مخصوص شعبے ایس ون میں داخل ہوئے ہیں۔ ابھی تک اندر ہیں۔" دوسری طرف سے نمبر الیون نے کہا۔

"عاصم ٹیکسٹائل مل کے مخصوص شعبے ایس ون ــــــ لیکن وہاں تو ریشم کی ویونگ کی جاتی ہے ــــــ یہ وہاں کیا لینے گئے ہیں"۔ کیپٹن حمید نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"فی الحال تو کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ جہاں تک میرا خیال ہے یہ ڈاکٹر آرنلڈ شاید قاسم کو بلیک میل کر کے کم داموں پر کوئی بڑا سودا کرنے کے چکر میں ہے"۔ نمبر الیون نے اندازہ کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ ہاں ــــــ ایسی ہی کوئی بات ہوگی ــــــ لیکن پھر میرا ٹائر کیوں برسٹ کیا گیا ہے"۔ کیپٹن حمید نے کہا۔

"سر ــــــ اگر آپ حکم دیں تو قاسم کو ٹٹولا جائے"۔ نمبر الیون نے جواب دیا۔

"نہیں ــــــ تم اس ڈاکٹر آرنلڈ کی نگرانی کرو۔ قاسم کو مجھ سے بہتر کوئی نہیں ٹٹول سکتا۔ میں ہوٹل البانیہ جا رہا ہوں

جیسے ہی قاسم وہاں سے لوٹ کر کسی جگہ جائے مجھے اطلاع کر دینا پھر میں خود ہی اس سے سب کچھ اگلوا لوں گا"۔

کیپٹن حمید نے اسے ہدایات دیتے ہوئے کہا اور پھر ریسیور رکھ کر اس نے جیب سے ایک نوٹ نکالا اور کاؤنٹر بوائے کی طرف پھینک کر تیزی سے باہر کی طرف مڑ گیا۔

ہوٹل البانیہ پہنچ کر وہ سیدھا کاؤنٹر کی طرف بڑھا

"اوہ ــــــ جناب کیپٹن صاحب ــــــ آپ کی سیٹ تو ریزرو ہے"۔ کاؤنٹر بوائے نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مجھے معلوم ہے ــــــ تم یہ بتاؤ کہ ڈاکٹر آرنلڈ کون سے کمرے میں رہ رہا ہے"۔ کیپٹن حمید نے سخت لہجے میں کہا۔

"ڈاکٹر آرنلڈ ــــــ اس نام کا تو جناب کوئی آدمی نہیں ٹھہرا ہوا ہے"۔ کاؤنٹر بوائے نے یقین بھرے لہجے میں کہا۔

"قاسم کو جانتے ہو"۔ کیپٹن حمید نے چونک کر پوچھا۔

"جی ــــــ جی ــــــ بالکل جانتا ہوں ــــــ اوہ۔ وہ تو ڈاکٹر ریگی کے ساتھ گئے ہیں"۔ کاؤنٹر بوائے نے یقین بھرے لہجے میں کہا۔

"ڈاکٹر ریگی ــــــ اچھا یہی نام ہوگا ــــــ کون سے کمرے میں ہے"۔ کیپٹن حمید نے پوچھا۔

"وہ تو جناب کمرہ چھوڑ گئے ہیں ــــــ تیسری منزل کے کمرہ نمبر بارہ میں رہائش پذیر تھے"۔ کاؤنٹر بوائے نے جواب دیا۔

"اوہ ــــــ کب چھوڑا ہے اس نے کمرہ"۔ کیپٹن حمید

کے لئے یہ نئی اطلاع تھی۔

"کمرہ تو انہوں نے ایک گھنٹہ پہلے چھوڑ دیا تھا۔ ان کا ایک آدمی سامان بھی لے گیا تھا۔ لیکن عملی طور پر وہ قاسم صاحب کے ساتھ گئے ہیں۔ قاسم صاحب کی آمد تک وہ کمرے میں ہی رہے ہیں" کاؤنٹر بوائے نے جواب دیا۔

"قاسم کو کون لے گیا تھا اس کے کمرے تک" کیپٹن حمید نے پوچھا

"اوہ ـــــ جناب وہ ویٹرز کا انچارج بگ جناب۔ وہ بھی سر آف کر کے چلا گیا ہے" کاؤنٹر بوائے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"بگ ـــــ کہاں رہتا ہے وہ" کیپٹن حمید کی حیرت لمحہ بہ لمحہ بڑھتی جا رہی تھی۔ اور اب اسے یقین آتا جا رہا تھا کہ یہ کوئی انتہائی پُراسرار کھیل کھیلا جا رہا ہے۔

"ایک منٹ جناب ـــــ میں معلوم کر کے بتاتا ہوں" کاؤنٹر بوائے نے کہا اور پھر انٹرکام کا رسیور اٹھا کر اس نے ایک نمبر پریس کیا اور بگ کی رہائش گاہ کے متعلق پوچھنے لگا

"وہ سر ـــــ نادر کوارٹرز میں رہتا ہے۔ بیس نمبر فلیٹ ہے اس کا۔ سر اس کا فون بھی ہے ـــــ اگر آپ فون کرنا چاہیں تو میں ملا دوں" کاؤنٹر بوائے نے انٹرکام کا رسیور رکھتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ملاؤ ـــــ شاید وہ پہنچ گیا ہو" کیپٹن حمید

نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور کاؤنٹر بوائے نے ٹیلیفون کا رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے

"ہیلو ـــــ کون بول رہا ہے" چند لمحوں بعد کاؤنٹر بوائے نے کہا

"بگ ـــــ کیپٹن حمید صاحب سے بات کرو۔ یہ کرنل فریدی صاحب کے اسسٹنٹ ہیں" کاؤنٹر بوائے نے تیز لہجے میں کہا اور پھر رسیور کیپٹن حمید کی طرف بڑھا دیا۔

"ہیلو ـــــ تمہارا نام بگ ہے" کیپٹن حمید نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس سر ـــــ میں بگ بول رہا ہوں جناب ـــــ حکم سر" دوسری طرف سے ایک دھیمی سی آواز سنائی دی۔

"تم کس وقت فلیٹ پر پہنچے ہو" کیپٹن حمید نے پوچھا۔

"جی ـــــ میں تو تین روز سے فلیٹ سے نکلا ہی نہیں سر ـــــ آپ پوچھ رہے ہیں کس وقت پہنچا ہوں" دوسری طرف سے حیرت بھری آواز سنائی دی۔

"کیا مطلب ـــــ ابھی تم ہوٹل سے نکلے ہو اور کہہ رہے ہو کہ تین روز سے فلیٹ سے نہیں نکلے" کیپٹن حمید کے لہجے میں شدید حیرت تھی۔

"میں ہوٹل سے ـــــ جناب آپ کیا فرما رہے ہیں۔ میں تو جناب شدید بیمار ہوں ـــــ میں تو چھٹی پر ہوں جناب، آپ بے شک ہوٹل والوں سے پوچھ لیں" دوسری طرف سے

جواب ملا۔

"یہ تو کہہ رہا ہے کہ وہ تین روز سے چھٹی پر ہے"۔ کیپٹن حمید نے تیز لہجے میں کاؤنٹر بوائے سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کیا مطلب ——— کیسی چھٹی ——— یہ پاگل تو نہیں ہو گیا" کاؤنٹر بوائے نے بھی شدید حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اور جلدی سے رسیور لے لیا۔

"ہیلو ——— بگ کیا تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے۔ ابھی تم ڈیوٹی آف کر کے گئے ہو اور اب کہہ رہے ہو چھٹی پر ہو"۔ کاؤنٹر بوائے نے تیز لہجے میں کہا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے ——— میں تو شدید بیمار ہوں۔ بیڈ سے ہل بھی نہیں سکتا۔ ڈیوٹی کیسے دے سکتا ہوں۔ مجھے تین روز پہلے اچانک کسی زہریلے کیڑے نے کاٹ لیا تھا۔ میری تو ٹانگ بری طرح سوجی ہوئی ہے۔ آپ بے شک آکر دیکھ لیں۔ میں نے تو فون پر چھٹی بھی لے لی تھی سیکنڈ منیجر صاحب سے"۔ بگ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ ——— تو پھر وہ کون تھا جو تمہاری جگہ باقاعدہ ڈیوٹی دیتا رہا ہے"۔ کاؤنٹر بوائے حیرت سے پاگل ہونے کے قریب تھا۔

"مجھے کیا معلوم جناب ——— یہ تو آپ حیرت انگیز بات کر رہے ہیں۔ آپ بے شک خود آکر دیکھ لیں۔ میں تو بیڈ سے اتر کر چل بھی نہیں سکتا۔ میں ڈیوٹی کیسے دے سکتا ہوں"۔

دوسری طرف سے بگ نے کہا اور کیپٹن حمید نے کاؤنٹر بوائے کو رسیور رکھنے کا اشارہ کیا۔

اسے اب یقین آ گیا تھا کہ صورت حال واقعی بے حد گھمبیر ہے۔ لیکن چکر کیا ——— ہو سکتا ہے یہ بات اس کی سمجھ میں نہ آ رہی ہو۔

"کاؤنٹر بوائے نے فون رکھا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ کاؤنٹر بوائے نے رسیور اٹھا لیا۔

"آپ کا فون ہے جناب"۔ کاؤنٹر بوائے نے رسیور کیپٹن حمید کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"یس ——— حمید بول رہا ہوں"۔ کیپٹن حمید نے سخت لہجے میں کہا۔

"نمبر الیون سر ——— قاسم اور ڈاکٹر آرنلڈ مل سے باہر آئے ہیں۔ زیرو فورس ان کی نگرانی کر رہی تھی کہ ناگور روڈ کے ذخیرے میں ان کی کار چلی گئی۔ ہمارے آدمی انتظار کرتے رہے لیکن جب کافی دیر تک کار واپس نہ آئی تو ہمارے آدمی اندر چلے گئے۔ وہاں قاسم بے ہوش پڑا تھا اور ڈاکٹر آرنلڈ غائب تھا۔ قاسم کے سر پر ریوالور کا دستہ مارا گیا ہے"۔ نمبر الیون نے کہا۔

"اوہ ——— وہ کہاں جا سکتا ہے"۔ کیپٹن حمید نے غرا کر کہا۔

"اس کی تلاش جاری ہے۔ لیکن قاسم ہوش میں آنے

کے بعد بہکی بہکی باتیں کر رہا ہے۔ میں نے اسے اس کی کوٹھی پر
پہنچانے کے انتظامات کر دیئے ہیں۔"
نمبر الیون نے جواب دیا۔
"تم اس ڈاکٹر آرنلڈ کو تلاش کرو ہر قیمت پر ——— میں قاسم
کی کوٹھی پر جا رہا ہوں ——— کرنل صاحب کو رپورٹ دے
دی ہے۔" کیپٹن حمید نے کہا۔
"نہیں جناب ——— آپ کا حکم تھا کہ رپورٹ آپ کو دی جا
اس لئے میں آپ کو پہلے رپورٹ دے رہا ہوں۔" نمبر الیون نے
جواب دیا۔
"انہیں رپورٹ دے دو اور میرے متعلق بھی بتا دینا۔ میں
قاسم کی کوٹھی سے انہیں فون کر لوں گا۔" کیپٹن حمید نے کہا اور
ریسیور رکھ کر وہ تیزی سے مڑا اور بیرونی دروازے کی طرف
بڑھ گیا۔ اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی کے آثار نمایاں تھے۔

عمران کی موٹر سائیکل انتہائی تیز رفتاری سے شہر
کے مغربی حصے کی طرف جانے والی سڑک پر اڑی جا رہی تھی چونکہ
ی کے پاس فوری طور پر کوئی سواری نہ تھی۔ اس لئے اس
نے ہوٹل البانیہ کے باہر سے یہ موٹر سائیکل اڑا لی تھی۔
وسیع حیط عمل کے ڈکٹافون نے اسے بے حد کام دیا تھا۔
ی نے ڈاکٹر آرنلڈ اور قاسم کے درمیان ہونے والی گفتگو
ن لی تھی۔
اس گفتگو کے دوران اسے محسوس ہو گیا تھا کہ قاسم
کے ذہن کو ٹرانس میں لا کر کنٹرول کر لیا گیا ہے حالانکہ وہ خود
پناٹزم میں خاصی مہارت رکھتا تھا۔ اس لئے وہ اتنا تو جانتا
تھا کہ قاسم جیسے ذہن رکھنے والے کو ٹرانس میں نہیں لایا
جا سکتا لیکن نجانے ڈاکٹر آرنلڈ نے کیا کیا تھا کہ گفتگو کے

دوران یکلخت قاسم ٹرانس میں آگیا - اور ڈاکٹر آرنلڈ نے
تحکمانہ انداز میں اسے اپنے ساتھ چلنے کا حکم دیا۔
اور پھر قاسم اور ڈاکٹر آرنلڈ قاسم کی کار میں بیٹھ کر ہوٹل
سے چل پڑے۔
ڈرائیونگ سیٹ پر قاسم تھا - ڈاکٹر آرنلڈ نے اسے عرف
عاصم ٹیکسٹائل مل چلنے کا حکم دیا تھا - اس وقت عمران نے موٹر
سائیکل اڑائی اور پھر راستے میں اسے معلوم ہو گیا کہ کرنل
فریدی کی زیرو فورس بھی قاسم کی نگرانی کر رہی ہے اور
اس کے ساتھ ساتھ اس نے کیپٹن حمید کو بھی کار میں قاسم
کے پیچھے جاتے چیک کر لیا۔
لیکن بعد میں کیپٹن حمید کی کار نظر نہ آئی - وہ شاید
راستے میں ہی رک گیا تھا - البتہ زیرو فورس کی نگرانی جاری
تھی۔
عمران کو نگرانی کے دوران زیرو فورس کی نگاہوں
میں آنے سے بچنے کے لئے کافی محنت کرنا پڑی۔
اور پھر قاسم اور آرنلڈ جب عاصم ٹیکسٹائل ملز کی حدود
میں داخل ہو گئے تو عمران باہر رک گیا۔
وسیع حیطہ عمل کے ڈکٹافون کی وجہ سے اسے ان کے پیچھے
اندر جانے کی ضرورت نہ تھی - ڈاکٹر آرنلڈ کے حکم پر قاسم اسے
مل کے کسی خصوصی شعبے ایس ون میں لے گیا - وہاں ان
کی ملاقات کسی ڈاکٹر جابر سے ہوئی - قاسم ڈاکٹر جابر کو انکل کہہ

کر مخاطب کر رہا تھا۔
اور اس نے ڈاکٹر آرنلڈ کا تعارف ایک دوست کی حیثیت
سے کرایا اور پھر ڈاکٹر آرنلڈ نے قاسم کو شاید اشارہ کیا یا حکم
دیا بہرحال قاسم ان دونوں کو وہیں چھوڑ کر کہیں اٹھ کر چلا
گیا۔ اور اس کے بعد ٹرانسمیٹر پر اس کے خراٹوں کی آوازیں
سنائی دیتی رہیں۔
اور عمران ہونٹ بھینچے خاموش بیٹھا اس کے زوردار
خراٹے سننے پر مجبور ہو گیا تھا۔ پھر قاسم کو جگایا گیا اور اس
کے بعد قاسم ڈاکٹر آرنلڈ کے ساتھ کار میں بیٹھ کر مل سے
واپس نکلا اور ڈاکٹر آرنلڈ کے حکم پر قاسم نے کار اپنی کوٹھی
کی طرف موڑ دی۔
زیرو فورس ابھی تک نگرانی کر رہی تھی اور جس سڑک
سے قاسم نے گزرنا تھا وہ چونکہ خاصی ویران تھی اس لئے
عمران نے سوچا کہ وہ دوسرے راستے سے پہلے قاسم کی کوٹھی پر
پہنچ جائے ورنہ وہ لازماً زیرو فورس کی نظروں میں آجائے گا۔
چنانچہ اس نے اگلے ہی چوک سے مخالف سمت میں ٹرن لیا
اور موٹر سائیکل دوڑاتا ہوا وہ انتہائی تیز رفتاری سے شہر کے
مغربی حصے کی طرف جہاں انتہائی دولت مند افراد کی رہائشی
کالونی گرین ٹاؤن واقع تھی اڑا چلا جا رہا تھا۔
اسے یہ تو معلوم ہو گیا تھا کہ قاسم کو درمیان میں ڈال کر
کوئی لمبا کھیل کھیلا جا رہا تھا اور یہ کھیل ایکریمیا کی ٹاپ سیکرٹ

ایجنسی ریڈ سرکل کے تحت کھیلا جا رہا ہے۔ اب اسے یقین ہو گیا تھا کہ ڈاکٹر آرنلڈ نے لازماً یا تو ریڈ ایجنسی کی ملازمت اختیار کر لی ہے یا پھر ریڈ ایجنسی نے کسی مخصوص مقصد کے تحت ڈاکٹر آرنلڈ کی خدمات حاصل کی ہیں۔

اسے دوسرا خیال زیادہ قرین قیاس لگتا تھا۔ کیونکہ اگر ڈاکٹر آرنلڈ ریڈ ایجنسی کا ملازم ہوتا تو وہ اپنے کاغذات کی بازیابی پر نہ اڑتا۔ لیکن اصل کھیل کیا تھا اس کا اسے پتہ نہ چل رہا تھا۔ عاصم ٹیکسٹائل مل سے ریڈ سرکل کو کیا حاصل ہو سکتا تھا اور پھر وہاں کسی ڈاکٹر جابر کی موجودگی بھی عجیب سی بات تھی۔ اس لئے اب اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ جیسے ہی ڈاکٹر آرنلڈ قاسم کے ساتھ اس کی کوٹھی پر پہنچے گا وہ کھل کر سامنے آجائے گا زیرو فورس کی نگرانی سے وہ یہ تو سمجھ گیا تھا کہ کرنل فریدی کو اس کھیل کی بھنک پڑ گئی ہے۔ اس لئے بھی وہ جلد از جلد اس کی تہہ تک پہنچنا چاہتا تھا تاکہ کرنل فریدی پر رعب ڈالا جا سکے۔

گرین ٹاؤن میں داخل ہونے کے بعد عمران سیدھا قاسم کی کوٹھی کے گیٹ پر پہنچا۔ گیٹ بند تھا۔ عمران نے موٹر سائیکل ایک طرف گلی میں چھوڑی اور پھر پیدل چلتا ہوا کوٹھی کی طرف بڑھ آیا۔

اس نے ہاتھ بڑھا کر کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔ چند لمحوں بعد پھاٹک کی چھوٹی کھڑکی کھلی اور قاسم کے خاص ملازم جمن کی

شکل نظر آئی۔

"ارے جناب جمن صاحب ——— واہ ——— ارے تم تو روز بروز جوان ہوتے جا رہے ہو ——— کیا کھا رہے ہو آجکل"۔ عمران نے اپنے اصل لہجے میں کہا۔

اور جمن بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کی آنکھوں میں شناسائی کی چمک ابھر آئی۔

"ارے آپ ——— عمران صاحب ——— اوہ۔ لیکن آپ کی شکل مبارک تو ......" جمن نے چونک کر کہا۔

"شکل کا کیا ہے جمن ——— تم چاہو تو تمہاری شکل مجھ سے بھی زیادہ احمقانہ بن سکتی ہے۔ لیکن کیا یہیں کھڑے کھڑے شکل بدلوانے کا پروگرام ہے"۔ عمران نے کہا۔

"اوہ ——— اوہ ——— آئیے ——— آئیے۔ حضور آپ کا آنا میرے سر پر"۔ جمن نے جلدی سے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا اور عمران مسکراتا ہوا اندر داخل ہو گیا۔

"وہ اپنے خالہ جاد کہاں ہیں"۔ عمران نے اندر پورچ میں قاسم کی کار کھڑی نہ دیکھ کر پوچھا۔

"وہ تو حضور کہیں گئے ہوئے ہیں"۔ جمن نے پھاٹک بند کرتے ہوئے جواب دیا۔

"اچھا ——— پھر میں انتظار کر لیتا ہوں"۔ عمران نے جواب دیا اور جمن سر ہلاتا ہوا اسے لے کر خصوصی کمرے میں آگیا۔

"سنو جب وہ آئے تو اسے میرے متعلق نہ بتانا۔ میں خود

اچانک اس سے ملنا چاہتا ہوں" عمران نے کہا۔
"جی اچھا ـــــ جیسے آپ کی مرضی حضور" جمن نے فدویانہ انداز میں کہا اور باہر چلا گیا۔

عمران صوفے پر دراز ہو گیا۔

پھر تھوڑی دیر بعد اسے پھاٹک کھلنے کی آواز سنائی دی تو وہ چونک کر سیدھا ہو گیا۔ قاسم کی بڑی کار کا شور صاف سنائی دے رہا تھا۔

عمران اٹھ کر دروازے پر آگیا۔ لیکن باہر جھانکتے ہی وہ چونک پڑا۔ کیونکہ قاسم کار کی پچھلی سیٹ پر بے ہوش پڑا ہوا تھا اور کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر زیرو فورس کا آدمی تھا۔

" اسے اٹھا کر اندر لے جاؤ ـــــ یہ ابھی تھوڑی دیر میں ہوش میں آجائے گا۔" زیرو فورس کے کارکن نے کار پورچ میں روک کر نیچے اترتے ہوئے کہا۔

"حضور ـــــ ہو گیا ـــــ نصیب دشمناں ہو گیا" جمن نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

"کچھ نہیں ہوا ـــــ گھبراؤ نہیں ـــــ میں کرنل فریدی کا آدمی ہوں۔ ڈاکٹر کو بلانے کی بھی ضرورت نہیں۔ بس انہیں جا کر لٹا دو ـــــ گڈ بائی۔"

اس آدمی نے کہا اور تیزی سے واپس چلتا ہوا پھاٹک کی طرف بڑھ گیا۔

عمران ہونٹ بھینچے خاموش کھڑا تھا۔ اسے سمجھ نہ آرہی تھی

کہ یہ درمیان میں کیا چکر چل گیا ہے۔ وہ ڈاکٹر آرنلڈ کہاں گیا
کوٹھی کے سارے ملازموں نے بڑی مشکل سے گھسیٹ گھساٹ کر قاسم کو کار سے باہر نکالا اور پھر اس طرح اسے اٹھا کر اندر اس کے بیڈ روم کی طرف ـــــ لے کر بڑھے جیسے چیونٹیاں کسی مردہ ہاتھی کو مل کر گھسیٹ رہی ہوں۔

بہرحال ہانپتے کانپتے انہوں نے قاسم کو اس کے بیڈ روم تک پہنچا ہی دیا۔

ابھی عمران کھڑا سوچ ہی رہا تھا کہ اب وہ کیا کرے کہ اس نے پھاٹک کی چھوٹی کھلی ہوئی کھڑکی سے کیپٹن حمید کو اندر داخل ہوتے دیکھا۔

عمران تیزی سے پیچھے ہٹ گیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ اب اسے فوراً یہاں سے نکل جانا چاہیئے۔

کیپٹن حمید ملازموں سے باتیں کرتا ہوا قاسم کے بیڈ روم کی طرف بڑھ گیا تو عمران جلدی سے باہر آیا۔ اور پھر اس نے برآمدے میں ہی جمن کو پکڑ لیا۔

"سنو ـــــ کیپٹن حمید کو نہ بتانا کہ میں آیا تھا۔ ورنہ قاسم مر جائے گا سمجھے" عمران نے سخت لہجے میں کہا اور جمن کے سر ہلانے پر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا پھاٹک سے باہر نکل آیا۔

باہر کیپٹن حمید کی کار کھڑی تھی۔ ایک لمحے کے لئے تو اسے خیال آیا کہ کیپٹن حمید کی کار لے اڑے لیکن پھر اس نے ارادہ بدل دیا۔ وسیع حیطہ عمل کا ڈکٹا فون ابھی تک قاسم کے کالر کے

اندر چھپا ہوا تھا اور عمران کو معلوم تھا کہ کیپٹن حمید بینے
قاسم کو ہوش میں لے آئے گا۔ اس طرح کم از کم اسے درمیان
میں ہونے والے واقعات کا علم تو جائے گا۔

چنانچہ وہ تیزی سے سائیڈ گلی سے ہوتا ہوا کوٹھی کی عقبی طرف
کو مڑ گیا۔ اور پھر ایک مناسب جگہ پر چھپ کر کھڑا ہو گیا۔ اس
نے جیب سے ڈکٹا فون کا رسیور نکال کر ہاتھ میں پکڑ لیا۔

"ارے ——— یہ کیا ہے"۔ اچانک کیپٹن حمید کی آواز
عمران کے کانوں میں پڑی

"یہ ——— یہ معلوم نہیں جناب۔ یہ تو کوئی بٹن ہے"۔ ایک
ملازم کی آواز سنائی دی۔

"اوہ ——— ڈکٹا فون" حمید کی آواز سنائی دی اور عمران
نے ایک طویل سانس لے کر رسیور کا بٹن آف کیا۔ اور اسے
جیب میں ڈال کر سڑک کی طرف بڑھ گیا۔

ظاہر ہے اب ڈکٹا فون بیکار ہو چکا تھا۔ بہرحال اب وہ
اتنا اندازہ تو لگا سکتا تھا کہ ڈاکٹر آرنلڈ کہیں راستے میں ہی تو
کو بے ہوش کر کے نکل گیا ہے۔ اب اس کی تلاش تو فضول
تھی یقیناً زیرو سروس والے اس کے پیچھے ہوں گے لیکن اس
نے سوچا کہ اب اسے اس ڈاکٹر جابر کو جا کر ٹٹولنا چاہیے۔

چنانچہ سڑک پر آ کر اس نے ایک خالی ٹیکسی پکڑی اور اسے
عاصم ٹیکسٹائل مل کا پتہ بتا کر وہ عقبی نشست پر بیٹھ گیا۔

تقریباً آدھے گھنٹے کے مسلسل سفر کے بعد ٹیکسی عاصم ٹیکسٹائل

مل کے گیٹ پر پہنچ گئی۔ عمران نے نیچے اتر کر ٹیکسی ڈرائیور
کو کرایہ دیا اور خود استقبالیہ کی طرف بڑھ گیا۔

"جی فرمائیے" ——— استقبالیہ کلرک نے عمران کو سر سے پیر
تک غور سے دیکھتے ہوئے کہا

"مجھے ایس ون کے ڈاکٹر جابر سے ملنا ہے"۔ عمران نے
تحکمانہ لہجہ بناتے ہوئے کہا۔

"ڈاکٹر جابر سے ——— اوہ اچھا ——— ادھر چھوٹے
کمرے میں تشریف رکھیے۔ میں بات کرتا ہوں۔ اگر وہ رضامند
ہو گئے تو ملاقات ہو جائے گی۔ آپ کا نام؟" استقبالیہ کلرک
نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"میرا نام حاتم ہے لیکن ڈاکٹر جابر میرے نام سے واقف
نہیں ہے"۔ عمران نے کہا۔

"کوئی بات نہیں۔ وہ پہلے آپ سے فون پر بات کر لیں گے
آپ تشریف رکھیں۔"

استقبالیہ کلرک نے کہا اور عمران سر ہلاتا ہوا اس چھوٹے
کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ کمرہ خالی پڑا ہوا تھا البتہ اس میں چند
کرسیاں ضرور موجود تھیں۔ عمران ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

"سر ——— ڈاکٹر جابر صاحب ایک اہم کام میں مصروف
ہیں۔ آدھے گھنٹے تک انتظار کرنا ہوگا آپ کو۔ آپ کیا پئیں
گے؟" استقبالیہ کلرک نے تھوڑی دیر بعد کمرے میں داخل ہوتے
ہوئے مؤدبانہ لہجے میں پوچھا۔

"کوئی بات نہیں ——— میں انتظار کروں گا۔ شکریہ"
عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور استقبالیہ کلرک خاموشی سے باہر نکل گیا۔

پھر تقریباً دس منٹ بعد اسے بھاری قدموں کی آوازیں سنائی دیں اور عمران چونک کر سیدھا ہو گیا۔ قدموں کی مخصوص آوازیں وہ اچھی طرح پہچانتا تھا۔ یہ چال یقیناً کرنل فریدی کی تھی۔

اور پھر دوسرے لمحے کرنل فریدی کمرے میں داخل ہو چکا تھا۔ اس کے پیچھے استقبالیہ کلرک تھا۔

"یہ صاحب ڈاکٹر جابر سے ملنے آئے ہیں" استقبالیہ کلرک نے سامنے کرسی پر بیٹھے عمران کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ——— تم جا سکتے ہو" کرنل فریدی نے خشک لہجے میں مڑے بغیر کہا اور کلرک تیزی سے واپس چلا گیا

"تمہیں دیکھ کر مجھے واقعی حیرت ہو رہی ہے عمران کہ تم یہاں موجود ہو لیکن میری زیرو سروس تمہاری موجودگی سے بے خبر ہے۔" اچانک کرنل فریدی نے آگے بڑھ کر ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے انتہائی خشک لہجے میں کہا۔

"وہ ——— وہ دراصل میں آپ کے سامنے سلیمانی ٹوپی پہننا بھول گیا تھا۔" عمران نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

ظاہر ہے کرنل فریدی کی تیز نگاہیں اسے اس میک اپ میں بھی آسانی سے پہچان چکی تھیں اس لئے اب مکرنے کا کوئی فائدہ نہ تھا۔

"ہوں ——— لیکن تم اس کھیل میں کیسے ملوث ہو گئے۔" کرنل فریدی نے اسی طرح سخت لہجے میں ہنکارا بھرتے ہوئے کہا۔

"کک ——— کک ——— کون سے کھیل میں ——— میں تو زندگی میں ایک ہی کھیل میں ملوث ہوا ہوں اور وہ ہے لیلیٰ مجنوں۔ لیکن وہ لیلیٰ آج تک اسی طرح بے وفا کی بے وفا ہی ہے ——— اگر آپ اسے وفا پر آمادہ کر لیں تو بڑا احسان ہو گا۔" عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"سنو عمران ——— تمہاری یہاں اس طرح موجودگی بتا رہی ہے کہ تم اس ملک کے دشمن کے طور پر یہاں داخل ہوئے ہو۔ ورنہ تم لازماً اس طرح چھپ کر نہ آتے اور تم جانتے ہو کہ میں ملک دشمنوں کے ساتھ کیسا سلوک کرتا ہوں اس لئے بہتری اسی میں ہے کہ یہاں سے نکل جاؤ۔"
کرنل فریدی نے غراتے ہوئے کہا۔

"کون سے بٹن کھولوں ——— قمیض کے یا ....،" عمران نے شرارت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہونہہ ——— تو تم مجھے کچھ نہیں بتاؤ گے۔ ٹھیک ہے میں آخری کوشش کئے لیتا ہوں۔ وہ بھی صرف اس لئے کہ

کہیں تم کسی غلط فہمی میں میرے ہاتھوں مارے نہ جاؤ۔
میں تمہیں صرف اتنا بتا دیتا ہوں کہ جس ڈاکٹر جابر سے تم
ملنے آئے ہو وہ ہلاک ہو چکا ہے" کرنل فریدی نے
خشک لہجے میں کہا اور اس بار عمران واقعی حیرت سے
اچھل پڑا۔

" ڈاکٹر جابر ہلاک ہو چکا ہے ——— اوہ ——— لیکن کب"
عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" تمہارا لہجہ بتا رہا ہے کہ تمہیں واقعی ڈاکٹر جابر کی ہلاکت
کا علم نہیں ہے اور ویسے بھی میں کم از کم تم سے اس قدر
حماقت کی توقع نہیں کر سکتا کہ تمہیں ڈاکٹر جابر کی ہلاکت کا علم
ہوتا اور تم اس سے ملنے یہاں آجاتے اور پھر اس طرح بیٹھ
کر انتظار کرتے رہتے۔ لیکن حالات ڈاکٹر جابر کی ہلاکت کی
وجہ سے انتہائی سنگین ہو چکے ہیں۔"
کرنل فریدی نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔
اب اس کے چہرے پر قدرے نرمی کے آثار نمایاں ہو چکے
تھے۔ جیسے اس کا ذہن کسی خاص نتیجے پر پہنچ گیا ہو۔

" کون سے حالات ——— خارجہ یا داخلہ" عمران کی
زبان ایک بار پھر پٹڑی سے اتر گئی تھی۔

" پہلے تم اپنی یہاں اس طرح موجودگی کی وضاحت کر دو۔
پلیز یہ سن لو کہ میرے پاس وقت نہیں ہے" کرنل فریدی نے
ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔ اس کی تیز نظریں عمران پر جمی ہوئی تھیں۔

" اچھا ——— کچھ تھوڑی بہت رقم تو میرے پاس ہے
اگر چار منٹ خریدنے ہیں تو میں آپ کی مدد کر سکتا ہوں لیکن"
عمران نے جلدی سے جیبیں ٹٹولتے ہوئے کہا اور کرنل
فریدی ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

" کم ران ———" اس نے چیخ کر کہا اور دوسرے لمحے
مشین گنوں سے مسلح چار افراد کمرے میں داخل ہو گئے۔

" اسے جیپ میں بٹھا کر میری کوٹھی میں لے چلو اور سنو،
اگر یہ بھاگنے کی کوشش کرے تو اسے بلا تکلف گولی مار دینا۔
جب تک میں کوٹھی نہ پہنچوں تم نے اس کی سخت نگرانی کرنی
ہے" کرنل فریدی نے انتہائی سخت لہجے میں مسلح افراد سے
مخاطب ہو کر کہا۔

" اوہ ——— وہ ——— ہتھکڑیاں تو نہ پہنائیں گے"
عمران نے بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا۔

" میرے خیال میں اس کی ضرورت نہیں ہے۔ ان سب
کا نشانہ خطا نہیں ہو سکتا" کرنل فریدی نے مسکراتے
ہوئے کہا۔

" مم ——— مگر میرا نشانہ خطا ہو گیا تو" ——— عمران نے
روتے سے لہجے میں کہا اور کرنل فریدی چند لمحے اسے دیکھتا رہا
پھر بے اختیار ہنس پڑا۔

" واقعی مجھے خیال نہیں رہا تھا کہ تمہارا نشانہ بھی خطا ہو سکتا
ہے ——— ٹھیک ہے ——— تم سب جاؤ" کرنل فریدی نے

ان مسلح افراد سے مخاطب ہو کر کہا اور وہ حیرت سے ان دونوں کو دیکھتے ہوئے کمرے سے باہر نکل گئے۔ شاید انہیں کرنل فریدی کے ان متضاد احکامات کی وجہ سے حیرت ہو رہی تھی۔

"ٹھیک ہے عمران ——— تم بھی جا سکتے ہو۔ ابھی میں حالات کو چیک کروں گا اور اگر کسی بھی لمحے مجھے معلوم ہوا کہ تم میرے ملک کے خلاف کوئی کھیل کھیل رہے ہو تو میں تمہیں پاتال سے بھی باہر کھینچ لوں گا" کرنل فریدی نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور بیرونی دروازے کی طرف مڑ گیا۔

"پاتال کا پتہ تو بتاتے جائیں ——— میں تو یہاں اجنبی ہوں" عمران نے اس کے پیچھے جاتے ہوئے کہا۔ لیکن کرنل فریدی سنی ان سنی کرتے ہوئے اندرونی طرف بڑھ گیا عمران بھی خاموشی سے اس کے پیچھے چلنے لگا۔ چونکہ کرنل فریدی نے کسی کو اس کے روکنے کے لئے نہ کہا تھا اس لئے کسی نے بھی اسے نہ روکا۔

اور وہ دونوں اس طرح آگے پیچھے چلتے ہوئے مل کے مخصوص شعبے کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ جیسے دونوں مل کا معائنہ کرنے آئے ہوں۔

"اب اتنی بھی بے نیازی اچھی نہیں ہوتی کرنل صاحب مجھے لیلیٰ کی جنس بدلتی ہوئی محسوس ہونے لگے۔" اچانک عمران نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

"جب تک تم مجھے یہ نہ بتاؤ گے کہ تم اس کھیل میں کیسے ملوث ہوئے ہو، میں تمہیں کچھ نہیں بتاؤں گا" کرنل فریدی نے مڑے بغیر سپاٹ لہجے میں کہا۔

"یہ بات آپ قاسم سے بھی پوچھ سکتے ہیں" عمران نے یکلخت سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"قاسم کے ہوش ٹھکانے نہیں ہیں۔ وہ مسلسل بہکی بہکی باتیں کر رہا ہے۔ شاید کوئی اندرونی دماغی چوٹ آگئی ہے اسے۔" کرنل فریدی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اندرونی دماغی نہیں بلکہ دلی چوٹ آئی ہے۔ اس بار کوئی سخت فل فلوٹی ٹکرا گئی ہے" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور کرنل فریدی چونک کر اس کی طرف مڑ گیا۔

"اوہ ——— تو تمہیں سب حالات کا علم ہے" کرنل فریدی کے لہجے میں حیرت تھی۔

"بس اتنی بات کا پتہ نہیں کہ ڈاکٹر آرنلڈ کے ساتھ یہاں سے نکلنے کے بعد کوٹھی تک پہنچنے کے درمیان کیا ہوا۔ بس ڈلپکے یہ بتاتے ہیں کہ ذرا سی غلطی ہو گئی اور قمر جلدی سے بنچ محل میں چھپ کر گھس گیا۔ میں نے اسے لاکھ چمکارا کہ بھائی صاحب باہر آ جاؤ تمہیں کچھ نہ کہا جائے گا۔ تمہاری والدہ سخت بیمار ہے لیکن وہ مانتا ہی نہیں ——— آخر نیدر لینڈ کا ہے۔ ایک نمبر ڈھیٹ واقع ہوا ہے" عمران کی زبان قینچی کی طرح چل رہی تھی۔

" راستے میں ڈاکٹر آرنلڈ کار ایک درختوں کے جھنڈ میں لے گیا۔ زیرو فورس نگرانی کرتی رہی لیکن جب یہ واپس نہ آئے تو وہ اندر داخل ہوئے تو قاسم کار میں بے ہوش پڑا تھا۔ اس کے سر پر چوٹ لگائی گئی تھی اور ڈاکٹر آرنلڈ غائب تھا۔ اور اب تک اس کا پتہ نہیں چل سکا۔

قاسم کو وہیں ہوش میں لایا گیا تو وہ بہکی بہکی باتیں کرنے لگا تو زیرو سروس والوں نے اسے بے ہوشی کا انجکشن لگا کر کار میں ڈالا اور کوٹھی پر چھوڑ آئے۔ وہاں کیپٹن حمید پہنچا تو اس نے ایک ڈکٹا فون ٹریس کر لیا۔ اور اس وقت تو میں یہی سمجھا تھا کہ یہ ڈکٹا فون مجرموں نے لگایا ہے لیکن اب تمہاری یہاں موجودگی کے بعد مجھے سو فیصد یقین ہے کہ یہ کام تمہارا ہو گا۔" کرنل فریدی نے کہا اور عمران ہنس پڑا۔

" یہ آج سارے الٹے کام آپ میرے گلے میں کیوں ڈالتے جا رہے ہیں —— بہرحال آپ نے مجھے حالات بتا دیئے ہیں تو اب میں بھی آپ کو بتا دیتا ہوں تاکہ آپ کا احسان مجھ پر نہ رہے۔ آپ جانتے تو ہیں کہ آپ کے اندر اگر آفریدی خون دوڑ رہا ہے تو میرے اندر چنگیزی خون دوڑ نہ رہا ہو گا تو کم از کم چل ضرور رہا ہو گا۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور کرنل فریدی صرف مسکرا کر رہ گیا۔

اور پھر عمران نے ڈاکٹر آرنلڈ سے متعلق کا غذات ٹریس ہونے سے لے کر قاسم کی کوٹھی تک پہنچنے کے سارے حالات

ہوئے۔ کیونکہ ظاہر ہے اب چھپانے کا کوئی فائدہ نہ تھا۔ وہ اس لئے یہ سب کچھ اکیلا کرنا چاہتا تھا تاکہ پکی پکائی کرنل فریدی کے سامنے رکھ کر اسے صرف کھیر چاٹنے کی دعوت لیکن اب کھیر پکنے سے پہلے ہی کرنل فریدی درمیان میں کود تھا اس لئے اب مسئلے کی نوعیت بدل گئی تھی۔

" اوہ —— تو یہ وہ ڈاکٹر آرنلڈ ہے۔ لیکن ریڈ سرکل کو قاسم ڈاکٹر جابر سے کیا مل سکتا ہے اور پھر میری سمجھ میں یہ بات بھی آرہی کہ آخر قاسم کیوں اتنا فرمانبردار بن گیا ہے۔ وہ تو ایسے حالات سے سو کوس دور بھاگنے والا آدمی ہے۔"

کرنل فریدی نے سوچتے ہوئے کہا۔ وہ دونوں اس وقت اس ون شعبے کے مین گیٹ سے کچھ فاصلے پر کھڑے بات چیت میں معروف تھے۔

" پہلے یہ بتایئے کہ یہ ڈاکٹر جابر صاحب کون ہیں۔ کیا انہوں ونگ میں ڈاکٹریٹ کی ہوئی ہے۔" عمران نے پوچھا۔

" ارے نہیں —— یہ ہمارے ملک کے بڑے مشہور دانشمندان تھے۔ اور مجھے بھی پہلی بار معلوم ہوا ہے کہ وہ یہاں ہی ون میں موجود رہتے ہیں۔ میں خود ان کی یہاں موجودگی کی بات سن کر بے حد حیران ہوا۔

قاسم اور ڈاکٹر آرنلڈ کے باہر جانے تک ڈاکٹر جابر بالکل صحیح سلامت تھا لیکن پھر اچانک اس کا رنگ بدلنے لگا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے مر گیا۔ ڈاکٹر نے اس کی موت کی وجہ انتہائی

شدید ذہنی صدمہ بتایا ہے۔" کرنل فریدی نے جواب دیا۔
"شدید ذہنی صدمہ ـــــ اوہ ـــــ اوہ ـــــ کرنل فریدی
اب میں سمجھ گیا۔ مجھے یقین ہے کہ آپ کی حکومت نے اس معا
میں آپ کو بھی لاعلم رکھا ہے۔" عمران نے سرہلاتے ہوئے کہا۔
"کیا مطلب ـــــ کس معاملے کی بات کر رہے ہو۔" کرنل فریدی
نے چونک کر کہا۔
"ڈاکٹر آرنلڈ بھی سائنسدان ہے اور اسلحہ اس کی مخصوص فیل
ہے۔ خاص طور پر انتہائی حساس اسلحہ۔ یقیناً آپ کے اس ایس
وَن شعبے میں خفیہ طور پر کسی حساس اسلحے کے فارمولے پر کام
رہا ہوگا۔ جس کی بھنک ریڈ سرکل کو مل گئی۔ ڈاکٹر جابر یقیناً اس
شعبے کا انچارج ہوگا یا پھر اس فارمولے کا موجد ہوگا اور میرا خیا
ہے کہ اس شعبے میں کسی غیر متعلق آدمی کو داخل نہ ہونے دی
جاتا ہوگا۔ لیکن ظاہر ہے قاسم پر یہ پابندی نہیں ہو سکتی تھی۔ ا
لئے قاسم کو استعمال کیا گیا اور قاسم ڈاکٹر آرنلڈ کو ہمراہ لے
اس شعبے میں داخل ہوا۔
وہاں سے ڈاکٹر آرنلڈ وہ فارمولا لے اڑا ـــــ کس ع
لے اڑا، یہ مجھے معلوم نہیں ـــــ بہرحال وہ اپنے مق
میں کامیاب ہوگیا۔ اس نے قاسم کو راستے میں بے ہوش کیا
فرار ہوگیا ـــــ لازماً اسے نگرانی کا علم ہوگیا ہوگا۔ بعد میں ج
ڈاکٹر جابر نے فارمولا چیک کیا ہوگا تو اسے غائب دیکھ
اسے شدید ذہنی صدمہ پہنچا ـــــ اور نتیجہ یہ کہ وہ

گیا ـــــ قیاس جانتے ہیں آپ"۔ عمران سنجیدگی سے بات
تے کرتے آخر میں پھر پٹڑی بدلنے لگا تھا۔
"تم نے واقعی درست تجزیہ کیا ہے عمران ـــــ ساری
ہانی ایسی ہی ہے۔ مجھے بھی بعد میں معلوم ہوا ہے کہ ہماری
مت نے سر عاصم کو اعتماد میں لے کر ایک خفیہ میزائل کی
اری کے لئے یہاں خصوصی شعبہ قائم کیا ہے اس شعبے میں
یک مخصوص قسم کا ریشہ تیار کیا جاتا ہے جو اس میزائل میں
تعمال ہوتا ہے لیکن بات ابھی تجربے تک ہی محدود تھی اور
اب مکمل ہو کر اب اس کی عملی کارروائی شروع ہو رہی تھی کہ
سرکل یہ فارمولا لے اڑا ہے اور میرا خیال ہے ڈاکٹر جابر اپنی
موت نہیں مرا۔ اسے کوئی مخصوص زہر والی سوئی لگائی ہو
ی۔ کیونکہ اس فارمولے کا موجد بھی ڈاکٹر جابر ہی تھا۔ یہ اور
ت ہے کہ اس زہر کا اثر دیر بعد ظاہر ہوتا لیکن اچانک صدمے
وجہ سے پہلے ظاہر ہو گیا۔"
کرنل فریدی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔
"اوہ ـــــ تو پھر آپ یہاں کیا چیک کرنے آئے ہیں۔
پہلے میری تو کھڑے کھڑے ٹانگیں کانپنے لگی ہیں۔ اور آپ نجانے
کھاتے ہیں۔ کہ آپ کی ٹانگوں میں تو جنبش تک نہیں آئی"
عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔
"میں صرف یہ چیک کرنے آیا ہوں کہ ڈاکٹر جابر کے علاوہ
ں فارمولے کا علم اور کس کس کو تھا اور یہ فارمولا کس شکل

میں تھا جب اسے چرایا گیا ۔ آؤ میرے ساتھ" کرنل فریدی
نے سر ہلاتے ہوئے کہا ۔

"آپ چیک کریں ـــــــ میں تو اپنے خالہ جاد کے ہاں
جا رہا ہوں ـــــــ اب میرا کام تو ہو گیا ختم ۔ اب آپ جانیں
آپ کا فارمولا" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

"ٹھیک ہے ـــــــ میں خود وہیں آرہا ہوں ۔ ویسے تم
اور کیپٹن حمید سے زیادہ قاسم کو ڈیل کر سکتے ہو ۔ اس لئے تمہارا
وہاں پہنچنا ضروری ہے" کرنل فریدی نے جواب دیا ۔

"ایک تو آپ کا دماغ نجانے اتنا تیز رفتار کیوں ہے
ابھی سوچتا بعد میں ہوں ، آپ نتیجے تک پہلے پہنچ جاتے ہیں"
عمران نے رو دینے والے لہجے میں کہا اور کرنل فریدی
بے اختیار ہنستا ہوا ایس و ن کی طرف بڑھ گیا جبکہ عمران
واپس گیٹ کی طرف بڑھنے لگا ۔

دروازے پر دستک کی آواز سنتے ہی میز کے پیچھے بیٹھا ہوا
جانسن چونک پڑا ۔

"یس ـــــــ کم ان" اس نے کرخت لہجے میں کہا ۔

دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا ۔

"کیا رپورٹ ہے ہنری" جانسن نے چونک کر پوچھا ۔

"باس ـــــــ فارمولا ڈاکٹر آرنلڈ نے حاصل کر لیا ہے"
آنے والے نے قریب آکر مودبانہ لہجے میں کہا ۔

"اوہ ـــــــ گڈ ـــــــ کہاں ہے فارمولا" جانسن بے اختیار
اچھل کر کھڑا ہو گیا تھا ۔

"وہ ڈاکٹر آرنلڈ کے پاس ہے اور وہ غائب ہے"
ہنری نے سہمے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا ۔

"غائب ہے ـــــــ کیا مطلب" جانسن کے لہجے میں

بھیڑیئے کی سی غراہٹ تھی۔

" باس ۔۔۔ منصوبے کے مطابق ڈاکٹر آرنلڈ نے پوائنٹ تھری پر پہنچنا تھا اور رپورٹ دینی تھی۔ لیکن جب ڈاکٹر وہاں نہ پہنچا تو میں نے انکوائری کرائی۔ تب معلوم ہوا کہ ڈاکٹر آرنلڈ قاسم کے ساتھ ایس ون میں گیا۔ وہاں سے وہ واپس آیا تو قاسم اس کے ساتھ تھا۔

اس کے بعد قاسم کی کار سمیت وہ راستے میں درختوں کے ایک گھنے جھنڈ میں داخل ہو گیا۔ اسے یقیناً معلوم ہو گیا تھا کہ کرنل فریدی کے آدمی اس کی نگرانی کر رہے ہیں۔ بعد میں وہ سامنے آگئے تھے۔ لیکن درختوں کے جھنڈ میں کار میں بے ہوش پڑا پایا گیا۔ لیکن ڈاکٹر آرنلڈ غائب تھا۔ ہوش میں آکر بہکی بہکی باتیں کر رہا تھا۔ اس کا دماغی توازن درست نہ رہا تھا۔ زیرو فورس قاسم کو اس کی کوٹھی تک پہنچا گئی۔" ہنری نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" لیکن اس سے یہ کہاں ثابت ہوتا ہے کہ ڈاکٹر آرنلڈ فارمولا حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا ہے۔" جانسن نے سخت لہجے میں کہا۔

" میں بتا رہا ہوں باس ۔۔۔ بعد میں معلوم ہوا کہ ڈاکٹر جابر ہلاک ہو گیا ہے۔ کرنل فریدی کیس کی تفتیش کر رہا ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ڈاکٹر جابر کی موت کی وجہ ذہنی صدمہ بتائی گئی ہے۔ اس کا صاف مطلب ہے کہ پلاننگ کے مطابق ڈاکٹر

آرنلڈ نے فارمولا حاصل کرنے کے بعد ڈاکٹر جابر کو سوفٹ پن ہٹ کر دی تھی۔ اگر وہ فارمولا حاصل نہ کر چکا ہوتا تو کبھی سوفٹ پن استعمال نہ کرتا۔" ہنری نے جواب دیا۔

" اوہ ۔۔۔ واقعی تم ٹھیک کہہ رہے ہو ۔۔۔ سوفٹ پن کا استعمال بتا رہا ہے کہ ڈاکٹر آرنلڈ فارمولا حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا ہے لیکن معاہدے کے مطابق وہ پوائنٹ پر کیوں نہیں پہنچا۔" جانسن نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

" کیپٹن حمید اس وقت آرنلڈ اور قاسم کے پیچھے لگ گیا تھا جب ڈاکٹر آرنلڈ قاسم کو ٹرانس میں لا کر کار میں بیٹھ کر ایس ون جا رہا تھا۔ ہم نے کیپٹن حمید کو چیک کر لیا تھا۔ چنانچہ اسے روکنے کے لئے ہم نے اس کی کار کا ٹائر برسٹ کر دیا تھا۔ لیکن اس وقت تک ہمیں کرنل فریدی کی زیرو سروس کا علم نہ ہو سکا تھا۔ یہ تو اس وقت سامنے آئے جب ڈاکٹر آرنلڈ غائب ہو گیا۔"

ہنری نے مزید تفصیلات بتاتے ہوئے کہا۔

" اس کا مطلب ہے کہ ڈاکٹر آرنلڈ ریڈ سرکل سے غداری پر آمادہ ہو گیا ہے۔" جانسن نے غراتے ہوئے کہا۔

" اس کے پوائنٹ تھری پر رپورٹ نہ کرنے سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے۔" ہنری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" لیکن اس طرح وہ اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال رہا ہے۔ ریڈ سرکل سے غداری کرنے والا زندہ نہیں رہ سکتا۔ یہ بات طے ہے۔ تم اسے تلاش کرو ہر صورت میں اور ہر قیمت پر۔" جانسن نے تیز لہجے

میں کہا۔

" میرے آدمی اسے تلاش کر رہے ہیں اور یہ بھی بتا دوں باس
کہ کرنل فریدی کی زیرو فورس بھی ڈاکٹر آرنلڈ کو تلاش کر رہی
ہے اور ظاہر ہے وہ ہم سے زیادہ بہتر طور پر ایسا کر سکتے ہیں
چنانچہ میں نے یہ پلاننگ کی ہے کہ اپنے طور پر بھی ڈاکٹر آرنلڈ کو
تلاش کرتا رہوں۔ اور میں نے زیرو سروس کے ایک آدمی کو
گانٹھ لیا ہے۔ اگر وہ اسے تلاش کریں گے تو یہ آدمی ہمیں اطلاع
دے دے گا۔" ہنری نے کہا۔

" ویری گڈ ——— ویری گڈ ——— بہر حال یہ فارمولا ہر صورت
میں ہم نے حاصل کرنا ہے" جانسن نے کہا۔

" ایسا ہی ہو گا باس " ——— ہنری نے سر ہلاتے ہوئے کہا
اور پھر اس سے پہلے کہ جانسن کوئی اور بات کرتا۔ اچانک میز پر پڑے
ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔ جانسن نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا
لیا۔

" یس ———" جانسن نے تیز لہجے میں کہا۔

" میں ڈاکٹر آرنلڈ بول رہا ہوں" دوسری طرف سے ڈاکٹر
آرنلڈ کی آواز سنائی دی اور جانسن اس آواز کو سن کر بری
طرح چونک پڑا۔

" اوہ ——— ڈاکٹر آرنلڈ تم کہاں ہو ——— تم نے پوائنٹ
تھری پر رپورٹ نہیں کی" جانسن نے چونک کر انتہائی سخت
لہجے میں کہا۔

" میں نے سوچا کہ پوائنٹ تھری کی بجائے براہِ راست آپ کو
رپورٹ کیوں نہ دوں"

دوسری طرف سے ڈاکٹر آرنلڈ کی آواز سنائی دی۔ اس کا
انداز قدرے تمسخرانہ تھا۔

" کیا مطلب ——— کیا کہنا چاہتے ہو تم ؟" جانسن نے
غراتے ہوئے کہا۔

" مسٹر جانسن ——— مجھے معلوم ہے کہ آپ ریڈ سرکل کے انتہائی
با اختیار آدمی ہے اور ریڈ سرکل ایکریمیا کی انتہائی با اختیار ایجنسی
ہے۔ لیکن جس ملک میں آپ بیٹھے ہیں یہ ایکریمیا نہیں ہے نیدر لینڈ
ہے۔ اگر میں کرنل فریدی کو فون کر کے آپ کی موجودگی کے
متعلق بتا دوں تو کرنل فریدی جونک کی طرح آپ سے چمٹ جائے
گا ——— لیکن میں ایسا نہیں کروں گا۔

آپ کو رپورٹ تو مل گئی ہو گی کہ میں نے فارمولا حاصل کر لیا
ہے لیکن ڈاکٹر جابر سے گفتگو کے دوران مجھے اس فارمولے کی
اصل حیثیت کا علم ہوا ہے ——— اس لئے اب اگر آپ فارمولا
حاصل کرنا چاہتے ہیں تو آپ کو مجھ سے نئے سرے سے معاوضہ
طے کرنا ہو گا۔ ورنہ میں یہ فارمولا روسیاہ، شوگران، ولیسٹرن
کارمن یا کسی بھی بڑے ملک کو آسانی سے فروخت کر سکتا ہوں۔
اور یہ بھی سن لیں کہ اگر آپ نے یہ کال ٹریس کرنے کی کوشش
کی تو آپ کو ناکامی ہو گی۔ ڈاکٹر آرنلڈ ان معاملات میں نیا نہیں ہے
مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ کرنل فریدی اور اس کی پوری فورس بالکل

کتوں کی طرح مجھے تلاش کر رہی ہے لیکن وہ ڈاکٹر آرنلڈ کو قیامت تک ٹریس نہ کر سکیں گے اور یہی بات میں آپ سے بھی کہہ رہا ہوں ـــــ آپ کے آدمی بھی مجھے ٹریس نہ کر سکیں گے۔''

ڈاکٹر آرنلڈ کے لہجے میں ایسا اعتماد تھا کہ جانسن بے اختیار ہونٹ کاٹنے لگا۔

''تمہیں معلوم ہے کہ تمہارے یہ الفاظ ریڈ سرکل کے ساتھ غداری کے مترادف ہیں اور ریڈ سرکل سے غداری کا انجام انتہائی بھیانک ثابت ہو سکتا ہے'' جانسن نے غراتے ہوئے کہا۔

''مجھے سب معلوم ہے مسٹر جانسن ـــــ میرا نام ڈاکٹر آرنلڈ ہے زندگی میں صرف ایک آدمی مجھ سے ٹکرایا تھا۔ جس نے مجھے حیرت انگیز طور پر پکڑ لیا تھا اور وہ شخص تھا پاکیشیا کا علی عمران ـــــ لیکن میری خوش قسمتی تھی کہ عمران نے میرا کیس انٹیلیجنس کو ریفر کر دیا تھا وہ اس طرح میں جیل سے فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا۔ پھر میں نے آج تک پاکیشیا کا رخ نہیں کیا۔ میرا دائرہ کار یورپ تک ہی محدود رہا ہے۔ البتہ پاکیشیا میں میرے شناخت کاغذات موجود تھے جو میں بہرحال حاصل کرنے کا خواہشمند تھا لیکن اس طرح کہ مجھے خود پاکیشیا نہ جانا پڑے اور ریڈ سرکل کی وجہ سے میں اس معاملے میں بھی کامیاب ہو گیا۔ کاغذات مجھے مل گئے ہیں اور یقین کرو کہ اس معمولی سے احسان کی وجہ سے میں نے تمہیں اب فون بھی کیا ہے تاکہ اگر تمہاری پارٹی میری

مرضی کا معاوضہ دے دے تو میں فارمولا تمہارے حوالے کر دوں گا۔ ورنہ میں اب تک اسے نجانے کہاں پہنچ چکا ہوتا۔''

ڈاکٹر آرنلڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تم کتنا معاوضہ طلب کر رہے ہو؟'' جانسن نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

''دس کروڑ ڈالر ـــــ اور وہ بھی سوئٹزر لینڈ کے بنک میں میرے مخصوص اکاؤنٹ میں جمع ہونے چاہئیں'' ڈاکٹر آرنلڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''دس کروڑ ڈالر ـــــ کیا تمہارا دماغ تو خراب نہیں ہو گیا۔ سنو ڈاکٹر آرنلڈ ـــــ پہلے تمہارے ساتھ پچاس ہزار ڈالر کا معاہدہ ہوا تھا۔ اب میں اپنے طور پر یہ کر سکتا ہوں کہ پانچ ہزار ڈالر مزید بڑھا دیتا ہوں۔ اس سے زیادہ ایک پیسہ بھی نہیں بڑھے گا۔'' جانسن نے تیز لہجے میں کہا۔

''تم تو شاید حاتم طائی کے بھی باپ ہو مسٹر جانسن ـــــ بہت خوب ـــــ بہرحال سن لو۔ میں اب مزید صرف آٹھ گھنٹے تمہارا انتظار کروں گا۔ آٹھ گھنٹے کے بعد میں ایک بار پھر فون کر کے پوچھوں گا۔ اگر تم نے دس کروڑ ڈالر تسلیم کر لئے تو ٹھیک ورنہ پھر تمہارا میرا معاملہ ختم ـــــ اس کے بعد ریڈ سرکل سے ہو سکے تو مجھے ٹریس کر لے اور فارمولا حاصل کر لے ورنہ فارمولا اس کے آدھے گھنٹے بعد روسیاہ پہنچ جائے گا۔ گڈ بائی''

دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم

ہو گیا۔

" احمق ـــــ نان سنس ـــــ فول ـــــ اس کا دماغ خراب ہو گیا ہے " ـــــ جانسن نے ریسیور رکھ کر بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

" واقعی باس ـــــ اس کا دماغ خراب ہو گیا ہے "۔

ہنری جواب تک خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ بول پڑا۔

" اب یہ ہمارے لئے چیلنج بن چکا ہے ہنری۔ اب ہر صورت میں ہم نے اسے نہ صرف ٹریس کرنا ہے بلکہ اس سے فارمولا بھی حاصل کرنا ہے اور اسے عبرتناک سزا بھی دینی ہے ہر صورت میں ہر قیمت پر "۔ جانسن نے میز پر مکہ مارتے ہوئے کہا۔

" آپ بے فکر رہیں باس ـــــ ڈاکٹر آرنلڈ کو اپنے متعلق یقیناً ضرورت سے زیادہ خوش فہمی ہو گئی ہے۔ میرا وعدہ ہے کہ زیادہ سے زیادہ چار گھنٹوں کے اندر ڈاکٹر آرنلڈ زندہ یا مردہ فارمولے سمیت آپ کے سامنے ہوگا "۔ ہنری نے کرسی سے اٹھتے ہوئے انتہائی با اعتماد لہجے میں کہا۔

" اگر ایسا ہو جائے ہنری تو یقین کرو ریڈ سرکل میں تمہارا عہدہ جمپ لگا کر بہت اونچا پہنچ جائے گا۔ یہ میرا وعدہ ہے اور تم جانتے ہو کہ میں اپنا وعدہ پورا کرنے کی طاقت رکھتا ہوں "۔

جانسن نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

" بالکل جناب ـــــ آپ سمجھ لیں کہ ایسا ہو گیا ہے۔ میرے ذہن میں ایک آئیڈیا ہے اور مجھے یقین ہے کہ اس آئیڈیے کے

تحت میں اس حقیر چوہے کو اس کے بل سے دم سے پکڑ کر کھینچ لوں گا۔ " ہنری نے کہا۔

" آئیڈیا ـــــ کیسا آئیڈیا "۔ جانسن نے چونک کر پوچھا۔

" باس ـــــ ڈاکٹر آرنلڈ انتہائی عیاش آدمی ہے کچھ بھی ہو جائے یہ عیاشی کے بغیر نہیں رہ سکتا اور مجھے معلوم ہے کہ اس عیاشی کے لئے اس نے یہاں ایک آدمی رکھا ہوا ہے۔ یہ آدمی ایک ہوٹل میں ویٹر ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ ڈاکٹر آرنلڈ جہاں بھی ہوگا لازماً اس آدمی سے رابطہ قائم کرے گا۔ اس لئے میں اس آدمی کی بھرپور نگرانی کراؤں گا۔ اس طرح یہ شخص لازماً ٹریس ہو جائے گا۔ " ہنری نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" گڈ آئیڈیا ـــــ بس خیال رکھنا یہ شخص اب بے حد محتاط ہوگا "۔ جانسن نے کہا اور ہنری سر ہلاتا ہوا واپس دروازے کی طرف مڑ گیا۔

عمران کے لیے چونکہ میک اپ بیکار ہو چکا تھا۔ اس لیے
عاصم ٹیکسٹائل مل سے واپسی پر وہ ایک کیفے پر اتر گیا۔ اس نے
باتھ روم میں جا کر میک اپ سے پیچھا چھڑایا اور پھر کیفے میں بیٹھ
کر اس نے چائے کا آرڈر دے دیا۔ اور موجودہ حالات پر غور
شروع کر دیا۔

اسے یہ تو معلوم ہو چکا تھا کہ ڈاکٹر آرنلڈ نے جو فارمولا چرایا
ہے وہ کسی حساس دفاعی اسلحے سے متعلق ہے۔ اسے اب
صرف اس فارمولے کی تفصیلات سے دلچسپی تھی۔ وہ بھی صرف
سائنسدان ہونے کی حد تک۔ چنانچہ وہ اس فارمولے کو کرنل
فریدی سے پہلے حاصل کرنا چاہتا تھا۔

لیکن ڈاکٹر آرنلڈ غائب ہو چکا تھا اور زیرو فورس بھی باوجود
کوشش کے ابھی تک اسے ٹریس نہ کر سکی تھی۔ عمران کو معلوم

تھا کہ اب ڈاکٹر آرنلڈ یا ریڈ سرکل کا کوئی آدمی آسانی سے فارمولا
یہاں سے باہر نہ نکال سکے گا۔ کیونکہ کرنل فریدی نے یقیناً اس
کے روکنے کے بھرپور انتظامات کر رکھے ہوں گے۔ اور وہ
زیرو فورس کی کارکردگی سے واقف تھا کہ وہ اڑتی چڑیا کے
پر بھی گن لینے کی صلاحیت رکھتے تھے۔ اس لیے اسے
یقین تھا کہ فارمولا فوری طور پر نیدرلینڈ سے باہر نہیں جا
سکتا لیکن اب اسے ٹریس کیسے کیا جائے۔ یہ بات سوچنے
کی تھی۔

وہ چائے کی چسکیاں لینے کے ساتھ ساتھ اس بات پر
غور کر رہا تھا کہ اچانک ایک خیال اس کے ذہن میں بجلی کے
کوندے کی طرح جگمگا اٹھا۔

اسے کرنل فریدی کی بات یاد آ گئی تھی کہ قاسم ہوش میں
آنے کے بعد بہکی بہکی باتیں کر رہا ہے۔ اس کا مطلب ہے
کہ اس کا اندازہ درست ہے کہ قاسم کے ذہن کو ہپناٹائز کیا
گیا ہے اور قاسم چونکہ ٹرانس کے دوران بے ہوش ہوا ہے
اس لیے جب تک اسے ٹرانس سے نہ نکالا جائے گا۔ وہ
مکمل طور پر ہوش میں نہ آ سکے گا۔

اور عمران یہ بات بھی جانتا تھا کہ ٹرانس کے دوران
معمول کا ذہنی تعلق عامل کے ذہن کے ساتھ رہتا ہے۔ گویہ
لنک غیر مرئی ہوتا ہے۔ لیکن ایک مخصوص طریقے سے معمول کے
ذہن کو استعمال کر کے عامل کا سراغ لگایا جا سکتا ہے۔ اور چونکہ

عمران کے مطابق اسے ہپناٹائز کرنے والا ڈاکٹر آرنلڈ تھا
اس لئے قاسم کو استعمال کر کے ڈاکٹر آرنلڈ کا سراغ لگایا جا
سکتا ہے
چنانچہ اس نے دل ہی دل میں فیصلہ کر لیا کہ وہ اس
طریقے کو ضرور آزمائے گا۔ کیونکہ اسے یقین تھا کہ اس طرح وہ
نہایت آسانی سے ڈاکٹر آرنلڈ تک پہنچ جائے گا۔
چنانچہ چائے کا آخری گھونٹ لے کر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔
اس نے ایک چھوٹا نوٹ نکال کر پیالی کے نیچے رکھا اور تیز تیز
قدم اٹھاتا کیفے سے باہر نکل آیا
باہر نکلتے ہی اسے خالی ٹیکسی مل گئی۔ چنانچہ تھوڑی دیر بعد
وہ قاسم کی کوٹھی کے گیٹ پر موجود تھا۔ کال بیل کا بٹن دبانے
کے بعد جمن کی شکل دوبارہ پھاٹک کی چھوٹی کھڑکی میں دکھائی دی۔
" اوہ ——— گھمن صاحب ——— جناب کے بال بچے بخیریت
ہیں ——— چلو بچے نہ سہی بال ہی سہی"۔ عمران نے خالصتاً
احمقانہ انداز میں کہا۔
" آپ پھر آ گئے حضور لیکن ....." جمن نے حیرت بھرے
لہجے میں عمران کو اس کی اصل شکل میں دیکھتے ہوئے کہا۔
" اب میں باقاعدہ طور پر آیا ہوں" عمران نے مسکراتے
ہوئے جواب دیا۔
" آیئے ——— !" جمن نے مختصر طور پر کہا اور کھڑکی سے
غائب ہو گیا۔ عمران اندر داخل ہوا تو اس نے پوری کوٹھی پہ

ویرانی سی چھائی ہوئی دیکھی۔ جمن کا چہرہ بھی اترا ہوا تھا۔
" ارے کیا ہوا ——— میرا خالہ جاد تو اپنے دیو جیسے جسم سمیت
ٹھیک ہے ناں" عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔
" حضور ——— کیا بتائیں۔ چھوٹے صاحب پاگل ہو گئے ہیں وہ
سب کو کاٹنے کے لئے دوڑتے ہیں۔ اب ڈاکٹر نے انہیں نیند کا
انجکشن دے دیا ہے۔ یا اللہ چھوٹے صاحب کو ٹھیک کر دے"۔
جمن نے روتے ہوئے کہا۔
" ارے ——— تم فکر نہ کرو ——— ایسے مریضوں کا اصل ڈاکٹر
میں ہوں۔ تم دیکھنا کیسے ٹھیک ہو جائے گا تمہارا چھوٹا صاحب
ویسے ایک بات ہے تمہیں قاسم کو چھوٹا صاحب کہتے اس بیچارے
پر ترس نہیں آتا"۔ عمران نے عمارت کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔
اور جمن اس طرح ہنس پڑا جیسے بیک وقت رو بھی رہا ہو اور ہنس
بھی رہا ہو۔
" وہ کیپٹن حمید صاحب چلے گئے ہیں" عمران نے پوچھا۔
" جی ہاں ———" جمن نے جواب دیا اور قاسم سر ہلاتا ہوا برآمدے
میں داخل ہوا۔ اسے قاسم کے مخصوص بیڈ روم کا علم تھا۔ اس لئے وہ
سیدھا اسی طرف بڑھ گیا۔ قاسم واقعی اپنے جہازی سائز کے بیڈ پر
چت پڑا ہوا تھا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے بیڈ پر گوشت کا پہاڑ پڑا
ہوا ہو۔ جو دھیرے دھیرے ہل رہا ہو۔ لیکن قاسم خراٹے نہ لے
رہا تھا۔ ورنہ عام حالات میں تو اس وقت کمرہ اس کے خراٹوں
سے گونج رہا ہوتا۔

عمران آگے بڑھا اور پھر اس نے ایک ہاتھ قاسم کی نا
پر اور دوسرا ہاتھ اس کے منہ پر جما دیا۔

" ارے — ارے جناب — یہ آپ کیا کر رہے
اچانک جمن نے چیختے ہوئے کہا۔ وہ ہاتھ میں شربت کا
گلاس پکڑے اندر داخل ہو رہا تھا۔ دوسرے لمحے جھٹکے کے
ساتھ گلاس اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر فرش پر گرا اور ٹوٹ

" تمہارے اس چھوٹے سے صاحب کا چھوٹا سا گلا دبا رہا
ہوں"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" پپ — پپ — پولیس"۔ جمن بری
طرح چیخا اور واپس مڑ گیا۔

" رُک جاؤ " — عمران نے غراتے ہوئے کہا اور درواز
تک پہنچ جانے والا جمن یکلخت اس طرح رُک گیا جیسے اس
ٹائٹ قسم کی بریک لگ گئی ہو۔

عمران جانتا تھا کہ اگر اسے روکا نہ گیا تو وہ ابھی کرنل فریدی
یا کیپٹن حمید کو فون کر دے گا اور نتیجہ یہ ہو گا کہ اس کا سارا منصو
فیل ہو جائے گا۔

" احمق آدمی — میں تمہارے چھوٹے صاحب کو ختم
کر رہا ہوں"۔ عمران نے سخت لہجے میں کہا اور اس کے سا
ہی اس نے دونوں ہاتھ ہٹا لیے۔ کیونکہ قاسم کے جسم میں ہونے
والی حرکت کا اسے احساس ہو گیا تھا۔

" اوہ — اچھا — اچھا صاحب معاف کر دیجئے۔ میں

سمجھا آپ چھوٹے صاحب کو قتل کر رہے ہیں"۔ جمن نے
شرمندہ سے لہجے میں کہا۔ عمران کے ہاتھ ہٹا لینے سے اسے
شاید زیادہ اطمینان ہو گیا تھا۔

" تم اب باہر ٹھہرو اور جب تک میں نہ کہوں کوئی اس
کمرے کے قریب بھی نہ آئے ورنہ تمہارا چھوٹا صاحب ہمیشہ کے
لیے چھوٹا ہو جائے گا"۔ عمران نے کرخت لہجے میں کہا اور جمن
سر ہلاتا ہوا کمرے سے باہر چلا گیا۔

عمران آگے بڑھا اور اس نے دروازہ کھول کر باہر راہداری
کو چیک کیا۔ اسے خطرہ تھا کہ کہیں جمن باہر رُک کر سُن نہ رہا ہو۔
وہ دراصل یہ نہ چاہتا تھا کہ کسی کو معلوم ہو سکے کہ قاسم ٹرانس
میں ہے۔ اس نے کرنل فریدی کو بھی اس بارے میں کچھ نہ
بتایا تھا ورنہ ظاہر ہے کرنل فریدی بھی اسی لائن پہ سوچتا جس
لائن پہ عمران سوچ رہا تھا۔

راہداری کو چیک کرنے کے بعد عمران واپس مڑا اور اس
نے دروازہ اندر سے بند کر کے مین لائٹ بجھا دی اور صرف
نیلے رنگ کی بیڈ روم لائٹ کو جلنے دیا۔ اس طرح کمرے میں ہلکے
نیلے رنگ کی خواب آلود روشنی پھیل گئی تھی۔

عمران جب دوبارہ قاسم کے بیڈ کے قریب پہنچا تو قاسم کے
پپوٹے آہستہ آہستہ کھل رہے تھے۔ وہ ہوش میں آ رہا تھا۔

عمران نے پاس پڑی ہوئی کرسی گھسیٹی اور اس انداز میں
رکھی کہ اس پر بیٹھ کر وہ براہ راست لیٹے ہوئے قاسم کی آنکھوں

میں دیکھ سکے۔

قاسم کی آنکھیں اب کھل گئی تھیں لیکن ان میں ابھی شعور کی چمک پیدا نہ ہوئی تھی۔ اور عمران اسی موقع کے انتظار میں تھا کیونکہ شعور میں آجانے کے بعد قاسم کو ٹرانس میں لانا بیحد مشکل ہوجاتا۔ جبکہ لاشعوری کیفیت کے دوران وہ جلدی ٹرانس میں آسکتا تھا۔

"قاسم ...... تم میری آواز سن رہے ہو —— بولو ہاں"
عمران نے اس کی آنکھوں میں غور سے دیکھتے ہوئے سرد اور بھرائے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

اور قاسم کی آنکھوں میں پیدا ہونے والی شعور کی ہلکی سی رمق یکلخت غائب ہوگئی۔ ایسا محسوس ہونے لگا تھا جیسے اس کی کیفیت عمران کی آواز سنتے ہی اپنی جگہ ساکت ہوگئی ہو۔

"ہاں" —— قاسم کی ہلکی سی آواز سنائی دی۔ انداز ایسا تھا جیسے قاسم کسی گہرے کنوئیں کی تہہ سے بول رہا ہو۔

"قاسم —— تم نے اپنے ذہن کو میرے کنٹرول میں دے دیا ہے —— بولو ہاں" عمران نے دوبارہ اسی مخصوص بھرائے ہوئے لیکن سرد لہجے میں کہا۔

"ہاں —— !" قاسم کی اسی انداز کی آواز دوبارہ سنائی دی۔
عمران پلکیں جھپکائے بغیر قاسم کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے ہوئے تھا۔

"قاسم —— تم نے پچھلے ایک ماہ کی یادداشت — کو میرے

کنٹرول میں دے دیا ہے —— بولو ہاں" عمران نے کہا۔

"ہاں —— !" قاسم نے جواب دیا۔

عمران کو چونکہ معلوم تھا کہ قاسم ذہنی طور پر خاصا کند ذہن واقع ہوا ہے۔ اس لئے وہ جان بوجھ کر ساتھ اضافی 'بولو ہاں' کہہ دیتا تھا تاکہ قاسم کے ذہن کو جواب دینے میں زیادہ جدوجہد نہ کرنا پڑے۔ ہپناٹزم کی یہ مخصوص تکنیک تھی۔

"قاسم —— آج سے ٹھیک ایک ماہ پہلے ٹھیک بارہ تاریخ کو اس وقت تم کیا کر رہے تھے۔" عمران نے تیز لہجے میں کہا۔ اب اسے بولو کہنے کی ضرورت نہ تھی کیونکہ قاسم نے صرف دماغ میں محفوظ یادداشت کو دہرانا تھا۔ اس لئے اس کے ذہن کو غیر معمولی جدوجہد کرنے کی ضرورت نہ تھی۔

"گسل کر رہا تھا" قاسم نے اسی طرح ڈوبے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

"بارہ تاریخ کا کوئی خاص واقع بتاؤ جو تمہارے عام معمول سے ہٹا ہوا ہو" عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے پوچھا۔

"کچھ نہیں —— سالا سپاٹ دن تھا"
قاسم نے جواب دیا اور عمران نے اگلی تاریخ کے بارے میں پوچھنا شروع کر دیا۔

اور پھر جب قاسم نے کہ حسینہ ورلڈ سالی —— مس مرسی ورنسی آئی تھی —— سالی کیمرہ چکر..... تو عمران چونک پڑا۔

"کیا کیمرہ چکر —— قاسم تفصیل بتاؤ یہ میرا حکم ہے" عمران

نے لہجے کو اور زیادہ سخت بناتے ہوئے کہا۔

"مم ــ مم مجھے سرم آتی ہے ــ مم ــ مم ــ میں بے گناہ ہوں ــ سالی مارسی کو میں نے کچھ نہیں کہا۔ اللہ میاں جی سب جانتے ہیں"۔

قاسم نے ڈوبتے ہوئے لہجے میں کہا اور عمران سمجھ گیا کہ قاسم نے جس بلیک میلنگ کا ذکر کیا تھا وہ یہی ہوگا کہ کیمرہ ٹرک سے مس مرسی اور قاسم کی عریاں تصاویر کھینچ لی گئی ہوں گی

"اچھا چھوڑو ــ تم واقعی بے گناہ ہو ــ اس کے بعد کیا ہوا مس مرسی تمہیں ملی"۔ عمران نے موضوع بدلتے ہوئے کہا۔

"مل جاتی تو سالی کی ٹانگیں نہ چیر دیتا ــ سالی منافق ــ شیطان کی پوتی"۔ قاسم کے لہجے میں ہلکا سا غصہ عود کر آیا تھا۔

"کیسے چیر دیتے ــ تم تو بزدل ہو"۔ عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"ہاں ــ میں بزدل تھا مگر وہ سالی ڈوری نے مجھے ہمت کا کیپسول کھلا دیا تھا۔ میں یہ کیپسول جسوس بن کر لے آیا تھا"۔

قاسم نے جواب دیا اور عمران اس کی یہ بات سن کر بری طرح چونک پڑا۔

"پوری تفصیل بتاؤ"۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا اور جواب میں قاسم نے مس ڈوری کے ملنے، ٹیلیگرام جانے اور پھر وہاں ہمت پیدا کرنے کے لئے سامنے والی کوٹھی سے کیپسول والی ڈبیا اڑانے کی تفصیل بتانی شروع کر دی۔

عمران خاموشی سے سنتا رہا ــ لیکن آخری الفاظ پر آکر قاسم کا لہجہ لڑکھڑانے لگا اور آواز بھی مزید دب گئی۔

"بولو ــ بولو ــ پھر کیا ہوا۔ تمہارے ذہن کو میں حکم دیتا ہوں کہ جو کچھ اس میں محفوظ ہے وہ زبان پر لے آئے"۔ عمران نے انتہائی تیز لہجے میں کہا اور پھر قاسم کی زبان اس طرح چلنے لگی جیسے وہ لاشعور سے بھی نچلی تہہ تحت الشعور کے زیر اثر بول رہا ہو اور اس نے ڈوری کے احکامات بتانے شروع کر دیئے تھے۔ یہ وہی احکامات تھے جو ڈوری نے اسے کیپسول کھلانے کے بعد اس کے لاشعور کو ٹرانس میں لا کر دیئے تھے۔

اور عمران ہونٹ کاٹنے لگا۔ کیونکہ اب تک وہ یہی سمجھتا تھا کہ ڈاکٹر آرنلڈ نے اسے ہپناٹائز کیا ہے لیکن اب اسے معلوم ہو گیا تھا کہ یہ کام کسی مس ڈوری کا ہے۔

"ڈاکٹر آرنلڈ کو جانتے ہو؟" عمران نے پوچھا۔

"وہ سالا کن کٹا ــ ہاں میں نے اسے دیکھا ہے"۔ قاسم نے فوراً جواب دیا۔

"کب دیکھا تھا؟" عمران نے پوچھا

"جب میں ہوٹل البانیہ میں گیا تھا۔ جہاں مجھے اللہ میاں کی جنت کا ٹھیکیدار ملا تھا۔ وہ کن کٹا کمرے میں بیٹھا تھا۔ پھر اس نے مجھے کہا کہ سرخ ٹائی باندھنی چاہیئے تھی۔ اور پھر وہ کن کٹا غائب ہو گیا۔ سالا بھوت کی اولاد اب تک غائب ہے"۔

قاسم کی آواز دوبارہ ابھر آئی تھی۔ وہ تحت الشعور کے دباؤ

سے نکل کر لاشعور کی کیفیت میں آ گیا تھا۔

اور عمران اب ساری بات سمجھ گیا تھا کہ ڈوری ماہر ہپناٹسٹ تھی۔ اس نے قاسم کے ذہن کا باقاعدہ مطالعہ کیا اور وہ اسے معمولی سا حوصلہ دلا کر ٹرانس میں لانے میں کامیاب ہو گئی اور پھر اس نے ایک لفظ سرخ کو ڈبتا دیا۔ اور یہی لفظ ڈاکٹر آرنلڈ کو بتایا گیا۔ اور ڈاکٹر آرنلڈ نے قاسم کو دیکھتے ہی ایک ایسا فقرہ کہہ دیا جس میں لفظ سرخ آتا تھا۔

چنانچہ قاسم فوراً ٹرانس میں آ گیا اور اس کے بعد ڈاکٹر آرنلڈ قاسم کی وجہ سے ایکس ون میں داخل ہو کر وہ فارمولا حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا۔

لیکن عمران کو بذات خود بڑی مایوسی ہوئی تھی۔ کیونکہ اس نے اب تک جتنی محنت کی تھی وہ بالکل بیکار گئی تھی۔ وہ تو یہی سمجھا تھا کہ قاسم کو ہپناٹائزڈ ڈاکٹر آرنلڈ نے کیا ہو گا اس لئے قاسم زیرو برائٹ لائن کی مدد سے ڈاکٹر آرنلڈ کو ڈھونڈ نکالے گا۔ لیکن اب اگر وہ کوشش بھی کرتا تو قاسم زیادہ سے زیادہ ڈوری تک پہنچ جاتا۔ اور اس بات کی کوئی گارنٹی نہ تھی کہ ڈوری اس ملک میں موجود بھی ہے یا نہیں۔ زیادہ امکان اسی بات کا تھا کہ ڈوری اپنا کام کر کے ملک سے چلی گئی ہو گی۔ اور اب اس کے پیچھے بھاگنا فضول تھا۔

مسئلہ ریڈ سرکل جیسی ایجنسی کا تھا۔ ہو سکتا ہے کہ ڈوری کو اس بات کا علم ہی نہ ہو کہ اس کوڈ کو کون، کب اور کیسے

استعمال کرے گا چنانچہ اب اس نے فیصلہ کر لیا کہ قاسم کے ذہن سے ڈوری کا پیدا کردہ ٹرانس واپس کر دے تاکہ قاسم کا ذہن نارمل ہو جائے ورنہ اسے معلوم تھا کہ قاسم اب ساری عمر اسی طرح بہکی بہکی باتیں کرتا رہے گا۔ کیونکہ اسے ٹرانس کے دوران بیہوش کر دیا گیا تھا۔ اس لیے اس کا شعور اب جاگ ہی نہ سکتا تھا

"کیا تم ڈوری کو دیکھو تو پہچان لو گے۔"

عمران نے اچانک بے خیالی میں پوچھا اور دوسرے لمحے اس نے خود ہی اپنے حماقت آمیز فقرے پر ہونٹ بھینچ لیے ظاہر ہے قاسم ڈوری کو دیکھ کر پہچان سکتا تھا۔ اس میں آخر کیا الجھن تھی۔ نجانے وہ کس ذہنی رو میں یہ سوال کر گیا تھا۔

"نہ بھی دیکھوں تب بھی سالی بے وفا کو پہچان لوں گا۔"

قاسم نے غیر متوقع جواب دیا اور عمران اس کا یہ جواب سن کر بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا مطلب —— بغیر دیکھے کیسے پہچان لو گے" عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ یہ واقعی اس کے لئے نئی بات تھی۔

"میں اس کی خوشبو سونگھ کر اسے پہچان لوں گا —— وہ سالی ڈیئیم لگاتی ہے۔" قاسم نے بڑے سادہ سے لہجے میں کہا۔

اور عمران ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ اسے دراصل خیال نہ رہا تھا کہ قاسم چونکہ خود خوشبوؤں کا بیحد شوقین ہے، اس لئے وہ خوشبوؤں میں آسانی سے تمیز کر سکتا ہے اور یہ بات بھی نفسیاتی تھی کہ ہر عورت اور مرد جو خوشبوؤں کا شوقین

ہو وہ صرف اپنی پسندیدہ خوشبو ہی ہمیشہ استعمال کرتا ہے ۔
خوشبو کو بدلتا نہیں ۔ کیونکہ اس طرح اس کی اپنی طبیعت اسے
قبول نہیں کرتی ۔

" ڈاکٹر آرنلڈ کون سی خوشبو لگاتا ہے " عمران نے اچانک
ایک خیال کے تحت پوچھا ۔

" وہ کن کٹا ۔۔۔ وہ بھوت ۔۔۔ آں ۔ آں ۔۔۔ ہاں
مجھے یاد آ رہا ہے ۔ جب میں کمرے میں داخل ہوا تو مجھے وائٹ
روز کی خوشبو آئی تھی ۔ ہاں وائٹ روز گولڈن ۔ بالکل وائٹ
روز گولڈن ۔۔۔ نجانے سالے کو کہاں سے مل گئی تھی ۔ میں
نے تو بہت تلاش کی ، مجھے تو نہ ملی تھی ۔"

قاسم نے جواب دیا اور عمران کے لبوں پر بے اختیار مسکراہٹ
رینگنے لگی ۔

وہ جانتا تھا کہ وائٹ روز گولڈن انتہائی قیمتی فرنچ خوشبو
ہے جسے عام طور پر کوئی نہیں لگا سکتا ۔ وہ اس قدر مہنگی ہے
کہ شاید دنیا میں اس خوشبو کو استعمال کرنے والے افراد کی تعداد
ہزار سے کم ہی ہوگی ۔ اور خاص طور پر نیدرلینڈ جیسے پس ماندہ
اور انتہائی غیر ترقی یافتہ ملک میں تو یقیناً ایسے افراد کی تعداد
انگلیوں پر گنی جا سکتی تھی ۔ جو وائٹ روز گولڈن مسلسل استعمال
کرتے ہوں ۔

اس کی آنکھیں چمکنے لگیں ۔ قاسم نے ڈاکٹر آرنلڈ کی انتہائی
اہم ترین پہچان بتا دی تھی ۔ اب ڈاکٹر آرنلڈ چاہے لاکھ میک اپ

ے ۔ لباس بدل لے لیکن وہ اپنے جسم میں رچی ہوئی وائٹ
ز گولڈن کی خوشبو نہیں بدل سکتا ۔ اور نہ اسے اس کا خیال
تا ۔

" قاسم ۔۔۔ اب تمہارا ذہن مکمل طور پر میرے کنٹرول
ا ہے ۔ شعور بھی ، لاشعور بھی اور تحت الشعور بھی ۔ بولو ہاں "
عمران نے پہلے سے کہیں زیادہ تیز لہجے میں کہا ۔

" ہاں ۔۔۔ ہاں " قاسم نے جواب دیا

" سنو ۔۔۔ جب میں ایک دو تین کے الفاظ کہوں گا تو
ارے ذہن سے ڈوری کی دی ہوئی تمام ہدایات یکسر غائب
جائیں گی اور تم بالکل اسی طرح نارمل ہو جاؤ گے جس
ح ڈوری کی ہدایات دینے سے پہلے تھے ۔ بولو ہاں "
عمران نے کہا ۔

" ہاں ۔۔۔ ہاں " قاسم نے جواب دیا ۔

" سنو ۔۔۔ ایک دو تین کہنے کے بعد تم ہوش میں آ جاؤ
ے اور اس کے بعد تم ڈاکٹر آرنلڈ کی خوشبو نارمل حالت میں
سمجھتے رہو گے ۔۔۔ بولو ہاں " عمران نے کہا ۔

" ہاں ۔۔۔ ہاں " قاسم نے جواب دیا ۔

" تم کسی کو یہ نہیں بتاؤ گے کہ یہ خوشبو ڈاکٹر آرنلڈ استعمال
تا ہے ۔ اگر کوئی پوچھے بھی تو تم اس سے یہی کہو گے کہ تمہیں
معلوم نہیں اور سنو ۔۔۔ تم ڈاکٹر آرنلڈ کے ساتھ عاصم
سٹائل کے شعبہ ایس ون میں گئے ۔ پھر ڈاکٹر آرنلڈ اور ڈاکٹر جابر

باتیں کرتے رہے اور تم سوتے رہے۔ پھر واپسی پر ڈاکٹر آزما
نے تمہارے سر پر وار کر کے تمہیں بے ہوش کر دیا۔ بس
تمہیں اتنی باتیں یاد رہیں گی اور کچھ یاد نہ رہے گا۔ بولو ہاں"۔
عمران نے کہا اور جواب میں قاسم نے ہاں کر دی۔
"سنو —— تمہیں خود بھی معلوم نہ ہو گا کہ تم نے ڈاکٹر آ
کی خوشبو سونگھ لی ہے —— بس تم علی عمران کو مطلع کر
پھر ہمیشہ کے لئے اسے بھول جاؤ گے۔ اس بات کو بھی کہ تم
علی عمران کو خوشبو کے متعلق کچھ بتایا ہے —— بولو ہاں" عمر
نے کہا۔
"ہاں ——" قاسم نے جواب دیا اور عمران نے مطمئ
انداز میں سر ہلا دیا۔
"اب میں ایک دو تین کہوں گا اور تم ہوش میں آجاؤ گے۔
بالکل نارمل حالت میں —— بولو ہاں"۔ عمران نے کہا اور ق
کے ہاں کہتے ہی عمران نے زور سے ایک دو تین کہا اور پھ
خاموش ہو کر کرسی کی پشت سے کمر لگا کر بیٹھ گیا۔ اس نے
اپنی آنکھیں بند کر لی تھیں۔ قاسم جیسے ذہن کو مسلسل ٹرانس
میں رکھنے کی وجہ سے اس کا اپنا ذہن بری طرح تھک گیا تھ۔
"مم —— مم —— میں کہاں ہوں۔ ارے وہ کار۔
اوہ" —— اچانک قاسم کی بڑبڑاہٹ سنائی دی اور عمر
آنکھیں کھول کر ایک جھٹکے سے اٹھا اور تیزی سے بند
دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازے کی چٹخنی ہٹا

ر باہر جھانکا۔ باہر راہداری اب بھی خالی پڑی تھی۔
"ہیلو خالہ زاد" —— عمران نے مڑ کر اس طرح کہا جیسے پہلی بار
رے میں داخل ہو رہا ہو۔
"ارے —— ارے خالہ جاد تم —— ارے یہاں میرے
روم میں —— سالے شرم مرم نہیں آئی۔ یعنی کہ اجاجت
نہیں لی۔ ارے ....."
قاسم نے تیزی سے اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔
ظاہر ہے اسے اٹھنے کے لئے بھی تو وقت چاہیئے تھا۔
"تم تو مرد ہو قاسم —— اس لئے اجازت کی کیا ضرورت
ہاں اگر تمہاری جنس بدل گئی ہو تو دوسری بات ہے"
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"کک —— کک —— کیا —— جنس بدل —— یعنی کہ جینج
——" قاسم یکلخت اس طرح بوکھلا کر چیخا جیسے واقعی
ی جنس بدل گئی ہو۔
وہ بڑی جلدی سے اپنے جسم کو خود ٹٹولنے لگا تھا۔ ساتھ
وہ آنکھیں جھکا کر اپنے پھیلے ہوئے جسم کو چیک بھی کرنے

"ابھی تو نہیں بدلی —— ویسے مزہ آجائے قاسم اگر تم
ت بن جاؤ —— ایمان سے بڑے بڑے بہادر
وں کو تمہیں دیکھ کر خوف سے پسینہ آجائے" عمران نے
ی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"ہی — ہی — ہی — تم سالے خالہ جاد مذاق کر
ہو — سالا پسینہ وسینہ کیوں آئے گا — ایئر کنڈ
گیا سالے بند ہو جائیں گے۔" قاسم نے شرمیلے لہجے میں
"سالے تو یقیناً بند ہو جائیں گے"۔ عمران نے مسکرا
"کیوں — مگر کس کے سالے۔" قاسم نے چونک
اور پھر وہ اس طرح ادھر ادھر دیکھنے لگا جیسے اسے اچانک
خیال آ گیا ہو کہ وہ کہاں بیٹھا ہے۔

"ارے — یہ میرا سالا بیڈ روم ہوٹل موٹل میں
آ گیا۔" قاسم کے لہجے میں حیرت ابھر آئی تھی۔

"تم ہوٹل میں بے ہوش ہو گئے تھے۔ اس لئے تمہ
اٹھا کر یہاں لایا گیا۔ کرین منگوانی پڑی تھی تمہیں یہاں ل
کے لئے۔ لیکن یہ تو بتاؤ تم تو ڈاکٹر آرنلڈ سے ملنے گئے تھ
پھر بے ہوش کیسے ہو گئے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے

"ڈاکٹر نل — اوہ تو اب نل بھی ڈاکٹر بننے لگ
ہیں۔ یعنی کہ ڈاکٹر واکٹر"۔ قاسم نے حیرت سے آنکھیں پھ
ہوئے کہا۔

اور عمران مسکرا دیا۔ اسی لمحے باہر قدموں کی آواز ابھ
سنائی دی اور قاسم اور عمران دونوں چونک پڑے۔

"پھر — پھریدی صاحب — آپ یہاں میرے
بیڈ روم میں — یا اللہ یہ سب میرے بیڈ روم میں کیس
آنے جانے لگے ہیں۔" قاسم دروازے پر کھڑے کرنل

کو دیکھ کر بوکھلاہٹ کے مارے ایک زوردار جھٹکے سے اٹھ
کھڑا ہوا۔ شاید عام حالات میں وہ اس قدر جلد اٹھ کر کھڑا نہ
ہوتا۔ عمران بھی اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

"تمہارا دماغ صحیح ہو گیا — کیا تم نے اسے صح
کرنل فریدی نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں عمران کو
ہوئے کہا۔

"میری کیا جرأت کہ میں اس وسیع و عریض دماغ کو صحیح
کر سکوں۔ یہ سب اللہ میاں کے کام ہیں۔ میں نے تو بس
اتنا کیا ہے کہ یہاں آ کر چیک کیا تو مجھے پتہ چلا کہ جہاں چوٹ
لگی ہے وہ دماغ کے بائیں بطن کا تیسرا پردہ ہے جس کے
دب جانے کی وجہ سے اس کا شعور گڑبڑا گیا تھا۔ چنانچہ میں نے
ذرا مخصوص انداز میں مالش کر دی اور جناب قاسم صاحب کو
فل فلوٹیاں یاد آنے لگ گئیں۔"

عمران نے کہا اور کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے سر ہلا
دیا۔

"مم — مم — مگر پھریدی صاحب یہ کیا ہوا۔ میں تو
ہوٹل البانیہ گیا تھا مگر یہاں ..... اب یہ خالہ جاد کہہ رہا
ہے کہ بطن گیا تھا — اوہ کہیں میری جنس تو نہیں بدل گئی۔
یہ بطن — اوہ"۔ قاسم بات کرتے ہوئے بری طرح بوکھلا گیا۔

اور اس بار کرنل فریدی جیسا خشک آدمی بھی بے اختیار
ہنس پڑا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ قاسم بطن کے لفظ پر بوکھلایا ہے

کیونکہ بطن کا لفظ عورت کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ جیسے کہ
جاتا ہے کہ وہ آدمی فلاں عورت کے بطن سے پیدا ہوا ہے۔

" گھبراؤ نہیں قاسم ——— تمہاری جنس نہیں تبدیل ہو سکتی"۔
کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور قاسم نے اس
طرح اطمینان بھرا طویل سانس لیا اور عمران کو یوں محسوس ہوا
جیسے کمرے کی ساری آکسیجن قاسم کے ڈرم نما پھیلے ہوئے
پیٹ میں اتر گئی ہو۔

" وہ ڈاکٹر آرنلڈ مل گیا ہے "۔ عمران نے پوچھا۔

" نہیں ——— البتہ میں نے ریڈ سرکل کو ٹریس کر لیا ہے
اس کا ایک آدمی ہنری پکڑا گیا ہے اور اب کیپٹن حمید اس گروپ
کے مقامی باس جانسن کی گرفتاری کے لئے گیا ہے۔"
کرنل فریدی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" اوہ ——— وہ کیسے ہاتھ آگیا۔" عمران نے چونک کر پوچھا۔

" اس نے ایک ہوٹل کے ویٹر کو ٹیلیفون کال کی اور اسے کہا
کہ اگر ڈاکٹر آرنلڈ اس سے عیاشی کے لئے رابطہ قائم کرے تو
وہ اسے اطلاع دے اور کوڈ کے طور پر ریڈ سرکل کا نام استعمال
کیا گیا۔ ہوٹل کی ایکسچینج پر زیرو فورس کا آدمی تعینات تھا چنانچہ
کال پکڑی گئی اور پھر اس ہنری کو ٹریس کر لیا گیا۔ اس نے بتایا
کہ اس کا باس جانسن ہے اور انہوں نے ہی ڈاکٹر آرنلڈ کو
اس فارمولے کے حصول کے لئے انگیج کیا ہوا تھا۔ کیونکہ ڈاکٹر
آرنلڈ خود سائنسدان تھا۔ اور چونکہ ڈاکٹر جابر اور ڈاکٹر آرنلڈ کی

نہ صرف فیلڈ ایک تھی بلکہ کسی زمانے میں دونوں نے ایک لیبارٹری
میں اکٹھے کام بھی کیا تھا اس لئے مجبوراً انہوں نے ڈاکٹر آرنلڈ
کو انگیج کیا۔
اور یہ ڈاکٹر آرنلڈ وہی تھا جس نے ڈاکٹر جابر سے فارمولا
نہ صرف اگلوا لیا بلکہ پہلی ہی کوشش میں حاصل بھی کر لیا۔ لیکن
اب وہ غائب ہے اور دس کروڑ ڈالر طلب کر لیا ہے۔
بلکہ پہلے سودا پچاس ہزار ڈالر اور پاکیشیا سے کاغذات کا
حصول طے ہوا تھا"۔
کرنل فریدی نے سر ہلاتے ہوئے تفصیل بتائی۔

" اس کا مطلب ہے کہ فارمولا ڈاکٹر آرنلڈ کے پاس ہے اور
ڈاکٹر آرنلڈ غائب ہے "۔
عمران نے صورت حال کو سمجھتے ہوئے سر ہلا کر کہا۔

" ہاں ——— لیکن زیرو فورس اسے مسلسل تلاش کر رہی
ہے۔ مجھے یقین ہے کہ وہ جلد ہی قابو میں آجائے گا۔ میں یہاں
قاسم کا پتہ کرنے آیا تھا۔ کیونکہ مجھے خود یہی خیال آیا تھا کہ قاسم کو
چوٹ لگنے سے اس کے بطن کی تیسری تہہ متاثر ہوئی ہو گی۔ اس
لئے وہ بہکی بہکی باتیں کر رہا ہو گا۔ بہرحال اچھا ہوا تم نے اسے
ٹھیک کر دیا ——— اب تمہارا کیا پروگرام ہے"۔ کرنل فریدی نے
پوچھا۔

" فی الحال تو میں قاسم سے اپنی فیس وصول کروں گا۔ یہ کام
کوئی ماہر ڈاکٹر کرتا تو قاسم سے لمبی فیس وصول کرتا۔ میں تو کم پر

گذارا کر لوں گا۔ اس کے بعد آپ کے پاس حاضر ہو جاؤں گا۔ آخر آنے جانے کا کرایہ بھی لینا ہے۔ ورنہ اب واپس بیدل جانے سے تو رہا۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا

"فیس —— کاہے کی فیس —— تم کوئی استاد ہستی ہو" قاسم نے فیس کا نام سن کر چونکتے ہوئے کہا۔ اور کرنل فریدی ہنستا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

"واپسی پر میرے پاس سے ضرور ہوتے جانا۔ تمہاری وجہ سے مجھے ریڈ سرکل کا پتہ چلا ہے۔ تمہارا باقاعدہ شکریہ ادا کروں گا۔" کرنل فریدی نے کہا

"شکریہ —— خالی شکریہ —— اگر آپ شکریہ میں وہ فارمولا عنایت کر دیں تو اس سے بہتوں کا بھلا ہو جائے گا۔ دس کروڑ ڈالر نہ سہی دس ڈالر ہی سہی۔ سنا ہے آجکل ڈالر کا بھاؤ بہت اونچا جا رہا ہے" عمران نے مسمسے سے لہجے میں کہا۔

"سوری عمران —— وہ میرے ملک کی ملکیت ہے۔ گڈ بائی" —— کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکل گیا۔

"اب یہیں بیڈ پر ہی رہو گے یا کہیں گھمانے پھرانے مجھے لے چلو گے۔ سنا ہے آجکل تمہارا ستارہ زوروں پر ہے۔ بڑی جوردار فل مھنیل لٹو ہو رہی ہیں تم پر۔" عمران نے کرنل فریدی کے جاتے ہی قاسم سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یعنی کہ مان نہ مان وہ سالا گیا میزبان —— ارے نہیں وہ کیا لفظ ہے —— کرسی بان۔ اوہ ایک تو یہ سالے لفظ بھی الٹے پلٹے ہو جاتے ہیں۔ سیدھے سیدھے لفظ بھی نہیں بولتے لوگ"۔ قاسم نے ماتھے پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا۔

"بولیں گے —— بالکل بولیں گے۔ یہ تو تمہارے حسن کے رعب کی وجہ سے لفظ الٹے پلٹے ہو جاتے ہیں۔ چلو اٹھو آج ہم دونوں خالہ جاد سارے دارالحکومت کے بڑے بڑے ہوٹل چیک کریں گے۔ گھبراؤ نہیں رقم میں خرچ کروں گا۔ کوئی بات نہیں آخر بڑے بڑے سیٹھ بھی تو غریب ہو سکتے ہیں"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"کیا —— کیا —— تم مجھے گریب کہہ رہے ہو یعنی باپ سیٹھ، دادا سیٹھ پردادا سیٹھ کے بیٹے، پوتے اور پرپوتے قاسم کو"۔ قاسم نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔ اسے شاید شجرہ نسب بتانے کا فوری طور پر یہی ڈھنگ سوجھا تھا۔

"تو خود تو کہہ رہے ہو۔ میں مانتا ہوں تمہارا باپ سیٹھ، تمہارا دادا سیٹھ، تمہارا پردادا سیٹھ لیکن تم۔ تم تو صرف قاسم ہو۔ ابھی تم نے خود کہا ہے۔" عمران نے باقاعدہ جرح کرتے ہوئے کہا

"اوہ —— اوہ —— ہی۔ ہی۔ ہی۔ وہ مجھے یاد نہ رہا تھا۔ میں نے سوچا کہ اتنے ہی سیٹھ کافی ہیں" قاسم نے فوراً شرمندہ ہوتے ہوئے کہا۔

"بہت کافی ہیں لیکن میں تمہیں صرف ایک شرط پر سیٹھ مانوں گا"

" کون سی شرط پر ـــــ بولو ـــــ کہو تو ابھی دو چار ہوٹل ۔
دو چار بلڈنگیں، دو چار ملیں، دو چار کلب، دو چار کوٹھیاں
نقد خرید لوں ۔،، قاسم نے بڑے فخریہ لہجے میں کہا۔
" وہ تو تم خرید سکتے ہو۔ مجھے معلوم ہے اور دو چار کیا پانچ
دس خرید سکتے ہو۔ لیکن تم وائٹ روز گولڈن کی ایک شیشی نہیں
خرید سکتے ـــــ بس میرا دل مچل رہا ہے یہ خوشبو سونگھنے کو"
عمران نے اسے چیلنج کرتے ہوئے کہا۔
" وائٹ روج گولڈن ـــــ اوہ یہ کیسی شرط مرط ہے۔ یہ
گلت ہے ۔ فاؤل ماؤل ہے ۔ میں نے خود اسے کھریدنے کی
سالی بڑی کوشش موشش کی لیکن پورے ملک میں سالی ایک
شیشی بھی نہیں ملی۔ بس میں نے سالے گریٹ لینڈ کے ایک بہت
بڑے سیٹھ کو لکھ دیا ہے کہ وہ وہاں سے ان شیشیوں کا ایک پورا
کریٹ کھرید کر بھیج دے ۔ آجائیں گی۔ ذرا انتجار کرنا پڑے گا۔"
قاسم نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔
" اناللہ ـــــ کیا مطلب ـــــ کیا یہ خوشبو زہریلی ہے ۔"
عمران نے چونک کر پوچھا۔ وہ واقعی قاسم کے اناللہ کا مطلب
نہ سمجھ سکا ہو۔
" ابے تو تم سالے خالہ جاد جاہل ماہل ہوتے ہو اور بنتے ہو
سالے منشی تفضل کے دادا ابا دادا ہو۔" اناللہ کا مطلب ہے بہت
قاسم نے پہلے عمران کو خوب جھاڑا پھر مطلب بتا دیا
" اوہ ـــــ اچھا ـــــ اچھا ۔ اب سمجھ گیا۔ تم واقعی منشی ہو

فاضل ہو لیکن میں نے تو وائٹ روز گولڈن کی خوشبو سونگھی ہے
بس پھر تمہیں سیٹھ مانوں گا یا پھر تم مان جاؤ کہ تم سیٹھ کی بجائے
مفلس ۔ قلاش اور غریب ہو" عمران نے اسے جان بوجھ کر
بانس پر چڑھاتے ہوئے کہا۔
" سونگھنی ہے ـــــ مگر سالے خالہ جاد اب میں کہاں سے
تمہیں سنگھاؤں منگھاؤں تمہیں" قاسم نے زچ ہوتے ہوئے
کہا۔
" آخر اس شہر میں کوئی تو لگاتا ہوگا۔ بس مجھے اس کا پتہ
بتا دو میں جا کر سونگھ لوں گا اور پھر تمہیں سیٹھ مان لوں گا"
عمران نے اپنے مقصد پر آتے ہوئے کہا۔
" یعنی کہ تمہارا مطلب ہے کہ میں اب سارے شہر کے لوگوں کو
کتے کی طرح سونگھتا پھروں ۔ اوہ ـــــ تم نے مجھے کتا یعنی ڈاگ
بنا دیا" قاسم کے چہرے پر زلزلے کے آثار تھے۔
" کتے خوشبو نہیں سونگھتے بدبو سونگھتے ہیں" عمران
نے فوراً ہی اسے کنٹرول کرتے ہوئے کہا۔
" اوہ ـــــ اچھا اچھا ـــــ پھر ٹھیک ہے لیکن اب میں
کیا کروں ۔ میرا خیال ہے میں اپنے منیجر منیجر کو کہہ دوں وہ اخبار
میں اشتہار لگا دے کہ جو وائٹ روج خوشبو لگاتا ہو وہ اپنا پتہ
بتا دے اسے انعام دیا جائے گا" قاسم نے منہ بناتے ہوئے
کہا۔
" ارے نہیں ۔ اس طرح تو آدھا شہر انعام لینے پہنچ جائے

گا۔ تم بس ایک آدمی تلاش کر دو۔ سارے ہوٹلوں میں جاؤ۔ کیفوں میں جاؤ۔ خوب گھومو پھرو۔ بس جہاں یہ خوشبو سونگھائی دے مجھے بتا دو۔ میں جا کر سونگھوں گا اور تمہیں سیٹھ مان لوں گا" عمران نے کہا۔

"مم ۔۔۔ مم ۔۔۔ مگر ۔۔۔۔۔" قاسم نے احتجاج کرتے ہوئے کہا۔

"سوچ لو ۔۔۔ ورنہ میں اشتہار دے دوں گا کہ قاسم سیٹھ نہیں رہا اور لوگ تمہیں خیرات دینا شروع کر دیں گے" عمران نے کہا۔

"ایسی کی تیسی لوگوں کی ۔۔۔ میں سالوں کی ٹانگیں نہ چیر دوں گا۔ میں ابھی جا کر تلاش کرتا ہوں" قاسم پوری طرح تیار ہو گیا۔

"اوکے ۔۔۔ میں جا رہا ہوں۔ کل تک اگر تم نے تلاش نہ کیا تو کل اخبار میں اشتہار آ جائے گا۔ میں ہوٹل البانیہ میں جا رہا ہوں وہاں فون کر لینا" عمران نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ جبکہ قاسم ہونقوں کی طرح منہ کھولے اسے جاتا ہوا دیکھ رہا تھا۔

"ہا۔ ہا۔ ہا ۔۔۔ اب پتہ چلے گا ریڈ سرکل کو کہ وہ کتنے پانی میں ہے" میز کے پیچھے بیٹھے ہوئے آدمی نے سامنے رکھے وائرلیس نما فون کا بٹن آف کرتے ہوئے قہقہہ لگا کر کہا۔

"کیا ہوا ڈیئر ۔۔۔ کیا جانسن سے بات ہو گئی ہے" اسی لمحے دروازہ کھول کر ایک خوبصورت عورت نے اندر آتے ہوئے مسکرا کر پوچھا۔

"ہاں ۔۔۔ ابھی بات کی ہے۔ دس کروڑ ڈالر کا سن کر جانسن کی گھگھی بندھ گئی ہے" آدمی نے بڑے فخریہ لہجے میں کہا۔

"دس کروڑ ڈالر ۔۔۔ زیادہ قیمت نہیں مانگی تم نے۔ ارپر ڈیئر" عورت نے سامنے والی کرسی پر بیٹھتے ہوئے تشویش بھرے لہجے میں کہا

"ارے نہیں ڈورتھی ۔۔۔ میں نے فارمولے کی اہمیت

کا اندازہ لگا لیا ہے۔ یہ رو سیاہ یا ویسٹرن کارمن کے ہاتھ
آسانی سے سات آٹھ کروڑ میں فروخت ہو جائے گا چونکہ
ریڈ سرکل کے لئے میں نے کام بھی کیا ہے اس لئے دو کروڑ
ڈالر میری فیس ہے۔" آدمی نے جس کا نام کارپر تھا ہنستے
ہوئے کہا۔

"سوچ لو کارپر —— ریڈ سرکل کے ہاتھ بید لمبے ہیں۔
ایسا نہ ہو کہ تم ان پچاس ہزار ڈالروں سے بھی ہاتھ دھو بیٹھو"
عورت نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم مجھے احمق سمجھتی ہو ڈورتھی۔ وہ اب ساری عمر ڈاکٹر
کو تلاش کرتے پھریں گے۔ ڈاکٹر آرنلڈ کو جس کے ایک کان
کی لو کٹی ہوئی ہے لیکن انہیں قیامت تک معلوم نہیں ہو سکے
گا کہ اصل ڈاکٹر آرنلڈ کی لاش تو یورپ کے ایک گٹر میں پڑی
پھول رہی ہے۔ لیکن انہیں کیا معلوم کہ جس کے ساتھ انہوں نے
معاہدہ کیا ہے اور جس نے فارمولا حاصل کیا ہے وہ ڈاکٹر آرنلڈ
نہیں بلکہ ڈاکٹر کارپر ہے۔ آرنلڈ سے بھی بڑا سائنسدان۔ لیکن ایک
بات ہے اس کے لئے سارا کریڈٹ تمہیں جاتا ہے۔ اگر تم مجھے
جانسن اور ڈاکٹر آرنلڈ کے درمیان ہونے والی سودے بازی
کے متعلق نہ بتاتی تو مجھے رقم کمانے کا یہ سنہرا موقع کبھی نہ ملتا"
کارپر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ظاہر ہے۔ تم میں اور مجھ میں فرق تو نہیں ہے کارپر۔
انہیں قاسم کو کنٹرول میں کرنے کے لئے میری ضرورت تھی۔

اس لئے ساری صورت حال انہیں میرے سامنے رکھنی پڑی۔ اور
تم نے دیکھا کہ میں نے اس ہاتھی نما احمق کے ذہن کو کس طرح
کنٹرول کر لیا تھا۔" ڈورتھی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں —— واقعی تم نے اپنے فن کا انتہائی حیرت انگیز
کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ لیکن میری کارکردگی بھی دیکھی تم نے
کہ میں نے انہیں ذرہ برابر بھی شک نہیں ہونے دیا کہ میں
ڈاکٹر آرنلڈ نہیں ہوں۔ بس کان پر ایک ایسی جھلی چڑھانی
پڑی جس سے کان کی لو کٹی ہوئی دکھائی دے۔" کارپر نے ہنستے
ہوئے کہا۔

"تم نے دراصل ہاکیشیا سے ڈاکٹر آرنلڈ کے کاغذات
حاصل کرنے والی شرط لگا کر انہیں مکمل یقین دلا دیا ورنہ وہ
جانسن اور ہنری بے حد کایاں لوگ ہیں۔ کیونکہ ان کاغذات کے
متعلق سوائے ڈاکٹر آرنلڈ کے اور کسی کو علم نہ تھا۔"
ڈورتھی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"تمہاری بات درست ہے ڈورتھی۔ یہی بات میرے ذہن
میں آئی تھی۔ اس لئے میں نے کاغذات کے حصول کو پہلی شرط
بنا دیا تھا۔" کارپر نے جواب دیا۔

"لیکن تمہیں ان کاغذات کے بارے میں کیسے معلوم ہوا۔"
ڈورتھی نے جواب دیا۔

"تمہیں معلوم تو ہے کہ ڈاکٹر آرنلڈ اور میں کسی زمانے میں
گہرے دوست رہے ہیں۔ ایک بار خود اس نے مجھے بتایا تھا۔

اس کا ارادہ تھا کہ کبھی جا کر وہاں سے کاغذات حاصل کرے گی۔ اس نے پہلے علی عمران کے بارے میں بھی ساری تفصیلات بتائی تھیں۔ بس اچانک مجھے ان کاغذات کا خیال آ گیا تھا۔ اس طرح ریڈ سرکل کو واقعی یقین ہو گیا کہ میں اصل ڈاکٹر آرنلڈ ہوں اور تم جانتی ہو کہ ریڈ سرکل کس قدر وہمی ایجنسی ہے ہر چیز کی تہہ تک پڑتال کرتی ہے۔" کارپر نے جواب دیا۔

"لیکن جب تمہیں یقین ہے کہ ریڈ سرکل تمہاری ڈیمانڈ پوری نہیں کرے گی تو پھر تم یہاں کیوں موجود ہو۔ جلد از جلد یہاں سے نکلو اور اس کو فروخت کرنے کا سوچو تاکہ رقم کھری ہو سکے۔"

ڈورتھی نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"تم نہیں جانتیں۔ مجھے ریڈ سرکل کی تو سرے سے پرواہ نہیں ہے۔ وہ تو ڈاکٹر آرنلڈ کو تلاش کرتے پھریں گے۔ لیکن مجھے معلوم ہوا ہے کہ کرنل فریدی کے آدمی جب میرے پیچھے لگے تو مجھے خوف پیدا ہو گیا۔ کرنل فریدی پوری دنیا میں ظالم سکنڈنی کے نام سے مشہور ہے اس نے یقیناً ایسا جال تن رکھا ہو گا کہ فارمولا باہر نہ نکالا جا سکے۔ اس لئے میں یہاں موجود ہوں۔ جب کچھ روز گزر جائیں گے تو لازماً کرنل فریدی بھی تھک جائے گا اور اس کا جال بھی اس قدر مضبوط نہ رہے گا تب میں آسانی سے فارمولے سمیت یہاں سے نکل جاؤں گا۔" کارپر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن کرنل فریدی بھی تو ڈاکٹر آرنلڈ کو ہی تلاش کر رہا ہو گا۔

اسے تمہارے متعلق تو علم ہی نہ ہو گا۔ اس لئے میرے خیال میں تم آسانی سے نکل سکتے ہو۔" ڈورتھی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم جس فن میں ماہر ہو بس اسی تک محدود رہو۔ کرنل فریدی کو ڈاکٹر آرنلڈ سے زیادہ فارمولے سے دلچسپی ہو گی۔ اس لئے اس نے فارمولے کی چیکنگ کے انتظامات کئے ہوں گے۔ اب وہ اتنا احمق بھی نہیں ہے کہ اتنی سی بات بھی نہ سمجھ سکے کہ ڈاکٹر آرنلڈ اپنی بجائے کسی اور کو بھی فارمولا دے کر بھیج سکتا ہے"

کارپر نے اس بار تلخ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ ——— آئی سی ——— لیکن ایک بات تو بتاؤ۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ میری عدم موجودگی میں تمہارے پاس ہر رات نئی لڑکی آتی رہی ہے ——— کیوں؟" ڈورتھی کے لہجے میں یکلخت سختی ابھر آئی تھی۔

"اوہ ——— ڈیئر تم غلط نہ سمجھو۔ میں عیاشی تو نہیں کرتا رہا۔ بس تم میری فطرت سمجھتی ہو کہ جب تک کوئی خوبصورت عورت میری کمر پہ ہاتھ نہ پھیرے مجھے نیند نہیں آتی۔ اور تم اس موٹے احمق کے ساتھ مصروف تھیں۔" کارپر نے نظریں چراتے ہوئے کہا۔

"دیکھو کارپر میں چاہوں تو تمہارے ذہن کو کنٹرول کر کے تمہیں اپنی مرضی کا پابند بنا سکتی ہوں لیکن میں ایسا نہیں کرنا چاہتی کیونکہ اس طرح تمہاری ذہانت بھی متاثر ہو سکتی ہے لیکن میں یہ بھی برداشت نہیں کر سکتی کہ میرے علاوہ کوئی دوسری

عورت داخل بھی ہو۔ اس لئے آخری بار وارننگ دے رہی ہوں"
ڈورتھی نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

" اوہ ——— ڈورتھی ڈیئر تم بالکل بے فکر رہو۔ اب چاہے
ٹیلنڈا آئے یا نہ آئے تمہارے علاوہ کوئی اور عورت میرے پاس
نہیں آئے گی" کارپر نے جلدی سے حامی بھرتے ہوئے کہا۔

" اب کب تک اس کمرے میں بیٹھے رہو گے۔ میں تو بور
ہو گئی ہوں۔ تمہاری وجہ سے مجھے رکنا پڑ گیا ہے۔ ورنہ میں تو
اپنا کام ختم کر کے نکل جاتی" ڈورتھی نے زور سے انگڑائی لیتے
ہوئے کہا۔

" تم حکم کرو ——— کہاں چلنا ہے" کارپر نے جلدی سے
کہا۔

" کسی اچھے سے ہوٹل میں چلیں جہاں اعلیٰ کوالٹی کی شراب
مل سکے۔ جنٹری کے لوگ ہوں۔ ڈانس ہو۔ میوزک ہو
میں تو اس ملک میں رہتے رہتے تنگ آ گئی ہوں۔ خشک اور
بور لوگ ہیں یہاں کے" ڈورتھی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" تو چلو ہوٹل البانیہ چلتے ہیں۔ میں وہاں پر رہا ہوں۔ وہ
یقیناً تمہارے معیار پر پورا اترے گا" کارپر نے اٹھتے ہوئے
کہا۔

" ہوٹل البانیہ ——— کہیں ایسا نہ ہو کہ اس ہوٹل میں
لوگ تمہیں تلاش کر رہے ہوں۔ فطری طور پر وہ یہی سوچیں
گے کہ تم اس ہوٹل میں رہے ہو۔ اس لئے ہو سکتا ہے کہ

دوبارہ یہاں آؤ" ——— ڈورتھی نے چونک کر کہا۔

" وہ یقیناً ایسا کر رہے ہوں گے ——— لیکن کسے تلاش
کر رہے ہوں گے ڈاکٹر آرنلڈ کو ——— میرا تو جسم اس سے
دبلا ہے۔ چہرہ یکسر مختلف ہے اور میرے کان کی لو بھی
سالم ہے اور میرے پاس بطور کارپر کاغذات بھی بالکل درست
اور مکمل ہیں۔ اب انہیں کیا معلوم کہ میں میک اپ کے فن
میں ماہر ہوں اور پیڈنگ میں بھی مہارت رکھتا ہوں۔ جسم پر
مخصوص پیڈ رکھ کر ڈاکٹر آرنلڈ بن گیا تھا۔
تمہارا بھی کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ جب تم قاسم کی سیکرٹری
تھیں تو تمہارا میک اپ یکسر مختلف تھا۔ اور جب تم اس کے
ساتھ نیلگرام گئی تھیں تب بھی تمہارا جسم اور میک اپ
مختلف تھا۔ اور اب اصل شکل اور جسم میں تم ان دونوں سے
یکسر مختلف ہو ——— تمہارے کاغذات بھی درست ہیں
ہم دونوں میاں بیوی سیاح ہیں اور بس" کارپر نے پوری
صورت حال کا تجزیہ کرتے ہوئے کہا۔

" اوہ ہاں ——— تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ بس ویسے ہی
میرے ذہن میں ایک خیال آ گیا تھا۔ ٹھیک ہے پہلے وہاں
چلتے ہیں۔ اگر اس کا ماحول مجھے پسند آ گیا تو ٹھیک ورنہ کسی
اور جگہ چلے چلیں گے" ڈورتھی نے حامی بھرتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے ——— جلدی سے تیار ہو جاؤ۔ ایک تو
تمہیں تیار ہونے میں بڑا وقت لگتا ہے" کارپر نے مسکراتے

ہوئے کہا۔

"مجھ سے زیادہ وقت تم لیتے ہو۔" ڈورتھی نے ہنستے ہوئے کہا۔ اور تیزی سے ملحق باتھ روم کی طرف بڑھ گئی۔

کارپر نے اس کے باتھ روم میں جاتے ہی اپنے کوٹ کی اندرونی جیب میں ہاتھ ڈالا اور پھر ایک چھوٹا سا سرخ رنگ کا باکس نکال لیا۔ اس نے باکس کھولا تو اس میں دو مائیکرو فلمیں موجود تھیں۔

"دس کروڑ ڈالر ـــــ ہا۔ ہا۔ ہا۔ یہ دو ننھی منی فلمیں ہماری قسمت بدل دیں گی۔" کارپر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور باکس کو دوبارہ بند کر کے کوٹ کی اندرونی جیب میں بڑی حفاظت سے رکھا ہی تھا کہ اچانک اسے ایک خیال آیا اور اس نے چونک کر دوبارہ باکس باہر نکال لیا۔

باکس نکال کر وہ اٹھا اور اس نے الماری کی نچلی دراز کھول کر اس میں سے اس جیسا ایک اور سرخ باکس باہر نکال لیا اور پھر اصل باکس میں سے ایک فلم نکال کر دوسرے باکس میں رکھی اور اس باکس کو واپس الماری میں رکھ دیا۔ اور ایک فلم پہلے والے باکس میں رکھ کر اسے اس نے جیب میں ڈال لیا۔ اب اس کے چہرے پر اطمینان کے آثار نمایاں ہو گئے تھے۔

تھوڑی دیر بعد جب ڈورتھی باتھ روم سے باہر آئی تو وہ شعلہ جوالا بنی ہوئی تھی۔ ڈینم کی مخصوص خوشبو سے کمرہ مہک

اٹھا تھا۔ کیونکہ ڈینم ڈورتھی کی پسندیدہ خوشبو تھی۔

"اگر تم یہ خوشبو نہ لگاتیں تو لازماً میں اسے استعمال کرتا۔ ورنہ وائٹ روز گولڈن تو بہت مہنگی ہے لیکن بس تمہارا حکم ہے کہ ہم دونوں کو علیحدہ علیحدہ خوشبو استعمال کرنی چاہیئے۔" کارپر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں ـــــ یہ ضروری ہے۔ ایک جیسی خوشبو سے کوئی تحریک نہیں اٹھتی جذبات میں ـــــ بس جلدی کرو تیار ہو جاؤ۔" ڈورتھی نے سرہلاتے ہوئے کہا۔

"ابھی آیا ـــــ" کارپر نے کہا اور جلدی سے آگے بڑھ کر باتھ روم میں گھس گیا۔

یہ ڈاکٹر آرنلڈ آخر کہاں غائب ہوگیا۔ کہیں اس کا ذرا سا
بھی کلیو نہیں مل رہا" کیپٹن حمید نے جھلائے ہوئے انداز میں
کرنل فریدی سے مخاطب ہو کر کہا۔

" مرچیں چبانے کی ضرورت نہیں فرزند ـــــ وہ بہت بڑا
مجرم ہے۔ اب ظاہر ہے اپنے آپ کو گرفتاری کے لئے خود
کو پیش کرنے سے تو رہا۔ اور دارالحکومت کی آبادی کروڑوں
میں ہے۔ یہاں کسی کو تلاش کرنے میں آخر وقت تو لگے گا"
کرنل فریدی نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

" لیکن آپ نے اس بار عجیب انتظام کیا ہے ـــــ اسے
پکڑنے کا ـــــ آپ کی ساری توجہ فارمولے پر ہے۔ اگر وہ
فارمولا لے کر ایک ماہ تک خاموش بیٹھا رہے تو آپ کب
تک اس قدر سخت نگرانی کہاں کریں گے"، کیپٹن حمید

جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اس کے علاوہ اور کوئی صورت نہیں۔ ڈاکٹر آرنلڈ میک اپ
کر کے ہمارے سامنے گھوم پھر سکتا ہے اور ہمیں پتہ نہ چلے
گا۔ دوسری بات یہ ہے کہ وہ اپنے کسی بھی آدمی کو فارمولا دے
کر یہاں سے نکال سکتا ہے۔ اس لئے سوائے اس کے ہم
پوری توجہ فارمولے پر رکھیں اور کوئی صورت نہیں"، کرنل
فریدی نے جواب دیا۔

" لیکن اس قدر سخت انتظامات آخر ہم کب تک جاری
رکھ سکیں گے۔ اس کا کوئی اور حل بھی ہونا چاہیئے" کیپٹن حمید
نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

" تمہارے ذہن میں کوئی حل ہو تو بتاؤ" کرنل فریدی نے
سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" ایک حل ہو سکتا ہے کہ ہم یہ افواہ پھیلا دیں کہ ڈاکٹر جابر
کے پاس نقلی فارمولا تھا۔ اصل فارمولا محفوظ ہے۔ اس کا
نتیجہ یہ ہوگا کہ لازماً ڈاکٹر آرنلڈ بوکھلا کر اپنے بل سے باہر نکل
آئے گا" کیپٹن حمید نے کہا۔

" گڈ ـــــ اس کا مطلب ہے عشق نے تمہاری ذہنی
صلاحیتوں کو ابھی بیکار نہیں کیا۔ لیکن یہ افواہ اب اخبار میں
اشتہار دے کر تو نہیں پھیلائی جا سکتی۔ ویسے میں نے پہلے
ہی زیر زمین دنیا میں یہ افواہ پھیلانے کا بندوبست کر رکھا
ہے" کرنل فریدی نے تحسین آمیز لہجے میں جواب دیتے

ہوئے کہا۔

" ایک تو آپ کو کچھ بتانا ہی بیکار ہے ۔ آپ اطمینان سے کہہ دیتے ہیں کہ میں نے پہلے ہی ایسا کر رکھا ہے "۔ کیپٹن حمید نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا اور کرنل فریدی ہنس پڑا۔

" میں نے تمہاری تعریف تو کی ہے ۔ اور کیا چاہتے ہو " کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" اب میں ایک اور حل بتانے لگا ہوں۔ لیکن آپ پھر کہہ دیں کہ میں تو پہلے ہی ایسا کر چکا ہوں " کیپٹن حمید نے کی طرح آنکھیں گھماتے ہوئے کہا۔

" بولو ــــ بولو ــــ شاید کوئی نیا آئیڈیا سامنے آجائے آج تمہاری عقل کا پارہ خاصا اونچا جا رہا ہے " کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" اچھا ــــ تو آپ نے مجھے ناکارہ سمجھ رکھا ہے ۔ میرا نام کیپٹن حمید ہے ــــ کیپٹن حمید ــــ اب میں ان کیس کی لسٹ گنواؤں جو میں نے آپ کو علم ہونے سے پہلے ہی تمام کر دیئے ہیں " کیپٹن حمید نے سینہ پھلاتے ہوئے کہا۔

" مجھے معلوم ہے ۔ ورنہ ظاہر ہے میں کسی بیکار آدمی کو تو اپنا اسسٹنٹ بنانے سے رہا " کرنل فریدی نے ہنستے ہوئے کہا۔

" یعنی بات پھر وہیں ــــ لوگ سچ کہتے ہیں کہ سگ باش برادر خورد نہ باشش ۔ اور میں کہتا ہوں سگ باشش لیکن

کرنل فریدی کا اسسٹنٹ نہ باشش " کیپٹن حمید نے کہا۔

" مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے اگر تم سگ بن جاؤ۔ بس پٹہ ہی ڈالنا پڑے گا ناں " کرنل فریدی نے کہا۔

اور کیپٹن حمید نے شرمندہ سے انداز میں نظریں چرالیں اس کا فقرہ اسی پر الٹ گیا تھا۔

" وہ تم کوئی اور حل بتا رہے تھے " کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" ہاں ــــ ایسا نہیں ہو سکتا کہ ہم ڈاکٹر آرنلڈ کی تلاش کے لئے اپنے قاسم کو بطور چارہ استعمال کریں " کیپٹن حمید نے کہا۔

" قاسم کو بطور چارہ ــــ کیا مطلب ــــ میں سمجھا نہیں " کرنل فریدی نے حیرت سے بھنویں اچکاتے ہوئے کہا۔

" خدا کا شکر ہے کہ آپ کے منہ سے یہ فقرہ تو نکلا۔ کاش میرے پاس ٹیپ ہوتا تو میں یہ فقرہ ٹیپ کر لیتا۔ ورنہ آپ سے مجھے بعید نہ تھا کہ آپ اطمینان سے کہہ دیتے کہ قاسم کو تو میں نے پہلے ہی نہ صرف چارہ بنا دیا ہے بلکہ اسے کٹوا کر اور اس میں بھوسہ ملا کر ڈاکٹر آرنلڈ نامی بھینس کے آگے ڈال رکھا ہے " کیپٹن حمید نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" ظاہر ہے بھوسے کی کوئی کمی تو نہیں ہے ۔ کیپٹن حمید کی موجودگی میں " کرنل فریدی نے فقرہ چست کرتے ہوئے کہا۔

" اچھا جی ــــ اب میرا دماغ بھوسے سے بھرا ہوا ہے ۔

چیلنج ——— کیپٹن حمید کو چیلنج ——— تو پھر سُنیئے۔ ذرا کان کھول کر سُنیئے کتنا شاندار آئیڈیا ہے۔" کیپٹن حمید نے چہکتے ہوئے کہا۔

" بتاؤ گے تو پتہ چلے گا کہ ابھی تک بھوسے میں کوئی کمی ہوئی ہے یا نہیں۔" کرنل فریدی نے جواب دیا۔

" قاسم ڈاکٹر آرنلڈ کے ساتھ رہا ہے۔ وہ اسے اچھی طرح پہچانتا ہے اور قاسم کی فطرت کے ایک پہلو سے صرف ہم واقف ہوں شاید وہ خود بھی واقف نہ ہو۔" کیپٹن حمید نے تمہید باندھتے ہوئے کہا۔

" کون سا پہلو ——— اب قاسم بھی پہلودار شخصیت بن گیا ہے۔ ماشاء اللہ۔" کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا

" تو آپ اسے نرا گھامڑ ہی سمجھتے ہیں۔ وہ کاروبار میں بہت تیز ہے۔ اچھے اچھے کاروباری اسے ڈاج نہیں دے سکتے۔ بس کاروبار سے ہٹ کر وہ واقعی گھامڑ ہے۔" کیپٹن حمید نے کہا۔

" یہ مجھے بھی معلوم ہے۔ لیکن جو پہلو تم بتا رہے تھے وہ کیا ہے؟" کرنل فریدی نے پوچھا۔

" بتا رہا ہوں ——— آپ سُنیں بھی تو سہی۔" کیپٹن حمید نے جھلائے ہوئے انداز میں کہا۔

" اچھا میں سن رہا ہوں بولو۔" کرنل فریدی نے اس بار سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

" قاسم میں ایک لاشعوری صفت ہے کہ وہ جس شخص کے ساتھ کچھ دیر گزارے۔ وہ اس کی کوئی ایسی نشانی ذہن میں محفوظ کر لیتا ہے جو عام آدمی کو محسوس نہیں ہوتی۔ ڈاکٹر آرنلڈ کے ساتھ اس نے کافی وقت گزارا ہے۔ اس لیے لازماً اس نے اس کی بھی کوئی نہ کوئی خاص نشانی اپنے ذہن میں محفوظ کر لی ہو گی۔ گو اس کا اسے بظاہر خود بھی علم نہ ہو گا لیکن اگر اس پر باقاعدہ وکیلوں کے سے انداز میں جرح کی جائے تو وہ نشانی سامنے آ سکتی ہے۔ ہو سکتا ہے یہ کوئی ایسی نشانی ہو جس سے ہم آسانی سے ڈاکٹر آرنلڈ کو میک اپ میں بھی پہچان لیں۔" کیپٹن حمید نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" اچھا ——— یہ واقعی ایک نئی بات ہے۔ ٹھیک ہے تم معلوم کرو۔ اگر کوئی ایسی نشانی مل جائے تو مجھے بتا دینا میں زیرو فورس کو آگاہ کر دوں گا۔" کرنل فریدی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" میں ابھی معلوم کرتا ہوں کہ قاسم اس وقت کہاں ہے۔ ہمیں اس معاملے میں دیر نہیں کرنی چاہیے۔" کیپٹن حمید نے کہا اور ساتھ ہی اس نے میز پر رکھا ہوا ٹیلیفون اپنی طرف کھسکا لیا۔ اور اس کا ریسیور اٹھانے ہی لگا تھا کہ ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔

"یس۔ کیپٹن حمید اٹنڈنگ۔" کیپٹن حمید نے ریسیور اٹھاتے ہوئے کہا۔

"نمبر الیون بول رہا ہوں جناب ۔۔۔ کرنل صاحب موجود ہیں" دوسری طرف سے نمبر الیون کی آواز سنائی دی۔

"ہاں ۔۔۔ بات کرو"۔ کیپٹن حمید نے جواب دیا اور رسیور کرنل فریدی کی طرف بڑھا دیا۔

"یس"۔۔۔ کرنل فریدی نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"جناب ابھی ابھی مجھے رپورٹ ملی ہے کہ قاسم صاحب ہوٹل اباٹیہ میں داخل ہوئے اور ہوٹل میں داخل ہوتے ہی انہوں نے ایک معزز آدمی کو پکڑ کر چیخنا شروع کر دیا کہ یہ وائٹ روز گولڈن ہے ۔۔۔ اب میں سیٹھ بن گیا ہوں۔ کہاں ہے میرا خالہ جاد ۔۔۔ اور پھر اس سے پہلے کہ ویٹر قاسم صاحب کی گرفت سے اس معزز آدمی کو چھڑاتے اچانک پاکیشیا کے علی عمران جو ایک سائیڈ پر بیٹھے ہوئے تھے فوراً وہاں پہنچے اور انہوں نے بھی اس آدمی کو قریب آ کر زور زور سے سانس لے کر سونگھنا شروع کر دیا۔ اس کے بعد قاسم اور علی عمران صاحب کے درمیان یہ بحث شروع ہو گئی کہ یہ خوشبو وائٹ روز گولڈن نہیں ہے بلکہ وائٹ روز بیک ہے۔ وہ معزز آدمی اس معاملے میں سخت غصے میں تھا۔ ہوٹل والوں نے درمیان میں پڑ کر بڑی مشکل سے بیچ بچاؤ کرایا ہے اور اب قاسم اور عمران صاحب دونوں اس ہوٹل کی ایک میز پر بیٹھے ہوئے ہیں اور قاسم صاحب اب بھی اس طرح ناک سکوڑ رہے ہیں جیسے کسی نامعلوم خوشبو یا بدبو کو سونگھنے کی

کوشش کر رہے ہوں۔ عمران صاحب کی وجہ سے میں نے سوچا کہ آپ کو رپورٹ دے دوں"۔ نمبر الیون نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ ۔۔۔ اہم رپورٹ دی ہے تم نے۔ ان دونوں کی کڑی نگرانی کرو۔ میں اور کیپٹن حمید خود ہوٹل پہنچ رہے ہیں"۔ کرنل فریدی نے تیز لہجے میں کہا اور پھر رسیور رکھ کر وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا جبکہ سامنے بیٹھا ہوا کیپٹن حمید ابھی تک حیرت بھرے انداز میں منہ کھولے کرنل فریدی کو دیکھ رہا تھا۔ نمبر الیون کی گفتگو فون کے ساتھ منسلک لاؤڈر کی وجہ سے اس نے بھی بخوبی سن لی تھی لیکن اس کی رپورٹ پر کرنل فریدی کا ردعمل اس کی سمجھ میں نہ آیا تھا۔

"چلو حمید اٹھو ۔۔۔ تم نے جو بات اب سوچی ہے، عمران وہ پہلے ہی سوچ چکا ہے اور اس نے اس پر عمل بھی شروع کر دیا ہے"۔ کرنل فریدی نے تیز لہجے میں کیپٹن حمید سے مخاطب ہو کر کہا۔

"آخر آپ اتنے بے چین کیوں ہو گئے ہیں۔ میری تو سمجھ میں کوئی بات نہیں آئی"۔ کیپٹن حمید نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"کمال ہے ۔۔۔ یا تو تم یکلخت بے حد عقلمند بن جاتے ہو یا یکلخت انتہائی احمق ۔۔۔ خود ہی تو بتا رہے تھے کہ قاسم کی صفت ہے کہ وہ کوئی خاص نشانی ذہن میں رکھ لیتا ہے۔ یقیناً اس بات کا علم عمران کو بھی ہو گا یا کسی طرح اب ہو گیا ہو گا چنانچہ

اس لئے قاسم کو استعمال کرنا شروع کر دیا۔ ڈاکٹر آرنلڈ یقیناً دُنیا
کی نایاب اور مہنگی خوشبو وائٹ روز گولڈن استعمال کرنے کا
عادی ہو گا۔ اور قاسم نے اس بات کو ذہن میں رکھ لیا ہو گا۔۔
علی عمران نے اب قاسم کو اس بات پر آمادہ کر لیا کہ وہ اس
خوشبو کو سونگھے۔ اس طرح وہ ڈاکٹر آرنلڈ کو میک اپ کے بغیر پہچان
سکتا ہے۔"

کرنل فریدی نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا اور کیپٹن حمید کی آنکھیں
چمک اٹھیں۔

"اوہ ـــــ اوہ ـــــ واقعی یہ عمران پورا شیطان ہے ـــــ
نجانے اسے کس طرح قاسم کی اس صفت کا پتہ چل گیا۔" کیپٹن حمید
نے کہا۔

"جلدی کرو ـــــ اب مجھے احساس ہو رہا ہے کہ عمران کی کوشش
ہے کہ ہم سے بالا بالا فارمولا حاصل کر کے فرار ہو جائے۔ اگر قاسم
اپنی طبیعت کے مطابق اس قسم کی حرکت نہ کرتا تو یقیناً ایسا ہو جاتا۔"

کرنل فریدی نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا باہر کی طرف پلٹ گیا۔
کیپٹن حمید بھی اس کے پیچھے تھا۔

تھوڑی دیر بعد جب ہوٹل البانیہ کے کمپاؤنڈ میں کار سے اترے
تو زیرو سروس کا ایک آدمی تیزی سے ان کی طرف بڑھا۔

"وہ دونوں اندر موجود ہیں سر"۔ اس نے مودبانہ لہجے میں کہا۔
اور کرنل فریدی سر ہلاتا ہوا مین دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

ہوٹل کے مین ہال میں معمول کے مطابق اعلیٰ طبقے کے افراد کی

تعداد زیادہ تھی۔

کرنل فریدی اندر داخل ہو کر قاسم اور عمران کو چیک کرنے
لگا اور پھر وہ دونوں اُسے ایک کونے میں بیٹھے ہوئے نظر آ گئے۔

"پھپھ ـــــ پھریدی صاحب ـــــ آپ" قاسم کرنل فریدی
کو اچانک سامنے دیکھ کر بوکھلا کر اٹھ کھڑا ہوا۔ وہ فطری طور پر کرنل
فریدی سے خائف رہتا تھا۔

"اخاہ ـــــ جناب کیپٹن حمید صاحب دام سلمہا بھی تشریف
لائے ہیں"

اچانک عمران نے ہانک لگاتے ہوئے کہا۔

"میرے ساتھ بکواس کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ سمجھے"
کیپٹن حمید نے سخت لہجے میں کہا۔

"کمال ہے ـــــ میں نے اس قدر مہذبانہ اور شریفانہ
القابات دیئے ہیں ـــــ تم پھر بھی ناراض ہو ـــــ اس سے بہتر
تھا کہ میں کہہ دیتا کہ اچھا ـــــ تو کرنل فریدی کی سٹپنی بھی ساتھ ہے"

عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"پتنی ـــــ گک ـــــ گک ـــــ کیا مطلب۔ اوہ یعنی کہ
بیگم۔ اوہ"

قاسم سٹپنی کو پتنی سمجھ کر انتہائی حیرت سے کیپٹن حمید کو اس طرح
دیکھنے لگا جیسے واقعی اس کی جنس تبدیل ہو گئی ہو۔

"عمران ـــــ تم جا سکتے ہو۔ ہم نے قاسم سے انتہائی ضروری
باتیں کرنی ہیں"۔ کرنل فریدی نے انتہائی خشک لہجے میں عمران سے

مخاطب ہو کر کہا۔

" سوری ——— یہ میز میں نے ریزرو کرائی ہوئی ہے۔ اس لئے میں تو یہاں سے نہیں جا سکتا ——— البتہ آپ معہ اسٹینی اس میز پر بطور مہمان تشریف رکھ سکتے ہیں"۔

عمران نے بھی خشک سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

" تم بکواس کرنے سے باز نہیں آؤ گے"، کیپٹن حمید کا لہجہ بے حد غصیلا تھا۔

" خاموش رہو حمید ——— بیٹھ جاؤ ——— ٹھیک ہے اب یہ باتیں عمران کے سامنے ہی ہوں گی"۔

کرنل فریدی نے خشک لہجے میں کہا اور ایک خالی کرسی پر بیٹھ گیا۔ کیپٹن حمید بھی بُرے بُرے منہ بناتا ہوا دوسری خالی کرسی پر بیٹھ گیا۔

" قاسم ——— کیا ڈاکٹر آرنلڈ وائٹ روز گولڈن خوشبو لگاتا ہے"، کرنل فریدی نے قاسم کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔

" ڈاکٹر آرنلڈ ——— کون ڈاکٹر"، قاسم نے بُری طرح بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ اور عمران کے لبوں پر دھیمی سی مسکراہٹ رینگنے لگی۔

وہ سمجھ گیا تھا کہ کرنل فریدی کو یہاں ہونے والے ہنگامہ کی اطلاع زیرو فورس نے دی ہو گی اور کرنل فریدی جیسا ذہین آدمی فوراً ہی نتیجے پر پہنچ گیا ہو گا۔

" وہی ڈاکٹر آرنلڈ جسے تم اپنے ساتھ عاصم ٹیکسٹائل مل

کے مخصوص شعبہ ایبس ون میں لے گئے تھے اور جس نے واپسی ں تمہیں بے ہوش کر دیا تھا"، کرنل فریدی نے سخت لہجے ں کہا۔

" اچھا ——— اچھا۔ وہ ڈاکٹر ——— اب مجھے یاد آ گیا۔ لیکن شبو کی کیا بات ہے"، قاسم نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

اور عمران ایک دفعہ پھر اپنی پیش بندی پر مسکرا دیا۔ اگر وہ بلے ہی قاسم کے لاشعور کو ٹرانس کے دوران اس بارے میں ب کچھ نہ بتا دیتا تو ظاہر ہے قاسم نے یہی کہنا تھا کہ وہ بھوت تو غائب ہو گیا تھا۔ اور کرنل فریدی فوراً سمجھ جاتا کہ قاسم کو ناٹائز کیا گیا تھا۔ اور ظاہر ہے کرنل فریدی جیسے ذہین آدمی ذرا سا اشارہ بھی مل جاتا تو باقی کڑیاں وہ خود جوڑ لیتا۔

" کیا ڈاکٹر آرنلڈ وائٹ روز گولڈن خوشبو استعمال کرتا تھا"۔

کرنل فریدی نے اپنا فقرہ دوہرایا۔

" اس سالے کی کیا جرأت مرات ہے پھریدی صاحب کہ مہنگی خوشبو لگائے۔ سالے نے کپڑے تو لنڈے کے پہنے ہوئے تھے۔ ہونہہ۔ اور خوشبو لگائے گا وائٹ ج گولڈن"۔

قاسم نے عمران کے دیئے ہوئے سبق کے عین مطابق ب دیتے ہوئے کہا اور عمران نے دیکھا کہ کرنل فریدی کے ے پر ایک رنگ آ کر گزر گیا۔ شاید کوئی اہم ترین کلیو کے ح ہو جانے کا رنگ۔

" تو پھر تم نے ایک معزز آدمی کو پکڑ کر وائٹ روز گولڈن
کیوں چھینا شروع کر دیا تھا۔" کرنل فریدی کا لہجہ پہلے سے
زیادہ سخت ہو گیا تھا۔

" وہ ——— وہ تو خالہ جاد مجھے سیٹھ نہیں مان رہا تھا بس
شرط مرط لگ گئی کہ اگر میں اسے یہ خوشبو سونگھا دوں تو وہ
مجھے سیٹھ مان لے گا۔" قاسم نے قدرے شرمندہ سے لہجے
میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

اور کرنل فریدی بے اختیار ہونٹ کاٹنے لگا۔ اس کے
ذہن میں کھٹک تو ظاہر ہے پیدا ہو گئی تھی کہ عمران نے اگر یہ
مذاق بھی کیا ہے تو ظاہر ہے اس کی تہہ میں کوئی خاص بات
ضرور ہو گی۔

" صرف اسی خوشبو کی شرط کیوں لگی ہے۔ کوئی اور خوشبو کی
شرط کیوں نہیں لگی۔" کرنل فریدی نے انتہائی کرخت لہجے
میں کہا۔

" اگر اجازت ہو تو" ——— قاسم کے جواب دینے سے
پہلے عمران نے اپنی ایک انگلی کھڑی کرتے ہوئے سہمے
ہوئے لہجے میں اس طرح کہا جیسے پرائمری کلاس کے بچے
اپنے استاد سے انگلی کھڑی کر کے باہر جانے کی اجازت
مانگتے ہیں۔

" ہاں بتاؤ" ——— کرنل فریدی نے خشک لہجے میں کہا۔

" دراصل باتوں باتوں میں اس خوشبو کا ذکر آ گیا۔ میں نے

صرف ایک بار اسے سونگھا تھا۔ مجھے بے حد پسند آئی تھی۔
چنانچہ میں نے سوچا کہ شاید قاسم کے پاس اس کی کوئی شیشی
موجود ہو۔ چنانچہ میں نے شرط لگا دی اور جب شیشی نہ ملی تو
مجبوراً میں صرف سونگھنے تک آ گیا۔" عمران نے سر ہلاتے ہوئے
کہا۔

" تم دنیا کو تو احمق بنا سکتے ہو عمران لیکن مجھے نہیں بنا سکتے
میں تمہاری ایک ایک رگ سے واقف ہوں۔ لیکن ایک بات
ذہن میں رکھنا۔ اب تک تو میں سمجھ رہا ہوں کہ تمہیں اس فارمولے
سے کوئی دلچسپی نہیں ہے لیکن اب میرے ذہن میں شک پڑ گیا
ہے اس لئے اب میں ہر پہلو پر نظر رکھوں گا۔ اگر مجھے ذرا بھی
پتہ چلا کہ تم بالا بالا اس فارمولے کو اڑانا چاہتے ہو تو پھر تم
جانتے ہو کہ میں اس معاملے میں لحاظ نہیں کیا کرتا۔"

کرنل فریدی نے تیز لہجے میں کہا اور ایک جھٹکے سے اٹھ کر
واپس دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

" میں کون ہوتا ہوں بنانے والا ——— یہ تو اللہ میاں کے
کام ہیں۔ اگر اس نے پہلے ہی بنا دیا ہو تو پھر میرا کیا قصور" عمران
نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" شٹ اپ ——— اگر اب مزید کوئی بات کی تو کھوپڑی اڑا
دوں گا۔" کیپٹن حمید نے اٹھتے ہوئے پھاڑ کھانے والے لہجے
میں کہا۔

وہ عمران کے فقرے کا مطلب اچھی طرح سمجھ گیا تھا کہ وہ کرنل

فریدی کے اس فقرے کو استعمال کر کے بات کر رہا ہے کہ تم
مجھے احمق نہیں بنا سکتے۔

"اوہ ــــ شاید ہوا زیادہ بھر گئی ہے۔" عمران نے بڑے
معصوم لہجے میں کہا اور کیپٹن حمید نے بجلی کی سی تیزی سے جیب
سے ریوالور نکال لیا۔

"حمید ــــ ادھر آؤ۔" کرنل فریدی نے مڑ کر انتہائی سخت
لہجے میں کہا۔ اور کیپٹن حمید سرخ آنکھوں سے عمران کو گھورتا ہوا
فریدی کی طرف بڑھ گیا۔

اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ شجانے اس نے کس طرح اپنے
آپ پر کنٹرول کیا ہے۔ اور پھر وہ دونوں آگے پیچھے چلتے ہوئے
ہال کے بیرونی گیٹ سے باہر نکل گئے۔

"یہ ہوا کی کیا بات ہے خالہ جاد۔" قاسم نے حیران ہوتے
ہوئے عمران سے پوچھا۔ اسے یقیناً اس فقرے کی سمجھ نہ آئی
"کار کی سٹپنی میں زیادہ ہوا بھر جائے تو وہ زیادہ اچھلنے لگتی
ہے۔" عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"مگر خالہ جاد ــــ تیری سالی آنکھیں خراب مراب تو نہیں
ہو گئیں، کپتان حمید تمہیں سٹپنی نظر آ رہا ہے۔" قاسم نے برا سا
منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تمہارے مقابلے میں تو دیو بھی سٹپنی بن جاتے ہیں کیپٹن
حمید بیچارے کی کیا حیثیت ہے۔" عمران نے جواب دیا اور قاسم
بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔ ظاہر ہے بات اس کی تعریف کی

اور تعریف کے بعد اسے بھلا حمید کی کیا پرواہ رہ جاتی تھی۔

"تم کون کون سے ہوٹل گئے تھے خوشبو کی تلاش میں۔"
عمران نے موضوع بدلنے کے لئے پوچھا۔

"مجھے کیا ضرورت ہے جانے کی۔ سالی خوشبو خود ہی آ جائے
گی یہاں۔" قاسم نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ لیکن ساتھ ہی وہ
یکلخت اس طرح چونک پڑا جیسے شکاری کتا شکار کی بو پر چوکنا
ہو جاتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی اس نے آنکھیں بند کر کے زور
زور سے ناک سکیڑ سکیڑ کر ہوا کو سونگھنا شروع کر دیا۔

"سالی مل جل کر چلتی ہیں یہ خوشبوئیں۔ علیحدہ ہو کر نہیں چلتیں۔"
قاسم نے ایک لمحے بعد اونچی آواز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا
لیکن عمران اس کی طرف متوجہ نہ تھا۔ اس کی نظریں ایک غیر ملکی
جوڑے پر لگی ہوئی تھیں جو ابھی ان کے قریب سے ہو کر آگے
بڑھ گیا تھا اور عمران نے خود ڈینیم اور وائٹ روز گولڈن کی ملی
جلی خوشبو محسوس کی تھی اور شاید یہی خوشبو قاسم نے بھی سونگھ
لی تھی۔ لیکن وہ اس جوڑے کو چیک نہ کر سکا تھا۔ کیونکہ ملی جلی
خوشبو کو شاید مکمل طور پر سونگھنے کے لئے اس نے بے اختیار
آنکھیں بند کر لی تھیں۔

وہ جوڑا کافی دور ایک خالی میز پر جا کر بیٹھ گیا تو عمران
قاسم کی طرف متوجہ ہوا۔

"تم کیا کہہ رہے تھے۔" عمران نے پوچھا۔

"تم سالے گناہ گار، شجر باز۔ تمہاری آنکھیں پھوٹ جائیں

گی۔ اتنے جوڑے نہ گھورا مورا کرو سالی شریف عورتوں کو۔"

قاسم نے یہ سمجھا تھا کہ عمران ساتھ والی میز پر بیٹھی ہوئی عورت کو گھور رہا ہے۔

"تم خوشبو کی بات کر رہے تھے؟" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں ——— میری ناک میں ابھی ایسی خوشبو آئی ہے جیسے سالی ڈینیم اور وہ وائٹ روج ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر چل رہی ہوں۔" قاسم نے مسکراتے ہوئے کہا اور عمران مسکرا دیا۔

اب اسے یقین ہو گیا تھا کہ قریب سے گزرنے والے جوڑے میں سے عورت نے ڈینیم اور مرد نے وائٹ روز گولڈن خوشبو لگائی ہوئی ہے لیکن مرد کسی طور پر بھی ڈاکٹر آرنلڈ نہ لگ رہا تھا۔ کیونکہ وہ خود ڈاکٹر آرنلڈ سے مل چکا تھا۔ اس کے جسم اور اس مرد کے جسم میں نمایاں فرق تھا۔ لیکن اسے یاد تھا کہ ڈوری جس نے قاسم کو ہپناٹائز کیا تھا وہ ڈینیم خوشبو استعمال کرتی تھی۔ اس لئے بہرحال وہ مشکوک ہو گئی تھی۔

"اچھا قاسم ——— میں اب چلتا ہوں۔ مجھے دراصل باتھ روم کی یاد آنے لگ گئی ہے۔" عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"باتھ روم کی یاد ——— کک ——— کک ——— کیا مطلب کیا باتھ روم بھی اب محبوبہ وحبوبہ بن گئی ہے کہ اس کی یاد آنے لگے۔" قاسم نے ہونقوں کے سے انداز میں منہ پھاڑتے ہوئے کہا۔

"اب کیا کروں۔ تمہارے جسم سے ایسی بدبو اٹھ رہی ہے کہ پیٹ میں مروڑ اٹھنے لگے ہیں اور جب پیٹ میں مروڑ اٹھنے لگیں تو باتھ روم کی یاد ہی آ سکتی ہے۔" عمران نے کہا اور تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"ہونہہ ——— سالے نمک حرام خالہ جاد۔ نجر باز۔ سالا گناہگار اللہ میاں دوزخ میں ڈالیں گے۔ سالا جھوٹا۔ مجھ سے بو آ رہی ہے ہونہہ۔ خبردار اب اگر اپنا چوکھٹا موکھٹا دکھایا مجھے۔" قاسم نے بری طرح دہاڑتے ہوئے کہا۔ لیکن عمران اس کی بات سنے بغیر ہوٹل کے گیٹ سے باہر نکل گیا۔

"تم اتنی جلدی کیوں اٹھ آئے۔ کیا بات ہے" ڈورتھی نے بُری طرح جھنجھلائے ہوئے لہجے میں ___ کارپر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"خاموش رہو" ڈاکٹر کارپر نے سخت لہجے میں کہا تو ڈورتھی ہونٹ بھینچ کر خاموش ہو گئی۔

ڈاکٹر کارپر اور وہ ہوٹل البانیہ پہنچ کر بیٹھے ہی تھے کہ ڈورتھی نے قاسم کو بیٹھے ہوئے دیکھا تھا۔ اور ابھی وہ قاسم کے بارے میں کارپر سے کوئی بات کرنا ہی چاہتی تھی کہ کارپر ایک جھٹکے سے اٹھا اور ڈورتھی کو اپنے ساتھ آنے کا کہہ کر تیزی سے ہوٹل کے عقبی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

ڈورتھی حیرت بھرے انداز میں چلتی ہوئی اس کے پیچھے آئی اور پھر وہ عقبی طرف سے نکل کر ساتھ ہی ایک اور پتلی سی

گلی میں گھس گئے۔

راستے میں ڈورتھی نے کئی بار کارپر سے بات کرنی چاہی لیکن کارپر نے کوئی جواب نہ دیا۔ اور اسی طرح مختلف گلیوں سے گزر کر وہ ایک بڑی سڑک تک پہنچ گئے۔ دوسرے لمحے کارپر نے ایک خالی ٹیکسی کو اشارہ کیا اور پھر ڈورتھی کا ہاتھ پکڑ کر وہ ٹیکسی میں بیٹھ گیا۔

انہوں نے ٹیکسی ڈرائیور کو ذیشان کالونی چلنے کا کہہ دیا اور ٹیکسی کے آگے بڑھتے ہی ڈورتھی نے ایک بار پھر وہی بات کی لیکن کارپر نے اسے انتہائی سخت لہجے میں خاموش رہنے کے لئے کہا تو ڈورتھی ہونٹ بھینچ کر خاموش ہو گئی۔ لیکن اس کے چہرے پر غصے اور جھنجھلاہٹ کے آثار نمایاں تھے۔

ذیشان کالونی میں اپنی رہائش گاہ پہنچ کر انہوں نے ٹیکسی چھوڑی۔ یہ چھوٹی سی کوٹھی کارپر نے باقاعدہ کرایہ پر لی ہوئی تھی اور وہ اور ڈورتھی یہاں مسٹر اینڈ مسز کارپر کی حیثیت سے رہائش پذیر تھے۔ وہ دونوں یہاں اکیلے رہائش پذیر تھے ان کے پاس کوئی ملازم نہ تھا۔

"اب تو بتاؤ آخر بات کیا ہے" اندر کمرے میں پہنچ کر ڈورتھی سے نہ رہا گیا تو وہ پھٹ پڑی۔

"قاسم کے ساتھ پاکیشیا کا شیطان علی عمران موجود تھا اور میں نے مارک کیا ہے کہ جیسے ہی ہم قریب سے گزرے اس نے ہمیں چونک کر دیکھا اور اس وقت تک دیکھتا رہا جب

تک ہم میز پر نہ بیٹھ گئے۔ اس کے بعد وہ تیزی سے اُٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف چلا گیا تھا۔" کارپر نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اس کے چہرے پر گہری پریشانی کے آثار نمایاں تھے۔

"پاکیشیا کا شیطان علی عمران ——— کیا مطلب میں سمجھی نہیں۔ اس نے ہمیں دیکھا اور پھر اٹھ کر چلا گیا اور تم فوراً مجھے ساتھ لے کر چوروں کی طرح بھاگتے ہوئے یہاں آ گئے۔" ڈورتھی اور بھی زیادہ جھلا گئی۔

"تمہاری سمجھ میں یہ بات نہیں آئے گی۔ تم اس شیطان سے واقف نہیں ہو۔ یہ دُنیا کا سب سے خطرناک آدمی ہے میں اسے جانتا ہوں۔ ایک کیس کے دوران میرا اس سے ٹکراؤ ہو چکا ہے۔ اس کی یہاں موجودگی اور پھر اس طرح چونک کر اس کا مجھے دیکھنا اور پھر اس کا قاسم کے ساتھ بیٹھنا، یہ ساری باتیں خطرے کا الارم ہی نہیں بلکہ سائرن ہیں ڈورتھی اور اب سُن لو کہ جب تک اس فارمولے کو میں یہاں سے نکال نہیں لیتا اب میں یہاں سے باہر نہیں نکلوں گا۔" کارپر نے کہا۔

"تو کیا وہ تمہیں پہچانتا ہے؟" ڈورتھی نے کہا۔

"نہیں ——— میرا اس سے جب ٹکراؤ ہوا تھا تو میں میک اپ میں تھا۔ لیکن یوں سمجھو کہ تب سے میں لاشعوری طور پر اس شخص سے خوفزدہ ہوں۔ اور اسے دیکھتے ہی یہ خوف پوری قوت سے اُبھر آیا ہے۔ مجھے یوں محسوس ہو رہا ہے جیسے اسے ہمارے متعلق ساری باتوں کا علم ہو۔" کارپر نے

جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ ——— نفسیاتی خوف ——— اگر تم کہو تو میں تمہیں ہپناٹائز کر کے تمہارے ذہن سے یہ خوف نکال دوں۔ تم مجھے پہلے بتا دیتے تو میں پہلے ہی ایسا کر دیتی۔ یہ تو میرے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔" ڈورتھی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم میرے ذہن سے تو خوف نکال دو گی ڈورتھی لیکن اس شیطان کو کیسے کنٹرول کرو گی۔ بس تم بے شک جہاں جانا چاہو جا سکتی ہو لیکن میں اب باہر نہیں جاؤں گا اور ہاں سنو اب تم بھی بغیر میک اپ کے باہر نہ جانا۔ اس نے تمہیں میرے ساتھ دیکھ لیا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ تمہارے پیچھے لگ کر یہاں آ جائے۔" کارپر نے کہا۔

"کمال ہے ——— تم تو کسی بچے کی طرح خوف زدہ ہو رہے ہو ——— پہلے تم کرنل فریدی کی تعریفیں کرتے تھے کہ وہ دنیا کا بہت بڑا جاسوس ہے لیکن اس وقت تمہارے لہجے میں خوف کا عنصر نہ تھا لیکن اب تم انتہائی خوف زدہ لگ رہے ہو۔ اگر وہ یہاں موجود نہیں ہے تو پھر کیا ہوا۔ وہ پاکیشیا کا جاسوس ہے۔ یہاں اس کا کیا کام ——— ہو سکتا ہے وہ قاسم کا دوست ہو اور اس سے ملنے آیا ہو۔" ڈورتھی نے کہا۔

"مجھے معلوم ہے وہ کرنل فریدی کا دوست ہے اور ظاہر ہے اس لحاظ سے قاسم سے بھی اس کے تعلقات ہوں گے لیکن تم اسے جانتی نہیں۔ وہ انسان نہیں کوئی مافوق الفطرت چیز ہے

جو کچھ بظاہر ناممکن ہوتا ہے وہ اس کے لئے ممکن ہو جاتا ہے۔
کارپر واقعی شدید خوف زدہ لگ رہا تھا۔

"تم ادھر بیڈ پر آکر بیٹھو۔ پھر دیکھو میں تمہارے ذہن سے یہ خوف کیسے دور کرتی ہوں۔ صرف چند منٹ لگیں گے۔ اٹھو شاباش"۔ ڈورتھی نے پاس پڑے ہوئے بیڈ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"رہنے دو ڈورتھی ——— جو کچھ میں محسوس کر رہا ہوں وہ تمہارے تصوّر میں بھی نہیں آسکتا۔ اس عمران کو دیکھنے کے بعد مجھے خطرہ سر پہ تلوار کی طرح لٹکتا نظر آرہا ہے۔ کارپر نے کہا۔

"جیسے تمہاری مرضی ——— اب میں تمہیں مجبور تو نہیں کر سکتی لیکن تمہاری اس کیفیت نے مجھے شدید بور کر دیا ہے۔ تمہیں آخر کس بات کا خوف ہے۔ تم کسی سٹیج پر بطور کارپر سامنے نہیں آئے۔ کسی کو تمہارے متعلق کچھ علم نہیں ہے۔ کرنل فریدی، اس کی زیرو فورس اور وہ ریڈ سرکل سب ڈاکٹر آرنلڈ کو تلاش کرتے پھر رہے ہوں گے لیکن تم اس طرح خوف زدہ ہو رہے ہو جیسے تم نے بھرے بازار میں کوئی واردات کر لی ہو اور ہزاروں آدمیوں نے تمہیں پہچان لیا ہو۔" ڈورتھی نے انتہائی خشک لہجے میں کہا۔

"ہاں ——— یہی تو مجھے بھی اطمینان ہے کہ عمران چاہے لاکھ شیطانی ذہن کا آدمی ہو لیکن کم از کم اس کیس میں وہ مجھ تک نہیں پہنچ سکتا لیکن ہمیں دیکھ کر وہ چونکا کیوں تھا اور پھر

[اُ]س نے ہمیں خاص طور پر چیک کیوں کیا تھا حالانکہ اور بھی [کئ]ی جوڑے ہمارے ساتھ ہال میں داخل ہوئے تھے"۔ کارپر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"وہی تمہارا نفسیاتی خوف۔ اور کچھ بھی نہیں۔ خواہ مخواہ کا وہم۔ [ت]م ایسا کرو سو جاؤ۔ اس طرح تمہارا ذہن پرسکون ہو جائے گا۔ پھر کوئی اور پروگرام بنائیں گے۔" ڈورتھی نے کہا۔

"ہاں میں بھی یہی سوچ رہا ہوں۔ ٹھیک ہے"۔ کارپر سر ہلاتا [ہ]وا اُٹھا اور اس کمرے سے نکل کر اپنے بیڈ روم کی طرف بڑھ گیا۔

"میں سوتے ہوئے بھی تمہیں ہپناٹائز کر سکتی ہوں۔ بس تم ایک [با]ر سو جاؤ۔ پھر دیکھنا کہ تمہارے ذہن سے یہ خوف کس طرح غائب [ہ]وتا ہے"۔ ڈورتھی نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

اسے واقعی کارپر کی اس کیفیت سے سخت بوریت ہو رہی تھی۔ [او]ر اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ کارپر کو بتائے بغیر اس کا یہ نفسیاتی [خو]ف ہمیشہ کے لئے اس کے ذہن سے نکال دے گی۔

"ہونہہ ——— اتنا بڑا مجرم اور ایک آدمی کی شکل دیکھ کر اس [قد]ر خوفزدہ"۔ ڈورتھی نے کہا اور اٹھ کر کمرے سے باہر نکل آئی [او]ر باہر برآمدے میں ٹہلنے لگی تھی۔ اسے کارپر کے گہری نیند سو [ج]انے کا انتظار تھا۔

عمران ہال سے باہر نکلتے ہی بجائے بیرونی گیٹ کی طرف جانے کے برآمدے کے دائیں طرف والے حصے کی طرف بڑھ گیا۔ اُسے معلوم تھا کہ کرنل فریدی کے آدمی اس کی مکمل نگرانی کر رہے ہوں گے اور ظاہر ہے اب تو کرنل فریدی نے اس کی نگرانی کے زیادہ سخت احکامات دے دیئے ہوں گے۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ قاسم کی اس احمقانہ حرکت سے وہ لازماً کھٹک گیا ہو گا۔ گو اسے قاسم سے اپنے مطلب کی بات کا پتہ نہ چل سکا تھا لیکن عمران جانتا تھا کہ کرنل فریدی اتنی آسانی سے مطمئن نہیں ہو سکتا۔ لیکن اسے معلوم تھا کہ نگرانی کرنے والے برآمدے کے باہر کمپاؤنڈ گیٹ کے پاس ہوں گے۔ یہاں برآمدے میں کھڑے ہونا اپنے آپ کو مشکوک کرنے کے مترادف تھا۔

اس لئے وہ برآمدے کی سائیڈ سے ہوتا ہوا ہوٹل کی عقبی

طرف کو مڑ گیا تاکہ وہاں سے وہ کسی ڈیپارٹمنٹل سٹور سے میک اپ کا سامان اور نیا لباس خرید کر اپنے آپ کو تبدیل کر سکے اس کے بعد اس نے اس جوڑے کو اچھی طرح چیک کرنے کا پروگرام بنایا تھا۔

مرد کے متعلق تو اسے یقین تھا کہ کم از کم وہ ڈاکٹر آرنلڈ نہیں ہے۔ اس نے وائٹ روز گولڈن لگائی ہوئی ہے لیکن یہ اتفاق بھی ہو سکتا ہے۔ ضروری نہیں کہ یہ خوشبو یہاں اور کوئی نہ لگاتا ہو۔ ہوٹل البانیہ میں انتہائی امیر و کبیر افراد آتے تھے اور پھر یہ دونوں تو غیر ملکی تھے۔ اس لئے یہ خوشبو کسی غیر ملکی کے لئے استعمال کرنا کوئی مسئلہ نہ تھا۔ لیکن اس عورت کی ڈینیم کی خوشبو نے اس کی چھٹی حس کو جگا دیا تھا۔

قاسم نے اسے ڈوری کے قد و قامت اور جسامت کے متعلق جو کچھ بتایا تھا۔ یہ عورت بالکل اس پر فٹ بیٹھی تھی البتہ چہرہ وہ نہ تھا جو قاسم نے بتایا تھا۔ لیکن ہو سکتا ہے وہ میک اپ میں ہو۔

اب اس نے فیصلہ کیا تھا کہ نئے میک اپ اور لباس میں وہ واپس آ کر اس عورت کو قریب سے دیکھے گا۔ اسے معلوم تھا کہ ڈوری ماہر ترین ہپناٹسٹ ہے اور ایسے ماہر کو دیکھ کر ہی وہ آسانی سے پہچان سکتا تھا کہ یہ عورت ڈوریتھی ہے یا نہیں اور اگر یہ واقعی ڈوری ہے تو پھر اس کی یہاں اس صورت میں موجودگی جبکہ ریڈ سرکل کے تمام ایجنٹ گرفتار ہو چکے ہوں خاصی

چونکا دینے والی بات تھی۔ میک اپ اور لباس کی تبدیلی زیرو
فورس کے آدمیوں کی نگاہوں سے بچنے کے لئے ضروری تھی۔
ورنہ اس عورت میں دلچسپی لیتا دیکھ کر لازماً کرنل فریدی بھی
اس کے پیچھے لگ جاتا اور عمران فی الحال ایسا نہ چاہتا تھا۔ گو
ادھر سے براہ راست عقبی طرف جانے کا راستہ نہ تھا لیکن عمران
ایک راستہ جانتا تھا۔

یہ راستہ ویٹرز ہال میں سے ہو کر جاتا تھا۔ اور عمران نے
اس راستے کو استعمال کیا تھا۔ چنانچہ تھوڑی دیر بعد وہ عقبی سڑک
پر پہنچ گیا۔ اس نے ایک لمحے کے لئے رک کر اِدھر اُدھر کا
جائزہ لیا۔ لیکن پھر اسے اطمینان ہو گیا کہ اس طرف نگرانی کرنے
والا کوئی نہیں ہے۔

چنانچہ وہ آگے بڑھا۔ اس کی نظریں کسی ایسے ڈیپارٹمنٹل
سٹور کو تلاش کر رہی تھیں۔ جہاں سے وہ اپنی مطلوبہ چیزیں
خرید سکتا لیکن کافی آگے چوک تک پہنچ جانے کے باوجود
ایسا کوئی سٹور اسے نظر نہ آیا تو اس کے ہونٹ بھینچ گئے۔ اسے
خطرہ پیدا ہو گیا تھا کہ اتنی دیر گزر جانے کے باوجود وہ جوڑا
اٹھ کر نہ چلا جائے لیکن وہ مجبور تھا۔

بہرحال میک اپ اور لباس کی تبدیلی بھی بے حد ضروری
تھی۔ آگے جا کر ایک اور سڑک اس سڑک کو کراس کر رہی تھی۔
اس طرف ایسی دوکانیں نظر آ رہی تھی جہاں سے اسے مطلوبہ
سامان مل سکتا۔ چنانچہ وہ اس طرف بڑھ گیا اور پھر ایک بڑے

ڈیپارٹمنٹل سٹور کو دیکھ کر اس کی آنکھیں چمک اٹھیں۔ وہ
جلدی سے اس سٹور کی طرف بڑھا لیکن ابھی وہ سٹور کے
برآمدے میں داخل ہی ہوا تھا کہ اسے اپنے عقب میں ایک
بار پھر ڈنہیم اور وائٹ روز گولڈن کی تیز مگر ملی جلی خوشبو محسوس
ہوئی اور وہ بے اختیار چونک کر مڑا۔

دوسرے لمحے وہ یکلخت ٹھٹھک کر رک گیا۔ اس نے اسی
جوڑے کو سٹور سے ذرا ہٹ کر ایک خالی ٹیکسی میں بیٹھتے ہوئے
دیکھا۔ چونکہ سٹور کے برآمدے کا ستون اس کے اور اس جوڑے
کے درمیان تھا اور پھر وہ جوڑا اس کی طرف متوجہ بھی نہ تھا۔
اس لئے عمران ستون کی آڑ میں کھڑا انہیں دیکھتا رہا۔

مرد خاصا پریشان بلکہ قدرے خوف زدہ نظر آ رہا تھا جبکہ
وہ عورت جھنجھلائی ہوئی تھی۔ اور دوسرے لمحے وہ ٹیکسی تیزی سے
آگے بڑھ گئی۔ عمران کی نظریں تیزی سے اِدھر اُدھر گھومیں اسے
تعاقب کے لئے خالی ٹیکسی کی تلاش تھی۔ لیکن ارد گرد خالی تو ایک
طرف بھری ہوئی ٹیکسی بھی موجود نہ تھی۔ وہ آگے بڑھا اور اس
جوڑے والی ٹیکسی کو دیکھنے لگا۔ جو دوسرے لمحے ایک موڑ مڑ کر
اس کی آنکھوں سے اوجھل ہو گئی تھی۔

عمران ہونٹ بھینچ کر رہ گیا۔ اب ظاہر ہے سٹور میں جانا
فضول تھا۔ اس نے سرسری طور پر اس عورت کی آنکھوں کو
چیک کیا تھا اور اس سرسری جائزے سے ہی اس کا شک یقین
میں بدل گیا تھا۔ کیونکہ اس کی آنکھیں اسے کسی ماہر ہپناٹسٹ

کی آنکھیں ہی دکھائی دی تھیں۔ گو عام طور پر ایسے ماہر ہپناٹسٹ اپنی آنکھوں کو چھپانے کے لیئے رنگین عینک استعمال کرتے ہیں لیکن ڈوری چونکہ عورت تھی اور عورت عینک کو اپنے حسن میں رکاوٹ سمجھتی ہے اس لیئے وہ عینک کے بغیر تھی لیکن اب کیا ہو سکتا تھا۔ وہ دونوں بہرحال جا چکے تھے۔

لیکن اسی لمحے ایک خیال اس کے ذہن میں کوندا تو وہ چونک پڑا۔ اسے خیال آگیا تھا کہ یہاں نیدرلینڈ میں باقاعدہ ٹیکسیوں کا نظام ہے اور ان کے مرکزی دفتر سے اس ٹیکسی کا سراغ لگایا جا سکتا ہے۔

ٹیکسی کا نمبر اس کے ذہن میں محفوظ تھا۔ چنانچہ وہ واپس مڑا اور سٹور کے اندر داخل ہو گیا۔ منیجر کے کاؤنٹر پر فون موجود تھا ۔۔۔۔!

"میں ایک فون کرنا چاہتا ہوں" عمران نے کاؤنٹر پر پہنچ کر کہا۔

"اوہ ۔۔۔ ضرور جناب ۔۔۔ یہ فون آپ کی خدمت کے لیئے ہی ہے" کاؤنٹر پر موجود آدمی نے کاروباری انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"شکریہ ۔۔۔ کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ ٹیکسیوں کے مرکزی دفتر کا نمبر کیا ہے۔ میں ایک ٹیکسی ہائر کرنا چاہتا ہوں" عمران نے ریسیور اٹھاتے ہوئے پوچھا۔

"جی ہاں ۔۔۔ کاؤنٹر مین نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر اس

نے ایک نمبر بتا دیا۔ عمران نے نمبر ڈائل کیا۔

"یس ۔۔۔ ٹیکسی کنٹرول آفس" رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے جواب ملا۔

"دیکھئے۔ میں لاثانی ڈیپارٹمنٹل سٹور آصف جاہ روڈ سے بول رہا ہوں" میں ایک ٹیکسی ایک ہفتے کے کنٹریکٹ پر ہائر کرنا چاہتا ہوں۔ کیا اس کا بندوبست ہو سکتا ہے" عمران نے کہا۔ اس نے باہر جہازی سائز کے بورڈ پر لکھے ہوئے سٹور اور روڈ کے نام بتاتے ہوئے کہا۔

"ضرور جناب ۔۔۔ کیا ٹیکسی سٹور پر بھجوائی جائے" دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"ہاں ۔۔۔ لیکن کیا کوئی مخصوص ٹیکسی ہائر ہو سکتی ہے۔ دراصل میں نے ایک ماہ پہلے بھی ایک ٹیکسی ہائر کی تھی۔ اس کا ڈرائیور بے حد خوش اخلاق ثابت ہوا تھا۔ میں چاہتا ہوں کہ دوبارہ وہی ٹیکسی ہائر کروں" عمران نے کہا۔

"آپ کو اس ٹیکسی کا نمبر یا ڈرائیور کا نام یاد ہے" دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"ڈرائیور کا نام تو مجھے یاد نہیں البتہ ٹیکسی کا نمبر یاد ہے کے این پی۔ ٹرپل تھری فور سیون تھا۔ یہ نمبر اس لیئے مجھے یاد ہے کہ اتفاق سے یہی نمبر میرے ذاتی فون کا بھی ہے" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ ۔۔۔ اچھا اچھا۔ پھر تو واقعی آپ کو یاد رہنا تھا۔ لیکن

جناب یہ ٹیکسی تو اس وقت روڈ پر ہے۔ نجانے اس وقت وہ کہاں ہو گی۔ لیکن ایک منٹ ٹھہریے۔ میں معلوم کرتا ہوں۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر ریسیور پر خاموشی چھا گئی۔

"ہیلو ——" تھوڑی دیر بعد دوسری طرف سے آواز آئی۔

"یس ——" عمران نے جواب دیا۔

"اتفاق ہے سر کہ آپ کا کام ہو گیا ہے۔ یہ ٹیکسی دفتر کی اپنی ٹیکسی ہے اور اس میں ہنگامی کنٹرول کا مخصوص ٹرانسمیٹر موجود ہے اس سے رابطہ ہو گیا ہے۔ ڈرائیور کا نام ٹونی ہے وہ اس وقت ذیشان کالونی کے قریب ہے۔ میں نے اسے کہہ دیا ہے کہ وہ آصف جاہ روڈ پر لاثانی سٹور پر پہنچ جائے۔ زیادہ سے زیادہ پانچ منٹ میں وہ پہنچ جائے گا۔" دوسری طرف سے کہا گیا۔

"بہت بہت شکریہ —— میں اس کا منتظر ہوں شکریہ"

عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر ریسیور رکھ دیا اور پھر جیب سے ایک چھوٹا نوٹ نکال کر اس نے فون کے ساتھ موجود کیش باکس میں ڈالا اور باہر کی طرف مڑ گیا۔ یہ اس کی خوش قسمتی تھی کہ وہ نہ صرف ٹیکسی کو تلاش کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا بلکہ ذیشان کالونی کا پتہ بھی اسے مل گیا تھا۔ وہ ذیشان کالونی کا محل وقوع جانتا تھا۔ وہ یہاں سے زیادہ دور نہ تھا۔ اور عمران سمجھ گیا کہ یہ جوڑا لازماً یہاں سے ذیشان کالونی ہی گیا ہوگا وہ برآمدے کے ستون کی اوٹ میں کھڑا ٹیکسی کا انتظار کرتا رہا ستون کی آڑ اس نے حفظ ماتقدم کے طور پر لے رکھی تھی

تاکہ زیرو فورس کا کوئی آدمی گزرتے ہوئے اسے چیک نہ کر سکے اور پھر واقعی پانچ چھ منٹ بعد وہی ٹیکسی سٹور کے سامنے آ کر رکی اور عمران تیزی سے آگے بڑھا اور عقبی دروازہ کھول کر اندر بیٹھ گیا۔

"سوری جناب —— ٹیکسی پہلے سے ہائر ہے۔" ڈرائیور نے مڑ کر مودبانہ لہجے میں کہا

"میں نے ہی تمہارے مرکزی دفتر فون کر کے ہائر کرائی ہے۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ —— اچھا جناب فرمائیے۔ دفتر سے تو بتایا گیا تھا کہ آپ ایک ہفتے کے لئے ٹیکسی ہائر کرنا چاہتے ہیں۔ اور آپ نے پہلے بھی ٹیکسی ہائر کی تھی۔ اور آپ کو میرا اخلاق پسند آ گیا تھا۔ لیکن سر میں نے تو آپ کو پہلے کبھی نہیں دیکھا۔" ڈرائیور نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"پہلے نہیں دیکھا تو اب تو دیکھ لیا ہے۔ ویسے اگر کہو تو سپیشل انٹیلیجنس کا کارڈ دکھا دوں۔ اسے دیکھنے کے بعد تم یقیناً سمجھ جاؤ گے کہ یہ باتیں ہمارے کام کا حصہ ہیں۔" عمران کا لہجہ خاصا سخت تھا۔

"اوہ اچھا —— اچھا سر —— مگر......" ڈرائیور نے خوف زدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"سنو —— ہمیں مخبری ہوئی ہے کہ ایک غیر ملکی مجرم جوڑا تمہاری ٹیکسی میں اس سٹور کے سامنے سے بیٹھ کر گیا ہے اور

تم نے اسے لازماً ذیشان کالونی میں چھوڑا ہے لیکن ہم وہ کوٹھی جاننا چاہتے ہیں جہاں وہ گئے ہیں"۔ عمران نے پہلے کی طرح سخت لہجے میں کہا۔

"وہ سر ——— کوٹھی نمبر ایک سو بارہ پر اترے ہیں جناب۔" ڈرائیور نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے وہیں لے چلو ——— کرایہ ڈبل ملے گا۔ گھبراؤ نہیں سرکاری کام ضرور ہے لیکن میں کسی غریب کا حق نہیں مارا کرتا۔ اور ویسے بھی سرکاری رقم خرچ ہوتی ہے، میری جیب سے تو نہیں جاتی"۔ عمران نے نرم لہجے میں کہا۔

"شکریہ سر" ڈرائیور نے ڈبل کرایہ کا سن کر باچھیں نکالتے ہوئے کہا۔ اور ٹیکسی آگے بڑھا دی۔

"اب یہ کہنے کی ضرورت تو شاید نہیں کہ تم دفتر جا کر اس بارے میں کوئی بات کرو گے"۔ عمران نے راستے میں کہا۔

"آپ بے فکر رہیں جناب۔ میں سمجھتا ہوں۔ میں دفتر کو کہہ دوں گا کہ آپ سٹور پر ملے ہی نہیں"۔ ڈرائیور نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔ اور عمران مسکرا کر خاموش ہو گیا۔

ذیشان کالونی میں داخل ہو کر عمران کی نظریں کوٹھیوں کے نمبر چیک کرنے لگیں۔ یہ ملے جلے طبقے کے افراد کی رہائشی کالونی تھی۔ اس لئے یہاں بڑی کوٹھیاں بھی تھیں اور چھوٹی بھی۔ چند لمحوں بعد اسے ایک چھوٹی سی کوٹھی پر ایک سو بارہ ہندسہ لکھا ہوا نظر آ گیا۔

"آگے بڑھتے چلو ——— رکو نہیں۔ یہی کوٹھی ہے ناں"۔ عمران نے ٹیکسی کی رفتار آہستہ ہوتے محسوس کرتے ہوئے کہا اور ٹیکسی کی رفتار دوبارہ بڑھ گئی۔

"جی ہاں سر ——— اسی کوٹھی پر وہ اترے تھے" اور عمران نے سر ہلا دیا۔

کافی آگے جا کر عمران نے ٹیکسی رکوائی اور پھر میٹر دیکھ کر اس نے واقعی ڈرائیور کو ڈبل کرایہ ادا کیا۔ تو ڈرائیور نے انتہائی مودبانہ انداز میں سلام کیا اور ٹیکسی آگے بڑھا لے گیا جب ٹیکسی اگلے چوک پر جا کر اس کی نظروں سے اوجھل ہو گئی تو عمران واپس مڑا اور اطمینان سے پیدل چلتا ہوا وہ دوبارہ کوٹھی کی طرف آنے لگا لیکن ——— پھاٹک کی طرف جانے کی بجائے وہ اس کی سائیڈ والی گلی میں مڑ گیا۔ اور چند لمحوں بعد وہ کوٹھی کی عقبی طرف آ گیا۔

کوٹھی کی دیواریں کچھ زیادہ اونچی نہ تھیں اور عقبی گلی بھی سنسان پڑی ہوئی تھی۔ اس لئے عمران کو اندر کودنے میں کوئی تکلیف محسوس نہ ہوئی۔ پائیں باغ تھا تو سہی لیکن بہت مختصر البتہ اس کی حالت بتا رہی تھی کہ اس کی دیکھ بھال صحیح طور پر کی جا رہی ہے۔

عمران مہندی کی باڑھ کے پیچھے چھپ گیا۔ گو اس نے کودتے ہوئے کوشش کی تھی کہ آواز کم سے کم پیدا ہو لیکن پھر بھی احتیاط ضروری تھی۔ لیکن چند لمحوں تک جب کوئی ردعمل سامنے نہ آیا تو

وہ آہستہ سے نکلا اور سائیڈ گلی سے ہوتا ہوا سامنے کے رخ پر آ گیا۔

اس طرف بھی اسے کوئی آدمی نظر نہ آیا اور نہ ہی کتے تھے ایک لمحے کے لئے تو اسے ایسا محسوس ہوا جیسے کوٹھی خالی پڑی ہو اور اس ٹیکسی ڈرائیور نے اسے ڈاج دیا ہے لیکن دوسرے لمحے اس نے اس خیال کو جھٹک دیا۔ کیونکہ ٹیکسی ڈرائیور کی طرف سے ڈاج دینے کی کوئی وجہ موجود نہ تھی۔ البتہ یہ ہو سکتا تھا کہ وہ جوڑا اس دوران کہیں چلا گیا ہو۔ لیکن دوسرے لمحے اس کی نظریں بیرونی پھاٹک پر پڑیں تو اس نے پھاٹک کا بڑا کنڈہ اندر سے بند دیکھا۔ اس سے وہ سمجھ گیا کہ جوڑا باہر نہیں گیا ورنہ یہ کنڈہ اندر سے بند نہ ہوتا۔ کیونکہ پھاٹک میں چھوٹی کھڑکی بھی نظر نہ آ رہی تھی۔

وہ چند لمحے سائیڈ گلی پر کھڑا جائزہ لیتا رہا۔ پھر دبے پاؤں آگے بڑھا۔ پورشح اور برآمدہ بھی خالی تھا۔ وہ آہستہ آہستہ چلتا ہوا برآمدے پر چڑھا اور پھر درمیانی راہداری کی طرف بڑھ گیا

راہداری کے سرے پر پہنچ کر وہ یکلخت ٹھٹھک کر رک گیا کیونکہ اس نے ہلکی سی آواز راہداری کے آخری سرے پر موجود کسی کمرے سے سنی تھی۔ آواز نسوانی تھی۔

راہداری خالی تھی۔ اس لئے عمران دیوار کے ساتھ ساتھ چلتا ہوا اس دروازے تک پہنچ گیا جہاں سے آواز سنائی دی تھی۔

اب وہ آواز واضح ہو گئی تھی۔

"اب تم اطمینان سے سوتے رہو کارپر۔ اب جب تم اٹھو گے

تو تمہارے ذہن میں کوئی خوف موجود نہ ہو گا۔ وہی آواز دوبارہ سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی قدموں کی آواز دروازے کی قریب آتی سنائی دی۔ عمران دروازے کے ساتھ چمٹ گیا۔ ڈینیم کی تیز خوشبو اسے اب قریب سے محسوس ہونے لگی تھی۔ یقیناً وہ عورت دروازے کی طرف آ رہی تھی۔

"اوہ —— میرے کمرے کا باتھ تو خراب ہے۔ چلو یہی سہی"

آواز دروازے کے قریب سنائی دی اور پھر دروازہ کھلنے اور بند ہونے کی آواز سنائی دی اور عمران نے طویل سانس لیا۔ وہ سمجھ گیا کہ عورت باتھ روم میں چلی گئی ہے۔

اس نے سر آگے کر کے کمرے میں جھانکا تو اسے بیڈ پر وہی غیر ملکی چت لیٹا ہوا دکھائی دیا۔ اس کا دروازے سے نظر آنے والا چہرہ بتا رہا تھا کہ وہ گہری نیند سو رہا ہے۔

کمرہ خالی تھا۔ عمران آہستہ سے اندر داخل ہوا۔ باتھ روم کا دروازہ بیرونی دروازے کی بالکل سائیڈ میں تھا۔ اس لئے عمران اور بھی زیادہ احتیاط سے اس کے سامنے سے گزرا اور پھر بیڈ کے سرہانے کی طرف جا کر وہ اس کے پیچھے جھک کر بیٹھ گیا۔

بیڈ کا ڈیزائن ایسا تھا کہ اس کے سرہانے کی طرف لکڑی کافی اونچی تھی۔ اسی لمحے باتھ روم کا دروازہ کھلا اور عمران نے اونچی لکڑی میں بنے ہوئے پھولوں کے سوراخوں میں سے دیکھا۔ وہ عورت باتھ روم سے باہر آئی۔ اس نے ایک نظر بیڈ پر پڑے ہوئے آدمی کو دیکھا اور پھر تیزی سے دروازہ کراس کر کے باہر

راہداری میں چلی گئی ۔ اس کے قدموں کی آواز دور جاتی سنائی دے رہی تھی ۔

پھر جب آواز معدوم ہوگئی تو عمران اوٹ سے باہر نکلا ۔ وہ پہلے اس کمرے کی مکمل تلاشی لینا چاہتا تھا۔ اب اس بات میں تو کوئی شک نہ رہا تھا کہ یہ عورت ڈوری تھی کیونکہ اس کا فقرہ جو اس نے سنا تھا۔ وہ اور اس کی آنکھیں بتا رہی تھیں کہ وہ ہپناٹسٹ ہے اور شاید اس سوئے ہوئے مرد جس نے اس کا نام کارپر لیا تھا، پر ہپناٹزم کر کے اس کے ذہن سے کوئی خوف دور کیا تھا ۔

کارپر کے نام نے عمران کے ذہن میں ایک خلش سی پید کر دی تھی ۔ اسے یوں محسوس ہوا تھا جیسے وہ اس نام سے آشنا ہو لیکن اس کے ذہن میں کچھ واضح نہ ہو رہا تھا۔ اس نے ایک طرف رکھی ہوئی الماری کھولی اور پھر بڑے ماہرانہ انداز میں اس کی تلاشی لینی شروع کر دی ۔

کارپر کے جسم سے واقعی وائٹ روز گولڈن کی خوشبو اٹھ رہی تھی لیکن الماری کھلتے ہی اس پر ایک اور انکشاف ہوا ۔ الماری میں نہ صرف میک اپ کا جدید ترین سامان موجود تھا بلکہ اس کے ساتھ ایسے مخصوص پیڈ بھی موجود تھے جن سے جسم کی ماہیت کو بدلا جا سکتا تھا ۔

اور پھر اسے وہ لباس بھی نظر آ گیا جو ڈاکٹر آرنلڈ نے اس وقت پہنا ہوا تھا۔ جب عمران آرتھر کے نمائندے کے طور پر

اس سے ملا تھا اور اسے کاغذات دیئے تھے

عمران کے ہاتھ اور زیادہ تیزی سے چلنے لگے ۔ اور چند لمحوں بعد جب اس کے ہاتھوں میں وہ لفافہ آیا۔ جس میں ڈاکٹر آرنلڈ کے مخصوص شناختی کاغذات تھے تو اس کے حلق سے ایک طویل سانس نکل گیا۔ یہ وہی لفافہ تھا جو عمران نے لا کر دیا تھا۔ اس لئے اب اس بات میں کوئی شک نہیں رہ گیا تھا کہ یہ کارپر ہی ڈاکٹر آرنلڈ ہے ۔

اس کے ہاتھ اور زیادہ تیزی سے چلنے لگے ۔ اور پھر الماری کی ایک خفیہ دراز سے اسے سرخ رنگ کا باکس مل گیا۔ ایسا مخصوص باکس جو مائیکرو فلم رکھنے کے لئے خصوصی طور پر تیار کیا جاتا ہے ۔

عمران کے لبوں پر کامیابی کی مسکراہٹ ابھر آئی۔ اس نے باکس کو کھولا تو فارمولے کی مائیکرو فلم ایک حقیقت کے طور پر اس کے سامنے تھی ۔

" واہ قاسم دی گریٹ ——— تم واقعی گریٹ ہو۔ تمہاری وجہ سے یہ شخص سامنے آیا ہے۔ ورنہ شاید زندگی بھر اسے تلاش نہ کیا جا سکتا۔"

عمران نے باکس جیب میں ڈالتے ہوئے بے اختیار قاسم کی تعریف کرتے ہوئے دھیمے لہجے میں کہا۔ کیونکہ یہ بہرحال تسلیم شدہ بات تھی کہ اگر قاسم اس مخصوص خوشبو کے بارے میں نہ بتاتا تو اس کارپر کو ڈاکٹر آرنلڈ کے طور پر کبھی بھی ٹریس نہ کیا

جا سکتا۔ چونکہ فارمولا عمران کو مل گیا تھا۔ اس لئے اب اس کے یہاں رکنے کا کوئی جواز نہ تھا۔ جہاں تک کاربر کی گرفتاری کا تعلق تھا وہ اس کا دردسر نہ تھا ظاہر ہے اس نے فارمولا چیک کر کے کرنل فریدی کو لوٹا دینا تھا اور اس وقت وہ اس کوٹھی اور کاربر اور اس عورت کے متعلق بھی تفصیل سے بتا دیتا۔

کمرے سے راہداری میں آ کر وہ باہر نکل آیا۔ وہ عورت شاید کسی اور کمرے میں تھی، عمران کو وہ نظر نہ آئی عمران تیز تیز قدم اٹھاتا سائیڈ گلی میں آیا اور چند لمحوں بعد دیوار پھاند کر باہر گلی میں پہنچ چکا تھا۔

اس کے چہرے پر کامیابی کی مسکراہٹ بالکل واضح طور پر نظر آ رہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد وہ سڑک پر پہنچ گیا۔ اور پھر ایک خالی ٹیکسی اسے لے کر تیزی سے ٹاپ کالونی کی طرف بڑھی جا رہی تھی جہاں ایکسٹو کا ایک خفیہ مخبر رہتا تھا۔ عمران وہیں اس فارمولے کو آسانی سے چیک کر سکتا تھا کیونکہ وہاں مائیکرو فلم کا مخصوص پروجیکٹر موجود تھا۔

”ہونہہ ——— بُو ——— قاسم کے بدن سے بُو ——— سالا خود بدبودار ——— اوہ مگر میں نے آج خوشبو تو لگائی نہیں۔ ارے میں تو نہایا ہی نہیں۔ اور پھر تو خالہ جاد سچا بھی ہو سکتا ہے“۔

قاسم کی ذہنی رو سوچتے سوچتے یکلخت بدل گئی اور دوسرے لمحے وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

”جی صاحب ——— ایک ویٹر نے اسے اس طرح بوکھلائے ہوئے انداز میں اُٹھ کر کھڑے ہوتے دیکھا تو شاید یہ سمجھا کہ اُسے کوئی پریشانی لاحق ہو گئی ہے۔

”ابے ہٹ سالے ورنہ پھر تُو بھی کہے گا بُو آ رہی ہے۔ میں ابھی ترکی حمام میں نہا دھا کر آتا ہوں“، قاسم نے تیز لہجے میں کہا اور پھر تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

چند لمحوں بعد اس کی کار ہوٹل البانیہ کے بیرونی گیٹ سے

نکل کر سڑک پر پہنچ گئی تھی۔ اس کے ذہن میں چونکہ نہانے
کی بات کے ساتھ ہی ترکی حمام کا لفظ آ گیا تھا۔ اس لئے اس
نے ترکی حمام میں ہی نہانے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ اور پھر ترکی حمام
میں نہانے سے اسے واقعی بے حد لطف آتا تھا۔ جب گرم بھاپ
سے بھرے ہوئے کمرے میں خوبصورت لڑکیاں اس کے تھل تھل
کرتے جسم کی مالش کرتیں تو اس کا دل خوش ہو جاتا تھا۔
اگلے چوک سے اس نے کار موڑی اور پھر ایک چوک کے قریب
اس نے دائیں طرف جانے والی سڑک پر کار موڑ کر ذرا آگے جا کر
روک دی۔ اور دروازہ کھول کر نیچے اترا۔
لیکن دوسرے ہی لمحے وہ اس طرح ٹھٹھک کر رک گیا جیسے
اس کے قدموں کو زمین نے جکڑ لیا ہو۔ اس کی ناک میں وائٹ
روز گولڈن کی خوشبو کا بھبکا سا ٹکرایا تھا۔ اس نے جلدی سے
ادھر ادھر دیکھا اور دوسرے لمحے وہ چونک پڑا۔ اسے ایک جوڑا
کراسنگ گلی کے دوسرے سرے پر جاتا ہوا دکھائی دیا۔
آگے ایک مرد تھا اور اس سے کچھ فاصلے پر ایک عورت
تھی۔ قاسم جس جگہ موجود تھا۔ یہ گلیوں کی کراسنگ اس سے تھوڑے
فاصلے پر تھی لیکن سڑک سے وہ نظر نہ آتی تھی اور چونکہ مرد اکیلا پہلے
گزرا تھا۔ اس لئے اس بار اس کی ناک میں صرف وائٹ روز
گولڈن کی خوشبو ٹکرائی تھی۔
"اوہ —— یہ ڈاکٹر آرنلڈ ہوگا"۔ قاسم لاشعوری طور پر بڑبڑایا
اور پھر وہ سب کچھ بھول کر تیز تیز قدم اٹھاتا ان کے پیچھے گلی میں

داخل ہو گیا۔ لیکن جب وہ گلی کے اختتام پر پہنچا تو وہ جوڑا
دوسری سڑک پر پہنچ کر اس کی نظروں سے غائب ہو گیا۔ قاسم
کی رفتار چونکہ کافی آہستہ تھی۔ اس لئے ابھی وہ سڑک سے کچھ
دور تھا کہ اس نے گلی کے سامنے سے ایک ٹیکسی گزرتے دیکھی
دوسرے لمحے وہ چونک پڑا کیونکہ وہ عورت اور مرد دونوں
ہی اس ٹیکسی میں بیٹھے ہوئے تھے قاسم نے انہیں لباسوں
کی مدد سے پہچان لیا تھا۔ ٹیکسی ایک لمحے میں اس کی نظروں سے
اوجھل ہو گئی۔
"مم —— مم —— مجھے علی عمران کو اطلاع دینی ہے"۔ قاسم
اسی طرح لاشعوری انداز میں بڑبڑایا اور پھر تیزی سے مڑ
گیا۔ اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ اس وقت وہ شعور کی بجائے لاشعور
کے تابع ہے۔ تھوڑی دیر بعد وہ اپنی کار تک پہنچ گیا۔
"مگر علی عمران کو کہاں فون کروں۔ میں نے فون پر اطلاع
دینی ہے"۔ قاسم نے کار کے قریب پہنچ کر ادھر ادھر انتہائی پریشانی
کے عالم میں دیکھا۔
"کیا بات ہے جناب —— آپ پریشان نظر آ رہے ہیں"۔
اچانک ایک کار رینگتی ہوئی اس کے قریب آ کر رکی اور اس
میں سے ایک نوجوان نے جھانکتے ہوئے بڑے ہمدردانہ لہجے میں کہا۔
"مم —— مم —— میں نے فون پر علی عمران کو اطلاع دینی ہے
کہ میں نے ڈاکٹر آرنلڈ کی خوشبو وائٹ روز گولڈن سونگھ لی
ہے۔ وہ یہاں گلی سے آئی۔ پھر میں رک گیا۔ وہ عورت کے ساتھ

بیٹھ کر ٹیکسی میں چلا گیا ہے۔ میں نے علی عمران کو اطلاع دینی ہے
مگر میں کہاں فون کروں۔"

قاسم نے بالکل اسی طرح میکانکی انداز میں بولنا شروع کر
دیا جیسے ہپناٹزم کا معمول بولتا ہے۔

"اوہ ——— آپ میری کار میں بیٹھ جائیں۔ میں آپ کو فون کرا
دیتا ہوں۔" نوجوان نے جلدی سے کار کا دروازہ کھولتے ہوئے
کہا۔

"میں نے علی عمران کو فون کرنا ہے۔ میں نے علی عمران کو
فون کرنا ہے۔" قاسم اسی میکانکی انداز میں بولتا چلا گیا۔

نوجوان نے ایک لمحہ اسے دیکھا پھر تیزی سے کار آگے
بڑھا لے گیا۔ چند لمحوں بعد وہی کار واپس آگئی۔ وہی نوجوان
اس میں سوار تھا۔

"یہ لیجئے ——— ٹیلیفون کر لیجئے ——— علی عمران صاحب لائن
پر ہیں۔" نوجوان نے جلدی سے ایک وائرلیس فون قاسم کی طرف
بڑھاتے ہوئے کہا۔ اور قاسم نے جھپٹ کر فون لے لیا۔

"ہالو ——— میں قاسم بول رہا ہوں۔" قاسم نے کہا۔

"کیا بات ہے خالہ جاد ——— میں علی عمران ہوں۔" دوسری
طرف سے علی عمران کی آواز سنائی دی۔

"علی عمران ——— میں نے ڈاکٹر آرنلڈ کی خوشبو وائٹ رنج
گولڈن سونگھ لی ہے۔ وہ ایک مرد سے آرہی تھی۔ اس کے
ساتھ ایک عورت بھی تھی۔ وہ ٹیکسی میں بیٹھ کر چلے گئے ہیں۔"

قاسم نے میکانکی انداز میں جواب دیا۔

"کون سی ٹیکسی میں گئے ہیں ——— اس کا نمبر۔" دوسری
طرف سے علی عمران کی آواز سنائی دی۔

"ابے میں کوئی جسوس مسوس ہوں سالے کہ نمبر یاد کرتا پھروں
ہونہہ۔" قاسم کا لہجہ تیزی سے بدلنے لگا تھا اور دوسرے لمحے
اس نے اس طرح کان سے چپکا ہوا رسیور ہٹا دیا جیسے فون
کے بجائے اس کے کان سے کوئی بچھو چپکا ہوا ہو۔

"ارے۔ ارے۔ یہ کیا۔ ارے کون ہو تم۔ وہ ترکی حمام
اوہ ——— میں نے نہانا تھا۔ وہ سالا خالہ جاد کہہ رہا تھا بو آرہی
ہے۔" قاسم کا لہجہ بھی بدل گیا تھا اور ساتھ ہی اس کی آنکھوں میں
شعور کی چمک بھی ابھر آئی تھی۔

نوجوان ہاتھ میں وائرلیس فون اٹھائے حیرت سے قاسم کو
دیکھ رہا تھا۔ قاسم کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ اب تک ہونے والی
ساری باتیں بھول چکا ہے۔

اسی لمحے پچھلے موڑ سے کرنل فریدی کی لنکن مڑ کر ان کی
طرف آتی دکھائی دی۔ اس کی رفتار خاصی تیز تھی اور پھر بریکیں لگنے
کی آواز سے سڑک کا ماحول گونج اٹھا۔

قاسم حیرت سے کرنل فریدی کی کار کو دیکھ رہا تھا جیسے اسے
یہاں اس کی آمد کی وجہ سمجھ نہ آرہی ہو۔

"کیا بتایا ہے اس نے۔" کرنل فریدی نے کار میں سے نکل
کر اس نوجوان کے قریب آتے ہوئے تیز لہجے میں پوچھا۔ اور

نوجوان نے قاسم اور عمران کے درمیان ہونے والی گفتگو لفظ بلفظ سنا دی۔

"کک ——— کک ——— کیا بات ہے کرنل پھریدی صاحب کیا آپ بھی ترکی حمام شمام میں نہانے آئے ہیں۔ اوہ یہ سالی بو سب میں آگئی ہے" قاسم نے حیرت سے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

"قاسم ——— اس ڈاکٹر آرنلڈ کا حلیہ کیسا تھا" کرنل فریدی نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے تیز لہجے میں کہا۔

"ڈاکٹر آرنلڈ کا حلیہ۔ آں ......" قاسم بری طرح بوکھلا سا گیا اور اس کے چہرے پر ایسے تاثرات ابھر آئے جیسے حلیے کے بارے میں سوچ رہا ہو۔

"اچھا ——— ٹیکسی کی کوئی خاص نشانی بتاؤ۔ کرنل فریدی نے یکلخت چونک کر ایک اور سوال کر دیا۔

"ٹیکسی کی نشانی ——— مم ——— مم ——— مگر کس ٹیکسی کی"

قاسم کی بوکھلاہٹ عروج پر تھی۔ اور کرنل فریدی نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے تیز لہجے میں سوال کر دیا۔

"اس ٹیکسی کی جس میں ڈاکٹر آرنلڈ بیٹھ کر گیا ہے۔ جس کی خوشبو وائٹ روز گولڈن تم نے سونگھی ہے اور جن کے متعلق تم عمران کو فون پر اطلاع دینا چاہتے تھے" کرنل فریدی کے لہجے میں غصے کی لہریں دوڑ رہی تھیں۔

"ڈاکٹر آرنلڈ۔ ٹیکسی۔ خوشبو۔ عمران کو اطلاع۔ پھریدی

صاحب آپ نشہ مشہ۔ اوہ ہپ۔ مم۔ مگر میں تو ترکی حمام میں نہانے آیا ہوں۔" قاسم نشے کا لفظ جھونک میں کہہ تو گیا تھا لیکن شاید اسے فوراً خیال آ گیا تھا کہ وہ کرنل فریدی سے مخاطب ہے۔ اس لئے اس نے جلدی سے منہ پر ہاتھ رکھ کر اپنے آپ کو روک لیا تھا۔ اور پھر ترکی حمام کی بات کی تھی۔

"تو تم نے علی عمران کو فون نہیں کیا۔" کرنل فریدی نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں نے ——— مجھے کیا ضرورت ہے فون کرنے کی۔ میں کوئی اس کا ملازم ہوں۔" قاسم نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"یہ جب بات کر رہا تھا تو اس کا انداز ہپناٹزم کے معمول جیسا تو نہ تھا۔" کرنل فریدی نے مڑ کر نوجوان سے انگریزی میں پوچھا۔

"یس سر ——— بالکل اسی طرح تھا۔ البتہ فون پر اطلاع دیتے ہی اس کا لہجہ نارمل ہو گیا تھا" نوجوان نے انگریزی میں جواب دیا اور کرنل فریدی نے اس طرح سر ہلا دیا جیسے اب وہ ساری بات سمجھ گیا ہو کہ اس بار عمران نے قاسم پر ہپناٹزم کا عمل کیا تھا۔

"قاسم۔ ادھر آؤ" کرنل فریدی نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔ اور خود تیزی سے اس سائیڈ کی گلی کی طرف بڑھ گیا۔

"گلی میں کیوں ——— کیا ادھر بھی ترکی حمام ہے" قاسم نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

لیکن کرنل فریدی کے لہجے کی وجہ سے وہ اس کے پیچھے اس
طرح کھنچا چلا گیا۔ جیسے لوہا مقناطیس کی طرف کھنچتا ہے۔
" یہاں کھڑے ہو جاؤ ——— اور دیکھو اگر کوئی ٹیکسی
سامنے سے گزرے جس میں ایک غیر ملکی مرد اور ایک غیر ملکی عورت
بیٹھے ہوئے ہوں۔ کیا تمہیں اس ٹیکسی کی کوئی نشانی یاد رہے گی۔
کوئی خاص نشانی۔ تم بے حد عقلمند ہو۔ کیپٹن حمید سے بھی زیادہ۔
اس لئے مجھے یقین ہے کہ کوئی نہ کوئی نشانی تمہیں ضرور یاد رہے
گی" کرنل فریدی نے اسے پچکارتے ہوئے کہا۔
اور کرنل فریدی کے منہ سے اپنی تعریف سن کر قاسم کا ڈھول
کی طرح پھولا ہوا سینہ اور زیادہ پھولنے لگا۔
" آں۔ آں۔ یہ بات ہے۔ میں کپتان حمید سے بھی عقلمند ہوں۔ عقلمند
ہوں۔ ہاں مجھے یاد آرہا ہے۔ میں نے نشانی دیکھی ہے۔ اگلے
دروازے کے تالے کے نیچے ایک تصویر بنی ہوئی ہے۔ ہاں ایک
عورت کی تصویر۔ جس کی آنکھوں پر لال رنگ کی عینک ہے۔ میں
سالے کپتان حمید سے زیادہ عقلمند ہوں۔ آں۔" قاسم نے خوش
ہو کر آنکھیں بند کرتے ہوئے کہنا شروع کر دیا۔ اور کرنل فریدی
اپنی کامیابی پر مسکرا دیا۔
" ٹھیک ہے ——— بس اتنا ہی کافی ہے" کرنل فریدی نے
مسکراتے ہوئے قاسم کے کاندھے کو تھپکا اور پھر ساتھ موجود
زیرو سروس کے آدمی کو ہدایات دینا شروع کر دیں کہ وہ فوراً
اس ٹیکسی کو تلاش کریں۔ جس کے اگلے کسی دروازے کے تالے

کے نیچے عورت کی تصویر کا سٹکر لگا ہوا ہو۔ جس نے سرخ
رنگ کی عینک لگائی ہو۔ اور زیرو سروس کا آدمی سر ہلاتا ہوا
واپس سڑک کی طرف دوڑ پڑا۔
" آؤ قاسم ——— تم میں واقعی جاسوس کی کچھ نہ کچھ صلاحیتیں
موجود ہیں۔
" اچھا تو آپ مجھے اپنا اشٹنٹ مشٹنٹ بنائیں اور اس سالے
کپتان حمید کی چھٹی کرا دیں۔ مجھ پر ہر وقت رعب ڈالتا ہے کہ
میں کرنل فریدی کا اشٹنٹ ہوں۔ ہونہہ۔ جیسے اشٹنٹ نہ
ہو عجرائیل ہو" قاسم نے واپس سڑک کی طرف بڑھتے ہوئے
کہا۔ اور کرنل فریدی بے اختیار ہنس پڑا۔
جب وہ دونوں اپنی کاروں تک پہنچے تو اسی لمحے کیپٹن
حمید بھی ایک کار میں وہاں پہنچ گیا۔
" کچھ پتہ چلا" کیپٹن حمید نے نیچے اترتے ہوئے کہا۔
" اسے یاد ہی نہیں ہے کہ اس نے عمران سے بات بھی کی
ہے یا نہیں۔ ویسے تم نے فوری طور پر نمبر الیون تھرٹی کو وائرلیس
پر عمران سے بات کرنے کا کہہ کر اور خود عمران بن کر اس
سے گفتگو کرنے کا جو فیصلہ کیا ہے وہ مجھے پسند آیا ہے۔ اس
طرح کے فوری فیصلے ہی ہماری فیلڈ میں کامیابی دلاتے ہیں"
کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے انگریزی میں کیپٹن حمید
سے بات کرتے ہوئے کہا۔
" شکریہ ! الیون تھرٹی کی اطلاع پر میں نے یہی مناسب

سمجھا تھا لیکن اسے یاد کیوں نہیں ہے کیا اس کی یادداشت غائب ہو گئی ہے۔" کیپٹن حمید نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ اس بار عمران نے نیا ہاتھ دکھایا ہے۔ اس نے اس ہاتھی پر ہپناٹزم کا عمل کر کے اسے ہدایت دی ہوئی تھی۔ اگر الیون تھرٹی اس کا تعاقب کرتا ہوا اس کے پیچھے نہ آتا تو یقیناً یہ عمران کو ہی فون کرتا۔ لیکن بہرحال تمہاری بات درست نکلی ہے۔ قاسم میں واقعی یہ عجیب صلاحیت موجود ہے کہ اسے کوئی نہ کوئی نشانی یاد رہتی ہے جس کا شاید اسے خود علم نہیں ہوتا۔ عمران کو بھی اس صلاحیت کا علم تھا اس لئے اس نے اس سے ڈاکٹر آرمد کی مخصوص خوشبو معلوم کر لی تھی۔ لیکن اسے معلوم تھا کہ ہمیں بھی پتہ چل جائے گا۔ اس لئے اس نے ہپناٹزم کے ذریعے اس کے ذہن کو کنٹرول کر لیا" کرنل فریدی نے تجزیہ کرتے ہوئے کہا۔

"آخر یہ آپ سالی گٹ مٹ کیوں کر رہے ہیں۔ کچھ گٹ مٹ کرتے مگر کچھ تو سالی اپنی اماں جان کی زبان بھی بولیں"۔ قاسم سے نہ رہا گیا تو بول پڑا۔

"حمید، قاسم میں جاسوس بننے کی صلاحیتیں موجود ہیں۔ تم ایسا کرو اس کی کچھ نہ کچھ ٹریننگ کر دو کسی وقت کام ہی آ جائے گی۔" کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کیپٹن حمید سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اس کی تو میں ایسی ٹریننگ کر دوں گا کہ یہ ساری عمر یاد رکھے گا۔ اس نے عمران کو ترجیح دی ہے ہم پر"۔ حمید نے غصے سے آنکھیں نکلتے ہوئے کہا

"ارے جاؤ، میں تو کرنل پھریدی کا لحاظ محاظ کر رہا ہوں ورنہ تم سے تو اب بھی بڑا جسوس مسوس ہوں"۔ قاسم نے بھپرے ہوئے لہجے میں کہا اور پھر غصے سے پھنکارتا ہوا اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔

ڈیش بورڈ میں لگے ہوئے ٹرانسمیٹر سے ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلتے ہی کرنل فریدی نے ہاتھ بڑھا کر اس کا بٹن دبا دیا۔

"ہیلو ــــــ نمبر الیون کالنگ ــــــ اوور"۔ بٹن دبتے ہی زیرو فورس کے انچارج نمبر الیون کی آواز سنائی دی۔

"ہارڈ اسٹون ــــــ اوور"۔ کرنل فریدی نے تیز لہجے میں جواب دیا۔

"سر ــــــ وہ ٹیکسی تلاش کر لی گئی ہے۔ اس کے ڈرائیور نے تسلیم کیا ہے۔ اس نے آصف جاہ روڈ سے ایک غیر ملکی جوڑے کو ذیشان کالونی کی کوٹھی نمبر ایک سو بارہ میں ڈراپ کیا ہے۔ لیکن سر اس نے ایک اور حیرت انگیز بات بھی بتائی ہے اوور"۔ نمبر الیون نے کہا۔

"وہ کیا ــــــ اوور"۔ کرنل فریدی نے چونک کر پوچھا۔

"سر ۔۔۔ اس نے بتایا ہے کہ اس جوڑے کو وہ ڈراپ کر کے ۔۔۔ واپس آرہا تھا کہ اسے کنٹرولنگ دفتر سے اطلاع ملی کہ کوئی صاحب اس کی ٹیکسی ایک ہفتے کے لئے ہائر کرنا چاہتے ہیں اور وہ صاحب آصف جاہ روڈ پر لاثانی سٹور میں موجود ہیں۔ چنانچہ یہ وہاں گیا تو اس آدمی نے بتایا کہ وہ انٹیلیجنس کا آدمی ہے اور اس کوٹھی کا نمبر معلوم کرنا چاہتا ہے۔ جس میں یہ جوڑا گیا ہے۔ اس نے اسے بھی بتا دیا اور اسے وہاں چھوڑ بھی آیا۔ اس نے کہا ہے کہ گو اس انٹیلیجنس والے نے اسے منع کر دیا تھا کہ کسی کو یہ بات نہ بتائے لیکن کرنل فریدی کا نام درمیان میں آنے کی وجہ سے وہ بتا رہا ہے۔ میں نے اس سے یہی کہا تھا کہ یہ پوچھ گچھ کرنل فریدی صاحب کے حکم پر ہو رہی ہے اور جناب جب اس آدمی کا حلیہ پوچھا گیا تو اس نے جو حلیہ بتایا ہے وہ بالکل عمران صاحب کا ہے۔ بلکہ لباس کی تفصیلات بھی وہی ملیں جس لباس میں عمران صاحب ہوٹل البانیہ سے اچانک غائب ہو گئے تھے۔ اوور۔" نمبر الیون نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ ۔۔۔ اس کا مطلب ہے کہ عمران کو پہلے ہی اطلاع مل گئی تھی۔ ذیشان کالونی ایک سو بارہ۔ ٹھیک ہے۔ میں خود وہاں جا رہا ہوں۔ تم چار ایجنٹوں کو پہلے ہی نگرانی کے لئے بھیج دو۔ اور شنو ساری فورس کو اطلاع کر دو کہ وہ عمران کو تلاش کریں۔ اگر وہ میرے جانے تک وہاں سے نکل بھی گیا

تو لازماً کسی ٹیکسی میں ہی جائے گا۔ اوور اینڈ آل۔" کرنل فریدی نے کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر آف کر کے کار آگے بڑھا دی۔ وہ اس وقت ہوٹل البانیہ کے سامنے موجود تھا۔ کیپٹن حمید بھی اپنی کار چھوڑ کر اس کے ساتھ آ بیٹھا تھا۔

"یہ اس عمران کو آخر کیسے سب باتوں کا پہلے سے علم ہو جاتا ہے۔" کیپٹن حمید نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اس کا ذہن انتہائی برق رفتار ہے اور ساتھ ہی ساتھ وہ مقدر کا بھی سکندر ہے۔ کوئی نہ کوئی اتفاق ایسا ہو جاتا ہے کہ اس کا کام حیرت انگیز طور پر آگے بڑھ جاتا ہے۔" کرنل فریدی نے کہا اور کیپٹن حمید ہونٹ بھینچ کر خاموش ہو گیا۔

کرنل فریدی کی لنکن تھوڑی دیر بعد ذیشان کالونی میں داخل ہو گئی کیونکہ ہوٹل البانیہ سے ذیشان کالونی کا فاصلہ کچھ زیادہ نہ تھا۔ جلد ہی کرنل فریدی نے کوٹھی نمبر ایک سو بارہ تلاش کر لی۔ یہ چھوٹی سی کوٹھی تھی۔ اس کا پھاٹک بند تھا۔

کرنل فریدی کار آگے بڑھاتے لے گیا۔ اور پھر ذرا آگے جا کر اس نے کار روک دی۔

"آؤ ۔۔۔" کرنل فریدی نے دروازہ کھول کر نیچے اترتے ہوئے کہا۔

"تو کیا براہِ راست ریڈ کا پروگرام ہے۔" کیپٹن حمید نے نیچے اترتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ عمران کے درمیان میں آنے کی وجہ سے میں دیر نہیں

کرنا چاہتا۔" کرنل فریدی نے پیدل کوٹھی کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"ہو سکتا ہے عمران ابھی اندر موجود ہو۔" کیپٹن حمید نے کہا۔

"اگر ایسا ہے تو زیادہ اچھا رہے گا۔" کرنل فریدی نے جواب دیا۔ پھر پھاٹک کے سامنے پہنچ کر اس نے کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔ لیکن جب چند لمحوں تک کوئی ردعمل محسوس نہ ہوا تو اس نے دوبارہ بٹن پریس کیا اور اس بار کافی دیر تک اس نے پریس کئے رکھا۔

"کون ہے؟" چند لمحوں بعد ایک نسوانی آواز پھاٹک کے اندر سے سنائی دی۔ لہجہ غیر ملکی تھا۔

"بجلی کا میٹر چیک کرنا ہے محترمہ ---- پھاٹک کھولئے۔" کرنل فریدی نے انتہائی فدویانہ لہجے میں کہا۔

"اوہ ---- اچھا۔" دوسری طرف سے مطمئن سی آواز سنائی دی اور پھر پھاٹک کا کنڈا کھلنے کی آواز سنائی دی۔ اس کے ساتھ ہی پھاٹک کھلا تو سامنے ایک خوبصورت اور نوجوان غیر ملکی عورت کھڑی انہیں حیرت سے دیکھ رہی تھی۔

کرنل فریدی اسے دھکیلتا ہوا آگے بڑھ گیا۔

"کون ہو تم ---- کون ہو۔" اس عورت نے بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا۔

لیکن دوسرے لمحے وہ بری طرح چیختی ہوئی اچھل کر زمین پر گری اور ساکت ہو گئی۔ کرنل فریدی نے پوری قوت سے بازو

گھما کر اس کی کنپٹی پر ٹیڑھی انگلی کا ہک مارا تھا۔

"ارے ---- عورت پر ہاتھ اٹھا دیا آپ نے۔" کیپٹن حمید نے جلدی سے پھاٹک بند کرتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اسے واقعی کرنل فریدی کی اس حرکت پر حیرت ہوئی تھی۔ کیونکہ کرنل فریدی سوائے کسی خاص مجبوری کے عورت پر ہاتھ اٹھانے کا قائل نہ تھا۔ اور یہاں بظاہر تو کوئی مجبوری بھی نہ تھی۔ عورت نہتی اور اکیلی تھی۔

"اس کی آنکھیں بتا رہی ہیں کہ یہ ماہر ہپناٹسٹ ہے۔ اس لئے مجھے ایسا کرنا پڑا۔ تم اسے اٹھا کر لے آؤ۔ میں اندر چیک کرتا ہوں" کرنل فریدی نے تیز لہجے میں کہا۔ اور پھر جیب سے ریوالور نکال کر دوڑتا ہوا کوٹھی کا چھوٹا سا لان پار کر کے برآمدے میں داخل ہو گیا۔

"ڈوروتھی ---- کیا بات ہے۔ یہ چیخ کیسی ہے۔" کرنل فریدی کو راہداری کے آخر میں ایک کمرے سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ ایسا تھا جیسے کوئی ابھی گہری نیند سے جاگ کر بولا ہو۔ اور کرنل فریدی نے قدم تیز کر دیئے۔

"خبردار۔" کرنل فریدی دروازے کو دھکیلتے ہوئے اچھل کر کمرے میں داخل ہوا۔ اور اس کا جسم اندر داخل ہوتے ہی تیزی سے گھوم گیا۔ لیکن کمرے میں سوائے ایک مرد کے اور کوئی نہ تھا اور وہ مرد بھی بستر پر اس طرح بیٹھا ہوا تھا جیسے سوتے سوتے اٹھ بیٹھا ہو۔ ویسے بھی اس کے جسم پر پورا لباس تھا جیسے اسے

اس قدر نیند آرہی تھی کہ وہ لباس بدلے بغیر ہی سو گیا تھا۔

"کک ـــ کک ـــ کون ہو تم" کرنل فریدی کو اس طرح سامنے دیکھ کر وہ مرد بری طرح چونک کر اچھلا اور کرنل فریدی نے ایک طویل سانس لیا۔ اسے اب وائٹ روز گولڈن کی مخصوص خوشبو اس آدمی کے جسم سے نکلتی ہوئی واضح طور پر محسوس ہوئی تھی۔

"ڈاکٹر آرنلڈ ـــ میرا نام کرنل فریدی ہے۔ وہ فارمولا کہاں ہے جو تم نے ڈاکٹر جابر کے ہاں سے اڑایا تھا"۔ کرنل فریدی نے آگے بڑھ کر اس کی کنپٹی سے ریوالور لگاتے ہوئے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"کک ـــ کک ـــ کرنل فریدی ـــ مگر میرا نام تو ڈاکٹر کارپ ہے" ڈاکٹر آرنلڈ بری طرح بوکھلا گیا تھا۔

لیکن دوسرے لمحے وہ بری طرح چیختا ہوا اچھل کر بیڈ کے نیچے اس طرح جا گرا کہ اس کا اوپر والا دھڑ تو بیڈ کے نیچے لٹک رہا تھا جبکہ نچلا دھڑ بیڈ کے اوپر تھا

کرنل فریدی نے دوسرے ہاتھ سے اسے زوردار ضرب لگائی تھی لیکن وہ چونکہ بیٹھا ہوا تھا۔ اس لئے ضرب کھا کر وہ اس انداز میں گرا تھا۔

ڈاکٹر آرنلڈ نے اس طرح گرتے ہی تیزی سے قلابازی کھا کر سیدھے کھڑے ہونے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے ایک بار پھر اس کے حلق سے چیخ نکلی اور وہ سائیڈ کی دیوار سے ٹکرا

کر نیچے گر گیا۔ بوکھلاہٹ میں قلابازی کھاتے ہوئے اسے یہ احساس نہ ہوا تھا کہ سائیڈ کی دیوار بیڈ کے کنارے سے زیادہ فاصلے پر نہیں ہے۔ اس لئے قلابازی کھاتے ہوئے اس کا نچلا جسم پوری قوت سے دیوار سے جا ٹکرایا۔

کرنل فریدی نے بیڈ پر چڑھ کر دوسری طرف چھلانگ لگائی اور پھر نیچے گرتے ہوئے ڈاکٹر آرنلڈ کو گردن سے پکڑ کر اوپر اٹھایا اور اس کے ساتھ ہی ریوالور کا دستہ پوری قوت سے اس کی کنپٹی پر پڑا تو ڈاکٹر آرنلڈ کے ہاتھ پیر ڈھیلے پڑ گئے۔ وہ بیہوش ہو چکا تھا ـــ کرنل فریدی نے اس کا بے ہوش جسم بیڈ پر پھینک دیا۔

اسی لمحے کیپٹن حمید بھی اس عورت کو کاندھے پر اٹھائے اندر داخل ہوا۔

"حمید ـــ میں اس کی تلاشی لیتا ہوں۔ تم کمرے کی تلاشی لو۔ عمران یہاں موجود نہیں ہے حالانکہ وہ یہاں آیا تھا۔ کہیں وہ ہم سے پہلے ہی نہ ہاتھ دکھا گیا ہو۔"

کرنل فریدی نے جھک کر بیڈ پر پڑے ہوئے ڈاکٹر آرنلڈ کی تلاشی لینی شروع کر دی۔ اور چند لمحوں بعد جب اس نے اس کے کوٹ کی اندرونی جیب سے سرخ رنگ کا ایک باکس نکالا تو اس کی آنکھیں چمک اٹھیں۔ اس نے باکس کھولا تو اندر موجود مائیکرو فلم دیکھ کر اس کی آنکھیں چمک اٹھیں۔ یقیناً یہ فارمولا کی فلم تھی۔

"ارے —— یہ الماری تو میک اپ کے سامان سے بھری پڑی ہے"۔ اسی لمحے کیپٹن حمید کی آواز سنائی دی۔ اور کرنل فریدی تیزی سے اس کی طرف بڑھ گیا۔

"اوہ —— تو یہ بات ہے۔ میں بھی سوچ رہا تھا کہ ڈاکٹر آرنلڈ کا جو قد و قامت بتایا گیا ہے۔ یہ آدمی تو ویسا نہیں ہے۔ مجھے صرف اس خوشبو کی وجہ سے یقین ہو گیا تھا کہ یہی ڈاکٹر آرنلڈ ہے اس کا مطلب ہے اس نے ہیڈنگ کی تھی"۔ کرنل فریدی نے الماری میں ہیڈنگ کا مخصوص سامان دیکھتے ہوئے کہا۔

"اس الماری کی پہلے بھی تلاشی لی گئی ہے۔ گو بڑے ماہرانہ انداز سے لی گئی ہے لیکن پھر بھی۔

کیپٹن حمید نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور کرنل فریدی اس کی بات سن کر بے اختیار چونک پڑا۔

"تمہاری بات درست ہو سکتی ہے۔ یہ کام یقیناً عمران کا ہے یہ آدمی یقیناً گہری نیند سویا ہوا ہو گا۔ اور عمران نے اندر آکر تلاشی لی ہو گی"۔ کرنل فریدی نے جواب دیا۔

"لیکن یہ عورت تو موجود تھی"۔ کیپٹن حمید نے جواب دیا۔

"ہو سکتا ہے یہ بھی سوئی ہوئی ہو۔ لیکن عمران واپس کیوں چلا گیا۔ وہ تو ایسا آدمی نہیں ہے کہ یہاں آکر بغیر فارمولا لئے واپس چلا جائے اور اس نے اس ڈاکٹر کے لباس کی تلاشی بھی نہیں لی تھی ورنہ وہ یہ فارمولا آسانی سے حاصل کر لیتا"۔ کرنل فریدی نے خود کلامی کے سے انداز میں کہا۔

اسی لمحے اس کی کلائی پر ضربیں سی لگنے لگیں۔ وہ چونک پڑا۔ اس نے جلدی سے واچ ٹرانسمیٹر کا بٹن کھینچ لیا۔

"ہیلو —— ہیلو —— نمبر الیون کالنگ —— اوور" واچ ٹرانسمیٹر سے نمبر الیون کی مدھم سی آواز سنائی دی۔

"ہارڈ سٹون —— اوور"۔ کرنل فریدی نے گھڑی کو منہ کے قریب لاتے ہوئے کہا۔

"سر۔ عمران صاحب کو تلاش کر لیا گیا ہے۔ نمبر ہنڈرڈ فور نے انہیں ذیشان کالونی سے کچھ فاصلے پر ایک ٹیکسی میں بیٹھے چیک کیا ہے۔ اوور"۔ نمبر الیون نے جواب دیا۔

"اوہ —— وہ کہاں جا رہا ہے۔ اوور"۔ کرنل فریدی نے پوچھا۔

"ابھی تو ٹیکسی چل رہی ہے سر۔ اوور" دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"اس کی مکمل نگرانی کراؤ اور جہاں وہ جائے مجھے فوراً اطلاع دو واچ ٹرانسمیٹر پر اور سنو میں ذیشان کالونی کی کوٹھی نمبر ایک سو بارہ میں ہوں۔ یہاں ایک مرد اور ایک عورت بے ہوش پڑے ہیں۔ یہ مجرم ہیں انہیں یہاں سے اٹھا کر ہیڈ کوارٹر پہنچا دو اور ان کا خیال رکھنا۔ میں عمران سے فارغ ہو کر یہاں آؤں گا تو پھر ان سے تفصیلی پوچھ گچھ ہو گی۔ اوور اینڈ آل"

کرنل فریدی نے کہا اور ونڈ بٹن دبا کر اس نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"عمران صاحب —— آپ اور یہاں اچانک"۔ دروازہ کھولنے والے نوجوان کی حیرت سے بھرپور آواز سنائی دی۔ یہ اسلم تھا۔ یہ ایجنٹ نہ تھا بلکہ اس کے ذمہ صرف مخبری کا کام تھا۔ اس لئے اس کے متعلق ذاتی طور پر سوائے عمران کے اور کوئی نہ جانتا تھا۔ حتیٰ کہ نیدرلینڈ میں ایکسٹو کے فارن ایجنٹس بھی اس سے واقف نہ تھے۔ عمران نے اسے یہاں اس لئے رکھا ہوا تھا کہ خاص حالات میں وہ اس سے فارن ایجنٹس سے ہٹ کر مخبری کا کام لیا کرتا تھا۔ اس لئے وہ عمران سے اچھی طرح واقف تھا۔

"ہاں —— اور کون ہے اندر"۔ عمران نے جلدی سے دروازے میں داخل ہوتے ہوئے پوچھا۔

"کوئی نہیں ہے —— بیگم بچوں سمیت اپنے میکے گئی ہوئی ہے"۔ اسلم نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا اور عمران اطمینان

بھرے انداز میں سر ہلاتے ہوئے آگے بڑھ گیا۔ اسلم پیشے کے لحاظ سے فوٹو گرافر تھا اور یہاں محکمہ انفارمیشن میں چیف فوٹو گرافر تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اس نے اس کوٹھی کے ایک کمرے میں ڈارک روم بنایا ہوا تھا۔ لیکن عمران جانتا تھا کہ یہ ڈارک روم خاص جدید نوعیت کا ہے۔

یہاں مائیکرو فلم بھی ڈویلپ کی جا سکتی تھی۔ اس کی مزید نقلیں بھی تیار کی جا سکتی تھیں۔ اور پروجیکٹر پہ انہیں چیک بھی کیا جا سکتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ عمران نے فارمولا حاصل کرتے ہی سیدھا یہاں کا رخ کیا تھا۔

"میں ڈارک روم میں ایک مائیکرو فلم چیک کرنا چاہتا ہوں تم ذرا میرے لئے تیز چائے کی ایک پیالی بنا کر لے آؤ"۔ عمران نے کوٹھی کے برآمدے میں پہنچتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے سر —— ابھی لے آتا ہوں"۔ اسلم نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور تیزی سے کچن کی طرف بڑھ گیا۔ جبکہ عمران تہہ خانے کی طرف جانے والی سیڑھیاں اترتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ ڈارک روم تہہ خانے میں ہی تھا۔

ڈارک روم میں پہنچ کر عمران نے دروازہ بند کیا اور جیب میں سے فلم نکال کر اس نے پروجیکٹر پہ چڑھانی شروع کر دی۔ دوسرے لمحے جدید ترین پروجیکٹر کی سکرین پہ آڑھی ترچھی لکیریں نظر آنے لگیں۔

عمران خاموشی سے سکرین کو دیکھتا رہا۔ پھر اچانک وہ چونک

سے اس پر ایک تحریر ابھر آئی اور عمران چونک کر اس کی طرف متوجہ ہو گیا کیونکہ تحریر نامانوس سی تھی۔ اس نے جلدی سے ہاتھ بڑھا کر پروجیکٹر کا ایک بٹن دبا دیا اور سکرین پر تحریر نہ صرف ساکت ہو گئی بلکہ وہ اب انلارج بھی ہو گئی تھی۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور اسلم چائے لئے اندر کمرے میں داخل ہوا۔

"اسلم ـــــ پیڈ اور قلم ہے یہاں"۔ عمران نے چونک کر اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں ـــــ اس دراز میں ہے۔ میں دیتا ہوں"۔ اسلم نے کہا اور چائے کی پیالی عمران کے ہاتھ میں دے کر اس نے دراز کھولی اور اس میں سے ایک پیڈ اور بال پوائنٹ نکال کر باہر رکھ دیا۔

"ٹھیک ہے ـــــ تم باہر جاؤ۔ میں ذرا کام کر لوں"۔ عمران نے چائے کی چسکی لیتے ہوئے کہا اور اسلم سر ہلاتا ہوا ڈارک روم سے باہر نکل گیا۔

عمران چائے بھی پیتا رہا اور غور سے سکرین پر موجود تحریر کو بھی پڑھتا رہا۔ پھر جیسے ہی چائے کی پیالی ختم ہوئی۔ اس کی آنکھوں میں بھی چمک ابھر آئی۔ تحریر ایک مخصوص کوڈ میں تھی جو بظاہر کوئی نیا کوڈ تھا۔ لیکن عمران نے چائے پیتے پیتے اس کوڈ کی ڈھونڈ نکالی تھی۔ اور پھر اس نے چائے کی خالی پیالی ایک طرف رکھی اور بال پوائنٹ اٹھا کر کاغذ پر اس کی مدد سے سکرین پر موجود تحریر کو ڈی کوڈ کرنا شروع کر دیا۔ چار پانچ لائنیں ڈی کوڈ

کرنے کے بعد اس نے بال پوائنٹ رکھ دیا۔ اب وہ چونکہ کوڈ کو پوری طرح سمجھ گیا تھا۔ اس لئے اب اسے باقاعدہ کاغذ پر ڈی کوڈ کرنے کی ضرورت نہ رہی تھی۔ اس نے پیڈ سے کاغذ پھاڑا اور اسے مروڑ تروڑ کر ایک طرف پڑی ہوئی باسکٹ میں پھینکنے ہی لگا تھا کہ یکلخت اسے ایک خیال آ گیا۔

"اوہ نہیں ـــــ کہیں یہ اسلم کے ہاتھ نہ لگ جائے"۔ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اور پھر ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ پھر اسے ایک طرف موجود سگریٹ کی ڈبیا اور اس پر پڑا ہوا لائٹر نظر آ گیا۔ اسلم چونکہ چین سموکر تھا۔ اس لئے وہ ڈارک روم میں بھی سگریٹ اور لائٹر ضرور رکھتا تھا۔

عمران نے لائٹر اٹھایا اور اس کاغذ کو آگ لگا دی۔ جب کاغذ جل کر راکھ ہو گیا تو اس نے اسے سیوریج پائپ میں بہا دیا۔ اب وہ مطمئن تھا۔ بہرحال یہ انتہائی اہم دفاعی فارمولا تھا۔ اس لئے عمران نہیں چاہتا تھا کہ اسلم جیسے عام آدمی کے کان میں اس کی بھنک بھی پڑ جائے۔ کجا یہ کہ وہ کاغذ پر اس کی ڈی کوڈنگ پڑھ لے۔ اس لئے اس نے کاغذ جلا دیا تھا۔ پھر اس نے پیڈ اور بال پوائنٹ اٹھا کر دوبارہ دراز میں رکھے اور دراز بند کر کے اس نے کرسی گھسیٹی اور پروجیکٹر سکرین کے سامنے اطمینان سے بیٹھ گیا۔ اس نے پروجیکٹر کا بٹن دبایا تو تحریر آہستہ آہستہ بدلنے لگی۔ عمران چونکہ ساتھ ساتھ اسے ذہنی طور پر ڈی کوڈ بھی کرتا جا رہا تھا۔ اس لئے وہ مکمل طور پر اس کی طرف متوجہ تھا۔ اس کی

آنکھوں میں چمک تیز ہوگئی تھی۔ کیونکہ فارمولا واقعی اہم اور بالکل ہی ایک نئے دفاعی ہتھیار کا تھا لیکن پھر اچانک جھماکے سے سکرین صاف ہوگئی۔ تو عمران چونک پڑا۔ اس نے پروجیکٹر کا وہ ڈائل چیک کیا جو یہ بتاتا تھا کہ فلم ابھی موجود ہے یا ختم ہو گئی ہے تو اس کے ہونٹ بھنچ گئے۔ فلم مکمل طور پر چل چکی تھی۔

"اوہ ——— یہ تو ادھورا ہے" عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور ہاتھ بڑھا کر پروجیکٹر بند کیا اور پھر فلم اس میں سے نکال لی۔ اور پھر ایک طرف رکھا ہوا اس کا باکس اٹھا کر فلم اس نے اس میں ڈالی اور باکس جیب میں ڈال کر وہ مڑا اور دروازہ کھول کر سیڑھیاں چڑھتا ہوا اوپر آگیا۔

"کام ہوگیا جناب" اسلم نے جو اوپر موجود تھا۔ مسکرا کر پوچھا

"ہاں ——— ہو تو گیا ہے لیکن ادھورا۔ بہرحال ٹھیک ہے اب میں چلتا ہوں" عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ارے بیٹھیے تو سہی۔ میں کھانا تیار کرتا ہوں۔ کھانا تو کھا کر جائیے" اسلم نے کہا۔

"نہیں ——— مجھے جلدی ہے ——— او کے خدا حافظ" عمران نے جواب دیا۔ اور تیز تیز قدم اٹھاتا پھاٹک کی طرف بڑھ گیا۔ ایک لمحے کے لئے اسے خیال آیا کہ وہ اسلم کو کہے کہ وہ اپنی کار میں اسے لے جائے۔ کیونکہ ہو سکتا ہے باہر فوراً ٹیکسی نہ مل سکے۔ لیکن پھر اس نے ارادہ بدل دیا۔ کیونکہ اسے خیال آگیا تھا کہ کہیں اس کے ساتھ ہونے کی وجہ سے وہ کرنل فریدی کی زیردستوں

کی نظروں میں نہ آجائے۔ اگر ایسا ہوگیا تو پھر یقیناً وہ آئندہ اس کے لئے مخبری کا کام نہ کر سکے گا۔

کوٹھی سے باہر نکل کر عمران تیز تیز قدم اٹھاتا کالونی کے چوک کی طرف بڑھ گیا۔ جہاں سے اسے ٹیکسی ملنے کی امید تھی وہ اب پہلے قاسم کی کوٹھی پر جانا چاہتا تھا۔ تاکہ اس کی اس طرح گمشدگی سے کہیں کرنل فریدی اس کی طرف سے مشکوک نہ ہو جائے۔ وہ یقیناً اس کی طرف سے پریشان ہوگا۔ فارمولا ادھورا ضرور تھا لیکن کم از کم وہ اس کی بنیادی تھیم سمجھ گیا تھا۔

ویسے اس نے سوچ لیا تھا کہ اس فارمولے کا بقیہ حصہ یقیناً عاصم ٹیکسٹائل مل کے اسی مخصوص شعبے ایس ون میں ہی موجود ہوگا۔ ڈاکٹر جابر نے حفاظت کے تحت اسے دو حصوں میں تقسیم کرکے رکھا ہوا ہوگا۔ اور چونکہ اس بات کا علم ڈاکٹر آرنلڈ کو نہ تھا اس لئے وہ اس کو مکمل فارمولا سمجھ کر لے اڑا تھا اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ کچھ روز بعد وہ قاسم کو لے کر خفیہ طور پر ایس ون میں جا کر اس کا دوسرا حصہ تلاش کرے گا۔ اور پھر اسے پوری طرح پڑھ کر اس کی ایک نقل بنا کر خود رکھ لے گا۔ اور اصل کرنل فریدی کو پیش کر دے گا۔

اس نقلی ڈاکٹر آرنلڈ یا کارپر کی اسے پرواہ نہ تھی کیونکہ نہ ہی اس عورت اور نہ کارپر نے اسے کوٹھی میں داخل ہوتے دیکھا تھا اور نہ جاتے دیکھا تھا۔ اس لئے انہیں پتہ ہی نہ چل سکتا تھا کہ فارمولا کون لے گیا ہے۔ اسے اصل خطرہ صرف کرنل فریدی

کی زیرو سروس سے تھا۔ اور ذیشان کالونی سے واپسی پر ایک جگہ اسے محسوس ہوا تھا کہ اس کا تعاقب ہو رہا ہے تو اس نے ٹیکسی ایک گلی کے قریب رکوائی اور پھر وہ مختلف گلیوں سے ہوتا ہوا ایک کالونی میں داخل ہو گیا تھا۔ تاکہ اگر واقعی نگرانی ہو بھی رہی ہو تو نگرانی کرنے والا ڈاج کھا جائے۔ انہیں پتہ ہی نہ چل سکے کہ عمران ٹاپ کالونی میں داخل بھی ہوا ہے یا نہیں کیونکہ جس جگہ وہ گلی میں داخل ہوا تھا اسے مکمل یقین تھا کہ کوئی اسے چیک نہ کر سکا ہو گا۔

چوک سے اسے واقعی ٹیکسی مل گئی اور اس نے ڈرائیور کو قاسم کی کوٹھی کا پتہ بتایا اور اطمینان سے سیٹ کی پشت سے سر لگا کر بیٹھ گیا۔ اب اسے نگرانی کی بھی زیادہ فکر نہ تھی کیونکہ اب زیرو فورس والے اسے دیکھ بھی لیتے تو انہیں یہ پتہ نہ چل سکتا تھا کہ عمران کہاں گیا ہے اور کیا کر آیا ہے۔

کرنل فریدی اپنے ہیڈ کوارٹر میں موجود تھا۔ اس کے سامنے کرسی پر کارپر بیٹھا ہوا تھا۔ اسے رسیوں سے باندھ دیا گیا تھا۔ ساتھ والی کرسی پر اس کی ساتھی عورت بندھی ہوئی تھی۔ عورت بے ہوش تھی اور اس کی گردن ایک طرف ڈھلکی ہوئی تھی جبکہ کارپر کی حالت انتہائی خستہ تھی۔ اس کا چہرہ مسخ ہو چکا تھا۔ چہرہ جگہ جگہ سے کٹ پھٹ چکا تھا۔ اس کی حالت دیکھ کر ہی اندازہ ہوتا تھا کہ اس پر انتہائی خوفناک تشدد کیا گیا ہے۔

"اگر تم پہلے ہی سب کچھ بتا دیتے کارپر تو تمہاری یہ حالت نہ ہوتی۔" کرنل فریدی کے لہجے میں بے پناہ غراہٹ تھی۔ اور کارپر کا جسم بے اختیار کانپنے لگا۔

"مم ـــ مم ـــ مجھے کیا معلوم تھا کہ تم اس قدر ظالم ہو۔" کارپر نے ڈوبتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں اپنے ملک کے دشمنوں کے ساتھ اس سے بھی زیادہ بھیانک سلوک کرنے کا عادی ہوں کارپر۔ ابھی تو یوں سمجھو کہ تم ابھی ابتدائی مرحلے پر ہی بول پڑے ہو"، کرنل فریدی نے انتہائی سفاک لہجے میں جواب دیا اور کارپر کا سر جھک گیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ دوسرا حصہ عمران لے اڑا ہے"
پاس کھڑے کیپٹن حمید نے کہا۔

"ہاں —— اب بات واضح ہو گئی ہے۔ ورنہ میرے ذہن میں یہی بات کھٹک رہی تھی کہ عمران آخر یوں خاموشی سے واپس کیوں چلا گیا ہے۔ اسے دراصل اس کے دوسرے حصے کا خیال بھی نہ آیا ہو گا۔ اس لئے وہ ایک حصے کو ہی مکمل فارمولا سمجھ کر لے اڑا ہو گا۔ اور اب عمران کا پتہ چل جائے تو پھر دیکھنا میں اس کا کیا حشر کرتا ہوں۔" کرنل فریدی کے لہجے میں بے پناہ غراہٹ تھی۔

"یہ عمران بھی کسی بھوت کی نسل سے لگتا ہے۔ یوں اچانک غائب ہو جاتا ہے کہ پھر اس کا پتہ نہیں چل پاتا۔" کیپٹن حمید نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میں نے زیرو فورس کے آدمیوں کو اس لئے سزا نہیں دی کہ وہ عمران کو کھو بیٹھے تھے۔ عمران کی بجائے وہ اگر کسی اور آدمی کو اس طرح کھو دیتے تو یقیناً میں انہیں انتہائی سخت سزا دیتا۔"
کرنل فریدی نے خشک لہجے میں جواب دیا۔

کرنل فریدی جب ذیشان کالونی سے باہر آیا تو اسے اطلاع ملی کہ عمران ایک گلی میں گھس کر غائب ہو گیا ہے اور باوجود کوشش

کے اس کا پتہ نہیں چل رہا۔ اور جس جگہ وہ غائب ہوا تھا وہاں سے چونکہ کئی کالونیوں کو راستے جاتے تھے اس لئے یہ معلوم نہ ہو رہا تھا کہ وہ کونسی کالونی میں گیا ہے۔

اس اطلاع کے بعد کرنل فریدی ہیڈ کوارٹر آ گیا۔ کیونکہ اس کے ذہن میں یہی خلش تھی کہ آخر عمران ذیشان کالونی کی کوٹھی میں داخل ہونے اور الماری کی تلاشی لینے کے باوجود واپس کیوں چلا گیا ہے۔ کارپر اور وہ عورت جس کا نام کارپر نے ڈورتھی بتایا تھا اس دوران ہیڈ کوارٹر پہنچا دیئے گئے تھے۔

اور پھر کرنل فریدی نے کارپر سے پوچھ گچھ شروع کر دی۔ کارپر خاصا سخت جان آدمی ثابت ہوا لیکن کرنل فریدی ایسے آدمیوں کے منہ کھلوانا جانتا تھا۔ اس لئے جلد ہی کارپر بھی طوطے کی طرح بولنے پر مجبور ہو گیا۔ اور تب کرنل فریدی کو معلوم ہوا کہ اصل ڈاکٹر آرنلڈ کو کارپر نے یورپ میں ہی ہلاک کر دیا تھا۔ اور پھر وہ خود اس کی جگہ لے کر یہاں آ گیا۔ وہ چونکہ میک اپ اور خاص طور پر پیڈنگ کے فن میں ماہر تھا۔ اس لئے کوئی اسے نہ پہچان سکا۔ اور پھر اس نے بڑے اطمینان سے فارمولا حاصل کر لیا۔ اور ڈاکٹر آرنلڈ کا میک اپ ختم کر کے اصل شکل و جسم میں آ گیا۔ اس طرح وہ مکمل طور پر محفوظ ہو گیا تھا۔

یہ بات بھی کارپر نے ہی بتائی تھی کہ فارمولا دو حصوں پر مشتمل تھا۔ وہ علیحدہ علیحدہ باکسز میں تھا۔ پہلے اس نے اسے ایک ہی باکس میں رکھ لیا تھا لیکن پھر اس نے حفاظت کے طور پر دوبارہ

انہیں علیحدہ باکسز میں رکھ دیا تھا۔ ایک باکس تو اس نے اپنی جیب میں رکھا جبکہ دوسرا باکس اس نے الماری کے خفیہ خانے میں چھپا دیا تھا۔ لیکن اس نے عمران کے کوٹھی میں داخل ہونے سے لاعلمی ظاہر کی تھی۔ اس سے ساری صورت حال کرنل فریدی پر واضح ہو گئی تھی کہ عمران اس وقت اندر داخل ہوا۔ جب کارپر گہری نیند سویا ہوا تھا۔ اور عمران کے ہاتھ الماری میں رکھا ہوا فارمولا لگ گیا تو وہ اُسے مکمل سمجھ کر لے اڑا۔ لیکن اب عمران کا پتہ نہ چل رہا تھا۔

کرنل فریدی اس کمرے سے جہاں کارپر اور وہ عورت ڈورتھی موجود تھی۔ نکل کر اپنے دفتر میں پہنچا ہی تھا کہ یکلخت میز پر پڑے ہوئے ٹرانسمیٹر سے مخصوص آوازیں نکلنے لگیں۔ اور کرنل فریدی نے چونک کر ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

" ہیلو —— ہیلو —— ون زیرو ٹو بول رہا ہوں۔ اوور" دوسری طرف سے زیرو فورس کے ایجنٹ کی آواز سنائی دی۔ چونکہ فریدی جب ہیڈ کوارٹر میں ہوتا تو مین ٹرانسمیٹر کا لنک اپنے کمرے کے ٹرانسمیٹر سے کر لیتا تھا۔ اس طرح باہر سے آنے والی تمام کالیں وہ خود سنتا تھا۔ ورنہ تو نمبر الیون جو ہیڈ کوارٹر کا انچارج تھا۔ اس کی عدم موجودگی میں کال ریسیو کرتا اور پھر کرنل فریدی تک پہنچاتا تھا۔

" ہارڈ اسٹون —— اوور" کرنل فریدی نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

" سر عمران کا پتہ چل گیا ہے۔ سر وہ ایک ٹیکسی میں قاسم صاحب کی کوٹھی پر پہنچا ہے۔ میں وہاں ڈیوٹی پر ہوں سر۔ میں نے اسے

خود ٹیکسی سے اتر کر کوٹھی میں جاتے دیکھا ہے۔ اوور" دوسری طرف سے ون زیرو ٹو نے جواب دیا۔

" اوہ اچھا —— اوور اینڈ آل"۔ کرنل فریدی نے تیز لہجے میں کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے وہ بجلی کی سی تیزی سے دفتر سے نکل کر باہر پورچ کی طرف لپکا جہاں اس کی لنکن موجود تھی۔

" کیا ہوا"۔ ایک کمرے سے نکلتے ہوئے کیپٹن حمید نے کرنل فریدی کو اس طرح لپک کر جاتے دیکھ کر پوچھا۔

" جلدی آؤ"۔ عمران قاسم کی کوٹھی میں گیا ہے۔ ہم نے اسے فوراً پکڑنا ہے"۔ کرنل فریدی نے تیز لہجے میں کہا۔ اور کیپٹن حمید بھی سر ہلاتا ہوا اس کے پیچھے لپک پڑا۔

اور چند لمحوں بعد لنکن انتہائی تیز رفتاری سے سڑک پر دوڑتی ہوئی اس کالونی کی طرف بڑھی جا رہی تھی جہاں قاسم کی کوٹھی تھی۔

" عمران کو آپ اس کارپر سے بھی زیادہ سزا دیں۔ اس نے خفیہ طور پر فارمولا اڑا کر ہمارے ملک کے خلاف بہت بڑا جرم کیا ہے"۔ کیپٹن حمید نے موقع غنیمت دیکھ کر کرنل فریدی کے غصے کو ابھارنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

" ہاں —— وہ یہ حرکت کر کے سزا کا مستحق ہو چکا ہے تم دیکھنا، میں اس کا کیا حشر کرتا ہوں"۔

کرنل فریدی نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ اور کیپٹن حمید کے چہرے پر ایسی مسکراہٹ رینگنے لگی جیسے کرنل فریدی کا یہ فقرہ سن کر اس کو نفسیاتی تسکین ہوئی ہو۔

" اگر آپ مجھے حکم دیں تو..." کیپٹن حمید نے دوبارہ بولنا شروع کر دیا۔
" خاموش بیٹھے رہو وہ تمہارے بس سے باہر ہے" کرنل فریدی نے بری طرح جھاڑ دیا اور کیپٹن حمید منہ بنا کر خاموش ہو گیا۔

" تم پھر آ گئے ——— م ——— مگر وہ سالا ترکی حمام تو بند ہے" قاسم نے ڈرائنگ روم میں داخل ہوتے ہی کہنا شروع کر دیا۔
عمران کو کوٹھی میں داخل ہوتے ہی معلوم ہو گیا تھا کہ قاسم کوٹھی پر موجود ہے۔ اس لئے وہ ڈرائنگ روم میں آ کر بیٹھ گیا تھا۔
" ترکی حمام ——— کیا مطلب ؟" عمران نے حیرت بھرے انداز میں پوچھا۔ وہ واقعی قاسم کا مطلب نہ سمجھا تھا۔
" ارے تم نے خود ہی تو کہا تھا کہ مجھ سے سالی بو مُو آ رہی ہے۔ میں نہانے کے لئے ترکی حمام میں گیا مگر وہ بند تھا" قاسم نے بڑا سا منہ بناتے ہوئے کہا اور عمران بے اختیار ہنس پڑا کیونکہ اسے اب یاد آ گیا تھا کہ ہوٹل البانیہ سے اٹھتے

ہوئے اس نے ایسا کہا تھا تاکہ قاسم غصے میں آ جائے اور اسے روک نہ سکے۔
" ارے ——— تم نے بو سمجھا۔ کمال ہے۔ تم جیسے نفیس اور خوشگوار آدمی سے بھی کبھی بُو آ سکتی ہے۔ میں نے تو صرف بُو کہا تھا۔ اور بدبو تو نہیں کہا تھا" عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔
" ہاں۔ تم نے بدبو تو نہیں کہا تھا" لیکن یہ سالی بُو کا مطلب بھی تو یہی ہوتا ہے" قاسم نے منہ پھاڑتے ہوئے کہا۔
" ارے نہیں۔ ہمارے ہاں بو اور خوشبو کا ایک مطلب ہوتا ہے۔ بُری بُو کو بدبو کہتے ہیں" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
" اچھا۔ اچھا ——— پھر ٹھیک ہے۔ لیکن تم اشتہاری مشتہاری کیوں ہو گئے تھے۔ وہ کرنل فریدی تمہیں ڈھونڈ رہے تھے" قاسم نے کہا اور عمران سمجھ گیا کہ اشتہاری سے قاسم کا مطلب غائب ہو جانے کا ہے۔
" اچھا۔ کب پوچھ رہے تھے" عمران نے چونک کر پوچھا اور جواب میں قاسم نے اسے بتایا کہ ترکی حمام میں جانے اور پھر وہاں کرنل فریدی کے آنے اور باقی باتیں بھی بتا دیں۔ لیکن چونکہ وہ ڈاکٹر آرنلڈ کی خوشبو اور فون والا کام لاشعوری طور پر کیا تھا۔ اس لئے وہ اس کے شعور میں نہ تھا۔ لیکن ٹیکسی کی پہچان والی بات سن کر عمران سمجھ گیا تھا کہ قاسم نے

یقیناً اس کارپہ اور اس کی ساتھی عورت کو ٹیکسی میں بیٹھے جاتے دیکھ لیا ہوگا۔ کیونکہ کرنل فریدی نے ٹیکسی کی مخصوص نشانی کی پہچان کراتے ہوئے خاص طور پر غیر ملکی مرد اور عورت کے الفاظ کہے تھے اور یہ بات بھی قاسم نے ہی بتائی تھی۔

"پھر تم نے نشانی بتا دی تھی۔" عمران نے دلچسپی لیتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں۔ میں کوئی کپتان حمید سے کم جاسوس ہوں۔ میں نے انہیں بتا دیا کہ اس کے اگلے دروازے کے تالے کے نیچے عورت کی تصویر تھی جس نے سرخ رنگ کی عینک پہنی ہوئی تھی۔" قاسم نے اپنا بڑا سا سر ہلاتے ہوئے کہا اور عمران ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

کیونکہ اب اس بات میں کوئی شک نہ رہ گیا تھا کہ یہ وہی ٹیکسی تھی جس میں پہلے دن کارپہ گیا تھا اور بعد میں عمران کیونکہ اس نے خود ہی اس ٹیکسی کو دیکھا تھا۔ اور ظاہر ہے اس کے بعد کرنل فریدی کے لئے اس ٹیکسی کو تلاش کر لینا کچھ مشکل نہ تھا اور اس کے بعد کے حالات کا بھی آسانی سے تجزیہ کیا جا سکتا تھا۔ ٹیکسی ڈرائیور نے یقیناً ذیشان کالونی کی نشاندہی کر دی ہوگی اور کرنل فریدی یا اس کے آدمیوں کے سامنے وہ عمران والی بات بھی نہ چھپا سکا ہوگا۔

اس کا مطلب تھا کہ کرنل فریدی اب تک کارپہ اور اس عورت پہ قابو پا چکا ہوگا۔ اور یقیناً جب اسے فارمولا وہاں

نہ ملے گا تو بات عمران پر ہی آ کر ٹھہرے گی۔

کرنل فریدی جیسے شخص کے لئے یہ نتیجہ نکال لینا کوئی مشکل نہ تھا کہ فارمولا عمران لے اڑا تھا۔ اس لئے اب نہ صرف فارمولے کے ۔۔۔۔ حصول سے انکار کرنا بے سود تھا بلکہ اب کرنل فریدی کو مطمئن کرنے کے لئے ضروری تھا کہ فارمولا خود اس کے حوالے کر دیا جائے ورنہ وہ کرنل فریدی کے اصولوں کو اچھی طرح جانتا تھا۔ کہ وہ اسے ملک دشمن قرار دے کر سزا دینے کے درپے ہو جائے گا۔ اور گو عمران کو اس کی سزا سے تو کوئی خوف نہ تھا لیکن خواہ مخواہ کی بدمزگی بہرحال ضرور پیدا ہو جاتی تھی فارمولا کا ایک حصہ عمران چیک کر چکا تھا اور اس کی بنیادی تھیم کا اسے اندازہ ہو چکا تھا۔ اس لئے اب اگر دوسرا حصہ نہ بھی ملے تب بھی وہ اس فارمولے پر کام کر سکتا تھا۔ اور یہ بھی ظاہر تھا کہ اس فلم کو چیک کر کے کرنل فریدی کو بھی معلوم ہو جائے گا کہ یہ ادھورا ہے۔ اس لئے وہ لازماً شعبہ ایس ون سے دوسرا حصہ حاصل کرے گا۔

"تم خاموش کیوں ہو گئے سالے۔ جل مل گئے ہو حسد سے کرنل پھریدی نے میری تعریف مریف کر دی۔ سالے جل ککڑ"۔ قاسم نے اسے خاموش دیکھ کر۔ شاید یہی سمجھا تھا کہ عمران اس کی صلاحیتوں سے حسد کے مارے جل گیا ہے۔

"ارے تم تو گریٹ جاسوس ہو قاسم۔ تمہیں تو علم ہی نہیں قاسم کہ تم نے کس قدر عظیم کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ اگر

تو اس وائٹ روز گولڈن والا کلیو نہ دیتے تو کارپر کو زندگی بھر
تلاش نہ کیا جا سکتا۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور پھر
پاس پڑے ہوئے ٹیلیفون کا ریسیور اٹھا کر اس نے جلدی سے
کرنل فریدی کی زیرو فورس کے ہیڈ کوارٹر کے نمبر ڈائل کرنے
شروع کر دیئے۔

"یس"۔۔۔۔ دوسری طرف سے ایک آواز ابھری۔

"میں علی عمران بول رہا ہوں۔ کرنل فریدی سے بات کرائیں۔
میں نے ان کے لئے ایک اہم فارمولا حاصل کیا ہے"۔ عمران نے
سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ۔۔۔ آپ کہاں سے بول رہے ہیں"۔ دوسری طرف
سے بولنے والا بری طرح چونک پڑا تھا۔

"میں قاسم کی کوٹھی سے بول رہا ہوں"۔ عمران نے جواب دیا۔

"کرنل صاحب تو موجود نہیں ہیں"۔

"اچھا۔۔۔ وہ جہاں بھی ہوں ان سے رابطہ کر کے ان سے
کہہ دیجئے کہ عمران کی کال آئی تھی۔ وہ قاسم کی کوٹھی میں ان کا
منتظر ہے۔ انہیں بتا دیں کہ جس ڈاکٹر آرنلڈ کو وہ تلاش کر رہے
ہیں، میں نے نہ صرف انہیں تلاش کر لیا ہے بلکہ اس سے فارمولا
بھی حاصل کر لیا ہے"۔ وہ یہاں قاسم کی کوٹھی پر آ کر مجھ سے فارمولا
لے سکتے ہیں۔ یہ میں نے ان کے لئے حاصل کیا ہے"۔ عمران
نے کن انکھیوں سے سائیڈ کے دروازے کی طرف دیکھتے ہوئے
کہا۔ کیونکہ بات کرتے ہوئے اسے دروازے پر کرنل فریدی کی

شکل دکھائی دی تھی۔ اس لئے اس نے جان بوجھ کر آخری فقرے
کہہ دیئے تھے۔

"جی بہتر"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور عمران نے ریسیور رکھنے
کے لئے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ کرنل فریدی کمرے میں داخل ہوا۔

"اوہ۔ کرنل صاحب۔ آپ کی عمر ماشاء اللہ بڑی طویل ہے۔
میں ابھی آپ کو یاد کر رہا تھا"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں نے سن لی ہے تمہاری فون کال۔ کہاں ہے وہ فارمولا"
کرنل فریدی نے خشک لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"بالکل۔۔۔ بالکل۔۔۔ یہ لیجئے"۔ عمران نے کہا اور جیب
سے فارمولا نکال کر بڑے مؤدبانہ انداز میں کرنل فریدی کی طرف
اس طرح بڑھا دیا جیسے کوئی تحفہ پیش کر رہا ہو۔

کرنل فریدی نے باکس کھول کر اس میں موجود مائیکرو فلم کو
دیکھا اور پھر باکس بند کر دیا۔

"تم کارپر کی کوٹھی سے نکل کر کچھ دیر غائب رہے ہو۔ کہاں
گئے تھے تم"۔ کرنل فریدی کا لہجہ بدستور خشک تھا۔

"ب۔ ب۔ بھوک لگی تھی۔ اس لئے ایک ہوٹل میں کھانا
کھانے چلا گیا تھا۔ یہ قاسم تو بس باتیں کرتا رہتا ہے۔ کھانے کی
بات کرو تو صاف جواب دے دیتا ہے۔ کہتا ہے کہ کھانا
میرے لئے ہی پورا نہیں پڑتا دوسروں کو کہاں سے کھلاؤں"۔
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جھوٹ مت بولو۔ اس کا دوسرا حصہ کہاں ہے وہ نکالو"۔

کرنل فریدی نے گھور کر عمران کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"دوسرا حصہ۔ کیا مطلب —— کیا اب فارمولوں کے بھی حصے ہونے لگے ہیں۔ ارے پھر تو وہ یقیناً اس کاربن کے پاس ہوگا۔ میں تو اسے ہی مکمل سمجھ کر واپس آگیا تھا۔" عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس نے جان بوجھ کر چہرے پر ایسے تاثرات پیدا کر لئے تھے جیسے اسے واقعی اس کے دوسرے حصے کے متعلق معلوم نہ ہو اور ظاہر ہے مقابل میں لاکھ کرنل فریدی سہی لیکن اس کی اداکاری کو پہچاننا اس کے بس میں بھی نہ تھا۔

"اوہ۔ اس کا مطلب ہے تم نے اسے چیک نہیں کیا۔"

کرنل فریدی نے اس بار قدرے مسکراتے ہوئے کہا۔

"چیک —— مجھے کیا ضرورت پڑی تھی۔ میرا مقصد یہ فارمولا حاصل کرنا تو نہ تھا اور میرا مقصد یہ ہوتا تو میں آپ کو یہاں قاسم کی کوٹھی پر بیٹھا ہوا ملتا۔ اب تک تو میں پاکیشیا پہنچ جاتا۔ آپ کی زیرو فورس لاکھ فورس سہی لیکن میرے لئے بہر حال وہ بغیر فورس کے زیرو کی حیثیت رکھتی ہے۔" عمران نے اس بار خاصے خشک لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے مجھے اب یقین آگیا ہے کہ تم نے اسے چیک نہیں کیا۔ تم غائب ضرور ہوئے تھے۔ یقیناً تم نے ایسا اسے چیک کرنے کے لئے ہی کیا ہوگا۔ لیکن شاید تمہیں موقع نہیں مل سکا۔ بہر حال اگر تم یہ فون کال نہ کرتے اور میں اسے خود اپنے کانوں سے نہ سن لیتا تو میں نے فیصلہ کر لیا تھا کہ تمہیں عبرتناک

سزا دیتا۔" کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ارے۔ آپ کو کیا ضرورت تھی اتنی تکلیف کرنے کی —— یہ اپنے کپتان صاحب آخر کس مرض کی دوا ہیں۔ یہ اور کچھ کر سکیں نہ کر سکیں کم از کم لغت سے عبرتناک کے معنی تو تلاش کر کے مجھے بتا سکتے ہیں۔ اور بس اس لفظ کے معنی معلوم ہوتے ہی سزا انہیں خود بخود مل جاتی۔" عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"شٹ اپ" مجھ سے زیادہ بکواس کرنے کی ضرورت نہیں" کیپٹن حمید نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔ وہ پہلے ہی کرنل فریدی کے نرم پڑنے پر بُرے بُرے منہ بنا رہا تھا کیونکہ وہ تو عمران کا حشر ہوتا دیکھنے کی توقع رکھ کر یہاں آیا تھا۔ لیکن یہاں سارا ہی معاملہ الٹا ہو گیا تھا۔

"یار کپتان صاحب —— اگر تم سے زیادہ خالہ زاد قاسم میں جاسوسی کی صلاحیتیں پیدا ہو گئی ہیں تو اس میں میرا کیا قصور ہے۔ یہ تو کرنل صاحب کی خوش قسمتی ہے کہ انہیں اس قدر بھاری بھرکم روڈ رولر ٹائپ اسسٹنٹ مل گیا ہے" عمران نے کہا۔

"ہاں۔ قاسم نے واقعی اس کیس میں اپنی بہترین صلاحیتوں کا مظاہرہ کیا ہے" کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور قاسم جو شاید روڈ رولر کے لفظ پر غصے سے منہ پھلا رہا تھا۔ یکلخت سر اٹھا کر ہنس پڑا۔

"قاسم گریٹ ہے کرنل صاحب۔ اور اس قدر گریٹ اسسٹنٹ

ملنے پر میری طرف سے مبارکباد قبول فرمائیے۔ ویسے ایک شرط ہو
گی اس کے ہم وزن مٹھائی تقسیم کرنی پڑے گی۔ عمران نے مسکراتے
ہوئے کہا۔

" اس قدر مٹھائی تو شاید پورے دارالحکومت سے اکٹھی کرنے
پر بھی نہ ملے "، کرنل فریدی نے بے اختیار ہنستے ہوئے جواب دیا

" کوئی بات نہیں اپنے کپتان صاحب کو اس کام پہ لگا دیں۔
سال دو سال میں اتنی مٹھائی تو بنا ہی لیں گے۔ کچھ کام کاج تو انہیں
بھی آنا چاہیئے۔ کب تک مفت کی روٹیاں توڑتے رہیں گے" عمران
نے مسکراتے ہوئے کہا

" تم ۔ تمہاری یہ جرأت "، کیپٹن حمید غصے کی شدت سے چیخ
اٹھا۔ اس نے تیزی سے ریوالور نکالنے کے لئے جیب میں ہاتھ
ڈالا۔

" ارے خبردار ۔ یہ میرا خالہ جاد ہے۔ تم میرے سامنے اس پر
رعب موب نہیں ڈال سکتے۔ سالے حاسد ماسد جل ککڑے "
قاسم نے تیز لہجے میں کہا اور کرنل فریدی اور عمران دونوں اس
کے اس انداز پر قہقہہ مار کر ہنس پڑے۔

" تم سے تو میں سمجھ لوں گا "، کیپٹن حمید نے غصے سے پھنکارتے
ہوئے قاسم سے کہا اور پیر پٹختا ہوا دروازے کی طرف مڑ گیا۔

" کھامخواہ کو سمجھ لوں۔ اب میں تم سے بڑا جسوس مسوس ہونا
ہاں۔ کیوں کرنل پھریدی صاحب "، قاسم نے جواب دیا۔ اور پھر
تصدیق کے لئے کرنل فریدی سے مخاطب ہو کر کہا۔

" بالکل ۔ بالکل بلکہ تم مجھ سے بھی بڑے جاسوس ہو "، کرنل
فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور اٹھ کھڑا ہوا۔

" صرف جاسوس مت کہیں میرے خالہ زاد کو۔ یہ اس کے ڈیل
ڈول کی توہین ہے۔ جاسوس اعظم کہیں تب بات بنے گی"
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور کرنل فریدی بے اختیار
قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

ختم شد